معرکۂ دجّالِ اکبر

تفکیر، تدبیر اور تعمیل

جلد اوّل

اسرار عالم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً!

نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی نوع انسان میں وہ آخری امت ہے جو منصب شہادت پر فائز کی گئی ہے۔ چنانچہ پوری انسانیت کی کامیابی کا انحصار اب اسی گروہ پر ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی تک آتے آتے واضح طور پر محسوس ہونے لگا کہ یہ امت تاریخ انسانی کے اس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جس کی خبر دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا: عنقریب قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوا دیں گی جیسے بھوکے (جانور) کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوا دیتے ہیں (ابوداؤد و بیہقی)

اس اندوہناک صورت حال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ ــــ جو دنیا کی وہ واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم (ماکان وما ھو کائن) دیا گیا ــــ آج حیران اور ناواقف راہ بھٹک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے گویا کوئی ہار ٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے دانے گرنے لگیں۔

ان حالات کا تقاضا تھا کہ قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کی صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لیا جاتا، موجودہ حالات کی تبدیلی کو صحیح زاویہ سے دیکھا جاتا اور آئندہ کے لئے خطوط کار کی نشاندہی کی جاتی تاکہ یہ امت اپنے فرض منصبی کو کماحقہ سرانجام دے کر پوری انسانیت کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ چنانچہ انہیں امور کو پیش نظر رکھ کر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں مختلف عناوین کے تحت بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

انہ سمیع قریب مجیب

اسرار عالم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے کہ یہ عاجز "معرکہ دجال اکبر: تفکیر، تدبیر اور تعمیل جلد اول" امت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

ہر چند کہ "فتنۂ دجال اکبر: خطرات و تدابیر" میں آئندہ کے نازک دور سے متعلق بہت سارے امور جامعیت کے ساتھ پیش کر دیئے گئے تھے تاہم اس میں اجمال زیادہ تھا۔ چنانچہ ضرورت محسوس کی گئی کہ اس تعلق سے مزید کچھ باتیں امت تک پہنچائی جائیں۔ تاکہ وہ زیادہ یکسوئی کے ساتھ آئندہ سامنے آنے والے حالات کے لئے خود کو تیار کر سکیں۔

صورتحال کی نزاکت بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امت کی ذمہ داریاں بھی۔

صورت حال کی نزاکت اس کی متقاضی ہے کہ اس کتاب کے محتویات سے امت کا ہر خاص و عام زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد واقف ہو جائے۔ لہٰذا امید کی جاتی ہے کہ قارئین اور بالخصوص اہل ہمم حسب استطاعت اسے عام کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

اسرار عالم

اصول و کلیات (حصہ اول)

امتِ مسلمہ کی حالت

(۱) نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی بعثت مبارکہ کے سبب امت مسلمہ محمدیہ آخری امت حدی، آخری امتِ شہادت اور پہلی اور آخری امت وسط کے منصب پر فائز ہوئی۔ چنانچہ امت ابلیس اور اس کے تمام حلیفوں اور ان کی فوجوں کے حملوں کا واحد نشانہ بن گئی۔ آنحضور ﷺ کی وفات سے اب تک خارج سے ابلیس اور اس کی افواج کے حملوں اور امت کے اندر پیدا ہونے والی کمزوریوں اور کوتاہیوں کے نتیجہ میں امت مسلسل ٹوٹتی، بکھرتی اور کمزور ہوتی چلی گئی۔ امت کا یہ بحران آج اپنی آخری حدوں کو پار کر رہا ہے۔ امت کے اس بحران کے چار پہلو درج ذیل ہیں:

(۲) مسئلہ اول: قائد کا انہدام

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے۔ امت تین پہلوؤں اور شعبۂ زندگی کے تناظر میں اہل قائدین سے ناقابل بیان حد تک خالی ہو چکی ہے۔ قائدین کے یہ تین پہلو درج ذیل ہیں:

(۱) حکمراں:

اعلیٰ ترین سطح سے ادنیٰ ترین سطح تک امت اہل حکمرانوں سے خالی ہو چکی ہے۔

مسلم حکمران ایمان، عمل صالح، فراست ایمانی اور ہمتِ روحانی سے عموماً عاری ہو چکے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلم حکمراں اسلامی منصب حکمرانی، مقصدِ حکمرانی، علوم حکمرانی، آدابِ حکمرانی، ہمتِ حکمرانی حتیٰ کہ حمیتِ حکمرانی تک سے ناآشنا ہو چکے ہیں۔

(۲) علماء:

اعلیٰ ترین سطح سے ادنیٰ ترین سطح تک امت علماء سے خالی ہو چکی ہے۔ جو معروف

ہیں وہ علم سے خالی ہیں۔ دو ایک جو خالی نہیں انہیں کوئی جانتا نہیں۔ امت میں علماء کے تین اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مشائخ:

عام طور پر مشائخ علم اور ہمت سے خالی ہو چکے ہیں لہذا علم اور ہمت کا فقدان تمییز خیر وشر سے انہیں الگ کر چکا ہے۔ چند ہستیاں جو علم وہمت سے خالی نہیں اللہ انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

(۲) علماء:

آنحضورﷺ کی وفات سے ہی علماء کم ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ہر مرنے والا اپنے ساتھ علم کا ایک حصہ لے کر چلا جاتا رہا ہے۔ آج اس تعلق سے بدترین حالات کا سامنا ہے۔ یہ بات خلاف واقعہ ہے کہ آج کے علماء عصر حاضر اور عصری علوم سے واقف نہیں بلکہ وہ صرف قرآن وسنت کا علم رکھتے ہیں۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی علم رکھتے ہیں وہ عصر حاضر اور عصری علوم کا علم ہے اس لئے کہ عصر حاضر اور عصری علوم ان کے ارد گرد موجود ہیں اور انہیں نظر آتے ہیں۔ قرآن وسنت تو محجوب ہو چکے ہیں۔ قرآن وحدیث میں مندرج امور کو جاننے کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے عام طور پر علماء کے پاس نہیں لہذا قرآن وسنت ان کے لئے معمہ کے مثل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ایسا ماننا درست ہے کہ علماء قرآن وسنت سے زیادہ عصر حاضر کا علم رکھتے ہیں خواہ وہ کتنا ہی کم ہو۔

(۳) عصری علوم کے دانش وران:

عصری علوم کے مسلم دانش وران اکثر ''اخفش کے بکرے'' کے مانند ہیں۔ مسلم دانش وران کی غالب اکثریت عصری علوم کی حقیقت سے واقف تو نہیں لیکن اس کے سحر میں گرفتار ضرور ہے اگرچہ ان میں بوجوہ علماء وقت کے مقابلہ میں جودت اب بھی زیادہ پائی جاتی ہے تاہم ان کے قلوب قرآن وسنت کی روشنی سے اسی وقت معمور ہو سکتے ہیں جب یا تو وہ عصری علوم کی حقیقت کو کم از کم اسی طرح پالیں جیسا ان کے مغربی علمبرداروں نے پالیا ہے یا

اس کے سحر سے باہر نکل آئیں۔

(۳) اعیانِ معاشرہ:

امت میں موجود وہ دیگر افراد جو معاشرے میں رسوخ رکھتے ہیں اسلامی مقصد حیات، ہمت روحانی، مومنانہ اخلاق، اسلامی آداب اور دینی غیرت سے عموماً خالی ہو چکے ہیں۔

(۳) مسئلہ دوم: شاکلہ کا انہدام

عالمی سطح سے مقامی سطح تک امت نہ صرف ہر طرح کے اہل قائدین سے خالی ہو چکی ہے بلکہ صفاتِ قیادت کی تعمیر، تشکیل اور ترویج کے شاکلہ سے بھی محروم ہو چکی ہے۔ اہل قائدین کا خلاء نئے اہل قائد سے پر کیا جا سکتا تھا لیکن قیادت کے شاکلہ کے انہدام نے غیر معتاد صورت کے سوا اہل قائدین کے خلاء کے پر کئے جانے کی ہر صورت کو تقریباً ناممکن بنا دیا ہے۔

اسلامی صفاتِ قیادت کی تعمیر، تشکیل اور ترویج کے شاکلہ کی اساس ہے ——— جہاد فی سبیل اللہ ——— اس اساس پر شاکلہ ایستادہ تھا جس کے چار مظاہر تھے۔ خلافت راشدہ کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کی معطلی نے ان چاروں مظاہر کو رفتہ رفتہ مٹانا شروع کر دیا تھا۔ اب درج ذیل یہ چاروں مظاہر پوری طرح مٹ چکے ہیں۔

(۱) حکومت: حکومت اسلامی ہمتِ حکمرانی سے خالی ہے۔

(۲) مدرسہ: مدرسہ اسلامی علوم اور ہمتِ تعلیم وتعلم سے خالی ہے۔

(۳) معاشرہ: معاشرہ اسلامی حیویت اور حیات سے خالی ہے۔

(۴) گھر: گھر اسلامی حیویت اور حیات سے خالی ہے۔

(۴) مسئلہ سوم: عامۃ المسلمین کی ابتلاء

انہدام قائد اور انہدام شاکلہ نے عام مسلمانوں کو سخت آزمائش میں ڈال رکھا ہے۔ آج پوری دنیا میں عام مسلمان ہر طرح کی مصیبتوں، ذلتوں، اذیتوں اور تکلیفوں سے دوچار کر دیئے گئے ہیں۔ دنیا

میں ہر جگہ عام مسلمان دوہری مار سہہ رہے ہیں۔ ایک طرف منہدم شاکلہ پر متصرف ان کے موجودہ قائدین ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ اندر سے انہیں بھنجھوڑ رہے ہیں تو دوسری طرف ابلیس اور اس کی فوجیں باہر سے۔ یہی وہ ''امی'' ہیں جن سے نبی آخرالزماں ﷺ کو نسبتِ خاص ہے۔ انہیں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص بھی سایہ فگن رہی ہے (لـــن تجتمع امتی علی الضلالة: ہماری امت گمرہی پر جمع نہیں ہوگی)۔ یہی سبب ہے کہ اپنے قائدین کی فریب کاریوں اور استبداد اور دشمنوں کے مظالم کے باوجود اس کے عزم اور اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین سے تمسک میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ موج خون کے سر سے گزرنے کا سلسلہ چاہے ختم ہونے کا نام نہ لے لیکن یہ ''امی'' آستانِ یار سے اٹھنے کو تیار نہیں۔

اس صورت حال میں:

(الف) ان کے حکمران نام نہاد روشن خیال، قدامت پسند، کیمونسٹ، سوشلسٹ، لبرل، جمہوریت نواز، بادشاہ، صدر، وزیر اعظم اور ڈکٹیٹر ہو سکتے ہیں ـــــ اور ـــــ

(ب) ان کے علماء شیعی، سنی، مقلد، غیر مقلد، ماتریدی، اشعری، اخباری اور اصولی ہو سکتے ہیں ـــــ اسی طرح ـــــ

(ج) اعیان معاشرہ ـــــ سرمایہ دار، صنعت کار، زمیندار، جاگیردار اور جائز و ناجائز طرح طرح کی قوتوں کا مظاہرہ کر کے عوام کو اپنا زیر دست بنائے رکھنے والے حاکمان وقت حتی کہ غیروں کے عمیل اور ان کے چاؤش تو ہو سکتے ہیں ـــــ

لیکن یہ عام مسلمان ہر حال میں صرف عام مسلمان رہا ہے جو اللہ، رسول اور اس کے دین سے محبت کرتا ہے۔ عام مسلمان 'فسق عمل' میں تو مبتلا ہو سکتا ہے 'فسق ایمان' میں بفضلہ تعالیٰ وہ کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ اس کے برخلاف اس کے قائدین ـــــ حکمراں، علماء اور اعیان معاشرہ ـــــ خواہ 'فسق عمل' میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن چند ہی ایسے ہوں گے جو 'فسق ایمان' سے آلودہ نہ ہوں۔ یہ عام مسلمان بظاہر 'فسق عمل' میں لاکھ مبتلا سہی ـــــ اللہ، اس کے رسول اور اللہ کے دین کی حرمت کے لئے سب سے پہلے وہی اپنی جان پیش کرتا ہے۔ جبکہ اس کے قائدین ـــــ حکمراں، علماء اور اعیان معاشرہ ـــــ

'فسق عمل' میں بظاہر مبتلا نظر نہ آئیں لیکن ـــــ اپنی دنیا بچانے، جاہ و منصب حاصل کرنے یا اسے برقرار رکھنے کے لئے سب سے پہلے اپنے ایمان کو پیش کرتے ہیں۔

(۵) مسئلہ چہارم: فتنۂ دجال اکبر کا سیلاب

(۱) فتنۂ دجال اکبر ـــــ معرکۂ ایمان ـــــ ہے۔

(۲) فتنۂ دجال اکبر ـــــ معرکۂ علم و ظن ـــــ ہے۔

(۳) فتنۂ دجال اکبر ـــــ معرکۂ اللہ و ابلیس ـــــ ہے۔

(۶)

(۱) روئے ارض پر دو راہیں یا دو خطوط پائے جاتے ہیں۔

(۱) صراط سوی: صراط سوی ہی صراط حدیٰ اور صراط مستقیم ہے۔

(۲) صراط غوی: صراط غوی ہی صراط ھوی ہے۔

(۲)

(۱) صراط سوی کا ماٗ خذ رب کائنات ـــــ اللہ ـــــ رب العالمین ہے۔

(۲) صراط سوی کی حقیقت علم ہے۔ وہ علم جو دیگر امور کے علاوہ مقصدِ حیات سے باخبر بنائے۔ مقصد حیات سے باخبری، 'ضبط و انقیاد' کا عادی بناتی ہے۔ 'یہی باخبری انجام حیات' اور 'مستقبل' سے باخبری عطا کرتی ہے۔

(۳) 'دین اللہ' ہی صراط سوی ہے جو قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ میں پایا جاتا ہے۔ اسی راہ میں 'علم یقین'، 'عین یقین'، اور 'حق یقین' کے مراحل پیش آتے ہیں۔

(۳)

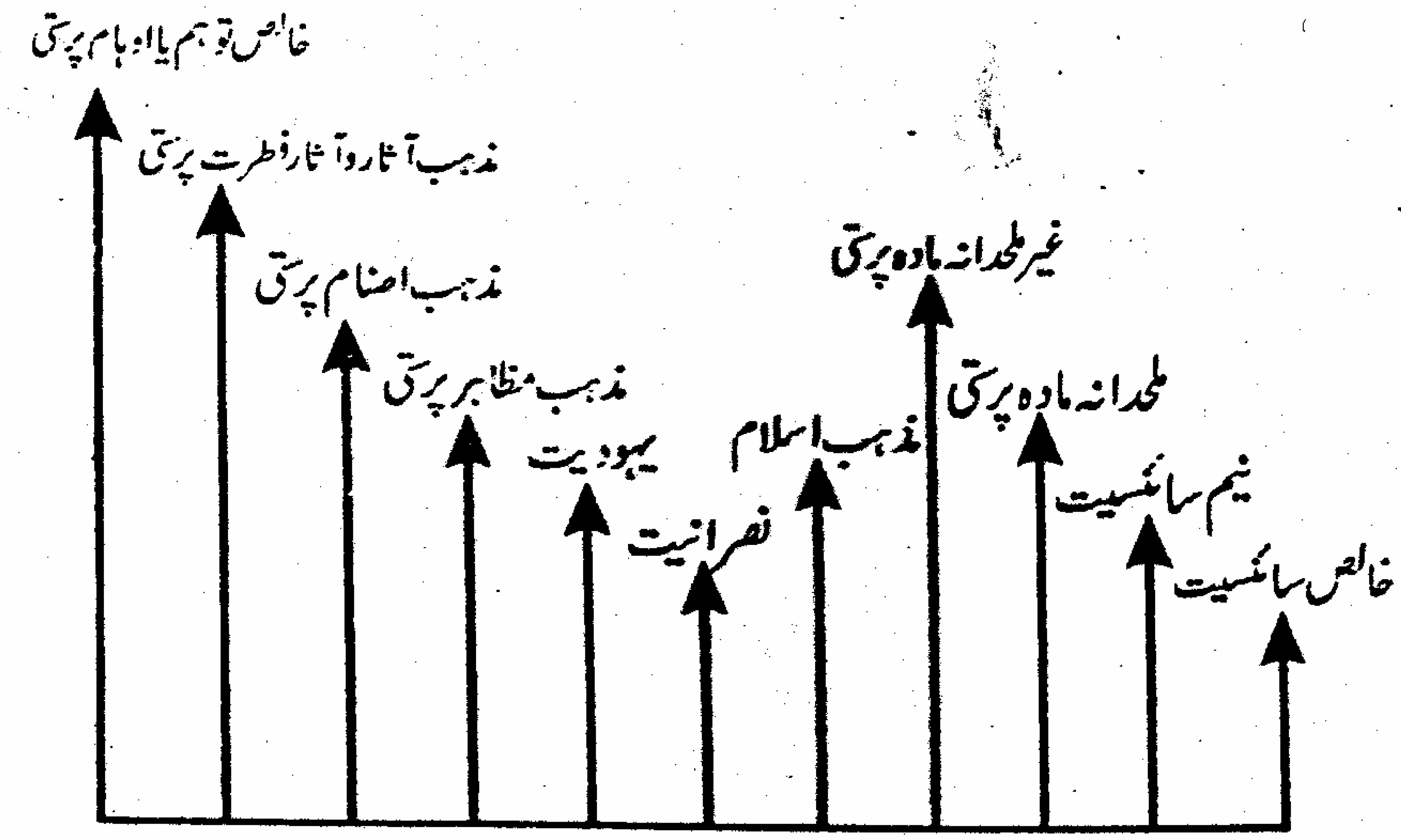
(۱) صراط غوی کا ماٗ خذ ابلیس ہے۔

(۶) صراط غوی کی حیثیت ظن، قیاس اور اندازہ مخلوق ہے۔ ابلیس کے ذریعہ افزودہ و پروردہ "ظن" 'قیاس' اور 'اندازہ' انسان کے اندر ایک ایسی 'لاعلمی' کو بار آور کرتا ہے جو فی الوقت فرض کردہ علم یا حقیت' ______ کہلاتی ہے۔ 'فی الوقت فرض کردہ علم یا حقیت' "مقصد حیات' سے بے خبر بناتی ہے۔ 'مقصد حیات' کے تعلق سے 'عدم علم' یا 'انتشار ذہنی' "ضبط و انقیاد' کی بجائے PROBE (کھوج) کے نام پر 'ضابطہ شکنی' اور 'بے لگامی' کو ہوا دیتی ہے۔ 'مقصد حیات' سے 'بے خبری' انسان کو 'انجام حیات' سے 'بے خبری' کی کیفیت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ 'انجام حیات' سے 'بے خبری' غیر یقینی صورت حال کو جنم دے کر انسان کو 'ظن' اور 'عزائم' کے بے لگام گھوڑے پر سوار کر دیتی ہے ع

نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

(۷) صراط غوی کی 'وسعت' یا اس کی "سعت" کیا ہے؟

اگر صراط غوی کو ایک خط کی صورت دی جائے تو اس کی 'سعت' درج ذیل ہوگی:



(۸) صراط سوی کیا ہے؟

(۱) صراط سوی اسلام ______ دین اللہ ______ ہے اس کے علاوہ کائنات میں کوئی دین تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

(۲) اسلام 'فطرۃ اللہ' ہے کائنات کی ہر شئے کا دین اسلام ہے اور ہر شئے اس سے ہم آہنگ ہے۔

(۳) اسلام صراط سوی اور صراط عدی ہے۔ اس کا ماٰخذ 'علم من اللہ' ہے 'ظن'، 'قیاس' اور 'وہم' نہیں۔

(۹) صراط غوی کیا ہے؟

(۱) صراط غوی 'دین اللہ' نہیں ہے۔ کائنات کا یہ کبھی دین تھا نہ ہے اور نہ ہوگا۔

(۲) صراط غوی 'فطرۃ اللہ' نہیں ہے۔ چنانچہ کائنات کی کسی شئے سے اس کی ہم آہنگی نہیں۔

(۳) صراط غوی ہی صراط ھوی ہے۔ اس کی زمین 'ظن'، 'قیاس' اور 'اندازہ' ہے۔ خالص ترین 'ظن'، 'قیاس'، اور 'اندازہ' 'خالص سائنسیت' (PURE SCIENTISM) پیدا کرتا ہے اور آلودہ ترین 'ظن'، 'قیاس' اور 'اندازہ' خالص توہم اور اوہام پرستی۔

(۱۰) صراط غوی کے موجودہ مظاہر کیا کیا ہیں؟

صراط غوی کے موجودہ مظاہر درج ذیل ہیں:

(۱) خالص سائنسیت: خالص سائنسیت اس فکر کو کہتے ہیں جس میں زندگی کے ہر پہلو کے تعلق سے قیاس، مشاہدہ اور تجربہ کو دخل ہو۔

(۲) نیم سائنسیت: نیم سائنسیت اس فکر کو کہتے ہیں جس میں زندگی کے بعض بنیادوں اور اساسی پہلوؤں میں قیاس، مشاہدہ اور تجربہ کو دخل ہو۔

(۳) ملحدانہ مادہ پرستی: ملحدانہ مادہ پرستی نظر آنے والی وہ خالص سائنسیت ہے جس میں زندگی کی اساس میں قیاس، مشاہدہ اور تجربہ کو دخل نہ ہو بلکہ صرف حصول لذت دنیا مقصود ہو۔

(۴) غیر ملحدانہ مادہ پرستی: ملحدانہ مادہ پرستی سے ملتی جلتی وہ فکر ہے جس میں ظاہر میں بالعموم مذہب کا دخل تسلیم کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت صرف دنیوی لذت کا حصول ہوتی ہے۔

(۵) مذہب اسلام: مذہب اسلام وہ طرز حیات ہے جس کا ماخذ صرف اللہ اور رسول یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی مصادر اور مراجع ہیں جو کتاب وسنت کی بعض باتوں کو بظاہر لے کر ایک ایسا شاکلہ بناتے ہیں جس میں کچھ عقائد، کچھ عبادات، کچھ رسوم، کچھ مسلمات، کچھ اشغال، کچھ مفروضات اور کچھ توہمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔

(۶) نصرانیت: تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پال کی تعبیرات وتشریحات کا وہ مجموعہ ہے جس میں حضرت عیسیٰ کی قربانی برائے مغفرت آدمیت بنیادی اہمت کی حامل ہے۔

(۷) یہودیت: بنی اسرائیل کی نسل پرستی ہے اور اس کی موجودہ فکر یہودیت ہے جو فی الواقع اللہ دشمنی پر مبنی ہے۔

(۸) مذہب مظاہر پرستی: کسی بھی مظہر قوت وجلال سے عقیدت مظاہر پرستی کہلاتی ہے۔

(۹) مذہب اصنام پرستی: کسی مافوق الفطرت شئے سے عقیدت کا جب تصوراتی اظہار "صنم" "تراشی اور "صنم پرستی" کی صورت میں ہوتا ہے تو اسے اصنام پرستی کہتے ہیں۔

(۱۰) مذہب آثار وآثار فطرت پرستی: فطری اشیاء وآثار کی عقیدت مذہب آثار یا آثار فطرت پرستی کی اصل ہے۔

(۱۱) خالص توہم اور اوہام پرستی: خالص توہم اور اوہام پرستی کی اساس صرف توہم

اور اس سے پیدا شدہ اعتقادات وتصورات ہیں۔

(۱۱) اسلام ——— دین اللہ ——— کیا نہیں ہے؟

(۱) اسلام ——— دین اللہ ——— خالص سائنسیت (Pure Scientism) نہیں ہے۔

(۲) اسلام ——— دین اللہ ——— نیم سائنسیت (Quasi Scientism) نہیں ہے۔

(۳) اسلام ——— دین اللہ ——— ملحدانہ مادہ پرستی (Secular Materialism) نہیں ہے۔

(۴) اسلام ——— دین اللہ ——— غیر ملحدانہ مادہ پرستی (Regular Materialism) نہیں ہے۔

(۵) اسلام ——— دین اللہ ——— مذہب (اسلام) (Religion) نہیں ہے۔

(۶) اسلام ——— دین اللہ ——— معزول اسلام یعنی یہودیت ونصرانیت (Judaism & Christianity) نہیں ہے۔

(۷) اسلام ——— دین اللہ ——— مظاہر پرستی نہیں ہے۔

(۸) اسلام ——— دین اللہ ——— اصنام پرستی نہیں ہے۔

(۹) اسلام ——— دین اللہ ——— آثار وآثار فطرت پرستی نہیں ہے۔

(۱۰) اسلام ——— دین اللہ ——— خالص توہم اور اوہام پرستی (Pure Superstition) نہیں ہے۔

(۱۲) عہد حاضر میں امت اندرونی طور پر ایک شدید کشمکش سے دوچار ہے۔ امت کے اندر دو طبقوں نے جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ امت کے اندر کے یہ دونوں ہی طبقے فی الواقع اہل غوئی دعوئی ہیں۔ اندر کے یہ

دو طبقے درج ذیل ہیں:

(۱) اہل مذہب (علماء وقت، مشائخ وقت)۔

(۲) متغربین (مغرب سے مرعوب مسلمان)۔

(۱۳) اہل مذہب (بالخصوص علماء وقت اور مشائخ وقت) کا رویہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) ہم اسلام ـــ دین اللہ ـــ پر قطعاً نہیں چلیں گے۔ ہم مذہب اور مذہبیت پر ہی عمل پیرا رہیں گے۔

(۲) ہم آیت محکمہ، سنت قائمہ اور فریضۂ عادلہ پر پوری طرح گامزن نہیں ہوں گے یعنی اس اسلام ـــ دین اللہ ـــ پر نہیں چلیں گے جو عہد نبوی اور خلافت راشدہ میں رائج تھا بلکہ خلافتِ راشدہ کے بعد رائج کردہ خلاف قرآن وسنت رسول ﷺ مذہبیت پر ڈٹے رہیں گے۔

(۳) ہم معاشرہ کے شاکلہ اور اس کے اندر نظام تعلیم و تعلم یعنی نظام مدارس، نظام تعلیم، نصاب، کتب نصاب میں اور اسی طرح روحانیت کے نام پر جاری غیر حقیقی اور غیر اسلامی مشاغل پر کوئی نظرِ ثانی نہیں کریں گے۔ نہ نقد و بحث کو راہ دیں گے اور نہ ہی اصل دین اللہ کی بحالی کریں گے اور ان امور میں کسی طرح کی مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔

(۴) ہم حیات کے جملہ پہلوؤں ـــ یعنی ایمانی، فکری، عملی، علمی، روحانی، انفرادی، اجتماعی اور آفاقی ـــ پر قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ کو مکمل طور پر غالب اور حاکم ہونے کی اجازت نہیں دیں گے بلکہ زندگی کے زیادہ سے زیادہ امور سے انہیں بے دخل یا حاشیہ پر کرکے حتی کہ ننانوے فیصد حیات پر ابلیس، اہل ھوٰی اور بالخصوص یہودیوں کے ساختہ و پرداختہ 'فقہ اکبر' اور 'فقہ اصغر' ـــ کو غالب رکھیں گے اور اسی مذہب (اسلام) کو دین اللہ باور کرائیں گے۔

(۱۴) متغربین (مغرب سے مرعوب مسلمان) لوگوں کا رویہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) علم کی اصلی ترقی وہ ہے جو عصر حاضر میں مغرب نے کی ہے۔ اسی طرح علم کا اصلی حجم وہ اور اتنا ہی ہے جو اس وقت مغرب کو حاصل ہے۔

(۲) فکر کی اصلی ترقی وہ ہے جو عصر حاضر میں مغرب نے کی ہے۔ اسی طرح فکر کی اصلی جہت اور رفتار وہ ہے جو اس وقت مغرب میں موجود ہے۔

(۳) علمی، فکری، حکومتی، معاشرتی، تمدنی اور ثقافتی ادارے اور ان کی اصل ترقی وہ ہے جو عصر حاضر میں مغرب میں پائی جاتی ہے۔ ایسے اداروں کی ہیئت، کارکردگی، قابلیت اور مہارت کی معراج وہ ہے جو اس وقت مغرب میں موجود ہے۔

(۴) مسلمانوں کو اپنی حیثیت کی بحالی (ان کی نظر میں ترقی) کے لئے وہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور ویسی ہی علمی، فکری، فنی، معاشی، اقتصادی، معاشرتی اور حکومتی صورت اور طریقہ کار اختیار کرنا اور اس کے لئے ویسے ہی ادارے تشکیل دینے چاہئیں جیسا اہل مغرب نے کیا ہے اور مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی ہر اعتبار سے اپنا نصب العین وہی متعین کرنا چاہئے جو اہل مغرب نے متعین کیا ہے۔

(۱۵) اول الذکر طبقہ یعنی اہل مذہب (علماء و مشائخ) امت محمدیہ کے فریسی (Pharisees) ہیں اور ثانی الذکر طبقہ یعنی متغربین (مغرب سے مرعوب لوگ) صدوقی (Sadducees)۔ مٹھی بھر مخلص علماء و مشائخ امت محمدیہ کے حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے مانند ہیں (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں) اور عام مسلمان ان کے اصحاب کے مانند۔ ہر دو کے نزدیک مخلص علماء، مشائخ اور عام مسلمان معتوب و بے حیثیت ہیں۔

(۱۶) عصر حاضر میں امت مسلمہ اندرونی طور پر ان دو طبقوں یعنی اہل مذہب (علماء و مشائخ) اور متغربین (مغرب سے مرعوب لوگوں) اور بیرونی طور پر ابلیس اور دجال اکبر اور اس کے حلیفوں کی دو چکیوں کے درمیان پس رہی ہے۔ عصر حاضر کا یہی وہ دورویہ حملہ ہے جس نے امت کے سامنے غیر معمولی چیلنج پیدا کردیا ہے۔

اصول وکلیات (حصہ دوم)

دو عظیم چیلنج

(۱) اس وقت روئے ارض پر اہل ایمان کو خارج سے دو عظیم چیلنج ———— دو عظیم مہلکات (Giant-Threats) کی صورت میں ———— درپیش ہیں۔ یہ دونوں عظیم چیلنج یا مہلکات دراصل ابلیس اور دجال اکبر اور پوری کائنات میں ان کے دیگر حلیفوں بالخصوص یہود کی جانب سے پیدا کیے گئے ہیں۔ یہ دونوں عظیم مہلکات درج ذیل ہیں:

(۱) **امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا۔**

اس مہلکہ کا مفہوم ہے:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کا بحیثیت امت ھدیٰ، امت حامل قرآن، امت شہید علی الناس اور امتِ وَسَطْ خاتمہ کردینا:

(۱) امت کے اندر ایمان باللہ، ایمان بالرسالۃ اور ایمان بالآخرہ کا خاتمہ کردینا۔

(۲) قرآن کا خاتمہ کردینا۔

(۳) سنت رسول اللہ ﷺ کا خاتمہ کردینا۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کے جسدِ اطہر کو نکال کر اس کو تکوینی اور تخلیقی طور پر تباہ کردینا۔

(۵) روئے ارض پر ھدیٰ اور رسالت کی ہر بات، علامت، نشانی اور رواج کا خاتمہ کردینا۔

(۲) اگر ایسا نہ ہو سکے تو امت مسلمہ محمدیہ کو جانی طور پر یعنی طبعی طور پر ختم کردینا اور

روئے ارض سے مسلمانوں کا وجود مٹادینا خواہ وہ دین دار ہوں یا نہ ہوں۔

(۲) **اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کرلینا۔**

اس مہلکہ کا مفہوم ہے:

(۱) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کردینا یعنی اس اللہ رب العالمین کو قتل کردینا جس نے:

(۱) آدم کو پیدا کیا اور اسے خلیفہ بنایا اور ابلیس کو خلافت سے محروم کردیا۔

(۲) اس 'موت' کا خاتمہ کردینا جس سے ابلیس کو دوچار ہونا ہے۔

(۳) اس بعث بعد الموت یعنی آخرت کا خاتمہ کردینا جس کی سزا کا اسے خوف ہے۔

(۴) اس سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود مٹادینا جو اب مقام محمود پر فائز ہوں گے۔

(۵) اس ھدیٰ کا خاتمہ کردینا جس کی خلاف ورزی اور ھویٰ کے اتباع کے سبب یہودی راندۂ درگاہ رب العالمین ہوئے اور اللہ کی محبوبیت سے محروم۔

(۶) ایسے نبیوں اور رسولوں مثلاً حضرت ادریس، حضرت الیاس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو کائنات بسیط میں جہاں وہ اللہ کے ذریعہ محفوظ و مامون ہیں ڈھونڈھنا اور انہیں قتل کردینا۔

(۷) نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی ہر نشانی حتیٰ کہ ان کے جسد اطہر کے وجود کو بھی مٹا دینا جن کی بعثت نے ابلیس اور دجال اکبر کے اس عظیم اور خوفناک ترین منصوبہ کو ناکام کردیا جس کے تحت انہوں نے ایک عجمی قوم (بنی اسرائیل) کو حلیف بنا کر مقام محمود پر قبضہ کرنے کی آخری کوشش کی تھی اور جن کی مخصوص 'حیات' سے ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو اب بھی خطرہ محسوس ہوتا ہے۔

(۸) اس امت مسلمہ محمدیہ کا خاتمہ کردینا جس کے سبب یہود مقام محبوبیت

اور مقام اجتبائیت سے معزول کر دیئے گئے۔

(۹) اس 'موت' کا خاتمہ کر دینا جس کا ہر یہودی کو بے حد خوف ہے۔

(۱۰) اس بعث بعد الموت یعنی آخرت کے امکان کا ہی خاتمہ کر دینا جس میں اپنے ان کرتوتوں کے سبب انہیں سخت ترین عذاب سے دوچار ہونے کا خوف لاحق ہے۔

(۱۱) ان فرشتوں کا خاتمہ کر دینا جو یہودیوں کی راہ میں حائل رہے اور اب بھی ہیں۔

(۱۲) اس امت مسلمہ محمدیہ کا خاتمہ کر دینا جو یہودیوں کے بقول ان کے دوبارہ اللہ کا محبوب بننے کی راہ میں حائل ہیں۔

(۱۳) اس اللہ کا خاتمہ کر دینا جس نے ابلیس کی طرح یہودیوں کو بھی راندہ درگاہ کر دیا اور انہیں موت، آخرت اور سخت سزاؤں کی دھمکی دے رہا ہے۔

(۱۴) مایوسی کی انتہائی حالت میں اس اللہ کا ہی خاتمہ کر کے اس کی کائنات پر قبضہ کر لینا اور 'سکینہ' اور 'جنت' کا حصول کر لینا اور دوزخ کے وجود کو مٹا دینا تاکہ عذاب کا خوف جاتا رہے۔

(۱۵) اللہ رب العالمین کی تکوین، تخلیق اور ترزیق کو مسخر کر کے اور اس پر قبضہ کر کے اور موت کا خاتمہ کر کے ایک ایسی حیات پالینا جو لازوال ہو۔

(۲) ابلیس کا یہی وہ منصوبہ ہے جس پر اس نے کائنات کی بہت سی مخلوقات یا ان کے بعض یا اکثر افراد سے تحالف کیا ہے جن میں یہود خاص ہیں۔ اس مشن کی ایک کڑی ابلیس کا مہیب ترین ہتھیار ــــ دجال اکبر ــــ بھی ہے۔

ابلیس اور یہودیوں کا تحالف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاً بعد ہو گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہی بنی اسرائیل کا ایک طبقہ ابلیسی تحالف کیلئے تیار ہو چکا تھا لیکن حضرت موسیٰ کی عزیمت نے انہیں ناکام بنا دیا۔

لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کی بعثت سے قبل ہی ابلیس ان کے ساتھ مضبوط تحالف قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت داؤد کی بعثت دراصل ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے مابین قائم ہو جانے والے تحالف کو توڑنے اور روئے ارض پر ھدی کو استحکام بخشنے کے لئے ہوئی۔ یہودیوں نے ابلیس اور دجال کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا لہٰذا حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر پہلی بار لعنت فرمائی جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر لعنت فرمائی تھی۔

ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کا تحالف وقت گزرنے کے ساتھ اتنا مضبوط ہو گیا کہ انہوں نے نبیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ بالآخر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے اس تحالف سے مقابلہ آرا ہونے کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا فرمائی اور ولی کے بھیجے جانے کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور روئے ارض پر نسل آدم میں پہلا ــــ ولی ــــ بشکل ــــ غلام ــــ جو ــــ حیات ــــ سے متصف تھا (سورۃ مریم۔ آیت ۷) بھیجا گیا۔ چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تشریف لائے لیکن ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں نے انہیں قتل کر دیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا دوسرا حصہ بھی مقبول بارگاہ ذی الجلال ہوا چنانچہ روئے ارض پر نسل آدم میں دوسرا ــــ ولی ــــ بشکل ــــ غلام ــــ جو روح القدس سے متصف تھا بھیجا گیا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تشریف لائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو ابلیس اور دجال اکبر کے تحالف سے باز رکھنے کی آخری کوشش کر ڈالی۔ لیکن وہ نہیں مانے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر دوسری بار (اور کسی نبی بنی اسرائیل کی طرف سے آخری بار) لعنت فرمائی۔ لہٰذا ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں نے انہیں بھی قتل کرنے کی کوشش کی اور اپنی سمجھ کے مطابق انہیں بھی قتل کر دیا۔

یوں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت اور ارتفاع سے ابلیس دجال اکبر اور یہودیوں پر حجت پوری ہو گئی تھی اور نبی آخر الزماں ﷺ کے آنے کی گھڑی آن پہونچی تھی تاہم نبی آخر الزماں ﷺ نے تشریف لا کر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو ایک اور آخری موقع دیا۔ آپ رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں لہٰذا اس کی پوری پوری گنجائش تھی کہ اگر ابلیس، دجال اکبر اور یہودان کی دعوت پر تائب ہو جاتے اور

اللہ کی اطاعت قبول کر لیتے تو ان کے جرائم معاف کر دیئے جاتے۔ لیکن ابلیس، دجالِ اکبر اور یہود اس میں ناکام و نامراد ثابت ہوئے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسولِ رحمتِ اُتم اور ھدی اور امت مسلمہ محمدیہ سے لڑنے اور انہیں تباہ و برباد کر دینے کی ٹھان لی۔ یہی وہ معرکہ ہے جو بالآخر معرکہ دجالِ اکبر کا آخری معرکہ ثابت ہوگا۔ مذکورہ مہلکات اسی سلسلے کی اہم دو کڑیاں ہیں۔

پہلا چیلنج

امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کا چیلنج

(ا) گزشتہ سالوں کے دوران (1986-2004) اس چیلنج کے کئی مرحلے گزر چکے ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) جائزہ: امکانات، مہلکات اور استعداد

(Survey: Possibilities, Threats & Capabilities):

اس کے تحت یہودیوں نے اس بات کا جائزہ لیا ہے کہ 'اُمتِ وَسَط' یعنی امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمے کے تعلق سے ان کی چلی آ رہی کوششیں اب تک کتنی کامیاب ہوئیں ہیں۔ ان کا منصوبہ کتنا کامیاب ہوا اور کتنا ناکام ہوا؟ ناکام ہونے کی صورت میں اس کے عوامل اور اسباب کیا رہے؟ ان کے منصوبہ کی کامیابی کے آئندہ کیا امکانات ہیں؟ اب تک حاصل کردہ کامیابیوں کے لئے کیا کیا آئندہ اندیشے اور مہلکات ہیں؟ اپنے منصوبہ کی کامیابی کے لئے یہودیوں کی استعدادی صورت حال کیا ہے؟ ان کی قوت و صلاحیت کی صحیح کیفیت اور کمیت کیا ہے؟ اس میں کیا کمی ہے؟ ان کے بالمقابل آئندہ مہلکات کی قوت و صلاحیت کا صحیح اندازہ کیا ہے؟ وغیرہ۔

(۲) متعدد الوجوہ تدبیری منصوبہ سازی

(Multiple Strategic Planning):

اس عنوان کے تحت اس کی کوشش کی گئی کہ امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے تعلق سے متعدد الوجوہ اور کثیر الجہات تدبیری منصوبہ سازی کی جائے۔

(۳) متعددالوجوہ تعمیلی منصوبہ سازی:

(Multiple Executive Planning):

اس عنوان کے تحت اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کے لئے بنائے گئے تدبیری منصوبوں کی تعمیل کے لئے کس کس لائحہ کو منتخب کیا جائے، ان میں کیا ترجیحات قائم کی جائیں اور ان کی تعمیل کے لئے متعددالوجوہ اور کثیرالجہات تعمیلی کلی منصوبہ بنایا جائے۔

(۴) متعددالوجوہ تعمیل

(Multiple Execution or Operation):

اس عنوان کے تحت اس کی کوشش کی جارہی ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کو یقینی بنانے کے لئے طویل طویل المدت، طویل المدت، درمیانی مدت، قصیرالمدت اور فوری منصوبوں پر اقدامات ہوں اور انہیں صورتِ واقعہ کی شکل دی جائے۔

(۲) جائزہ: امکانات، مہلکات اور استعداد کے عنوان کے تحت گزشتہ 18 سالوں میں یوں تو ہمہ دم غور وفکر اور جائزہ کا سلسلہ جاری ہے اور اس تعلق سے بلا مبالغہ ہزاروں 'مکمل جائزے' لئے گئے ہیں لیکن ان میں دو جائزوں نے بوجوہ بہت شہرت حاصل کی ہے۔ یہ دو جائزے درج ذیل ہیں:

(۱) فرانسس فوکویاما (Francis Fukuyama) کا جائزہ جسے فریب، پرکاری اور بے مثال سحرکاری کے ساتھ 'تاریخ کا خاتمہ' کے نام سے مشہور کیا گیا اور اسی عدیم النظیر فریب کے تحت اس کا صرف سواں حصہ (۱۰۰/۱) سیاق وسباق سے الگ کر کے پہلے مشہور مجلہ دی نیشنل انٹرسٹ (Francis Fukuyama:"The End of History?" The National Interest 16,Summer 1989: 3-18) میں شائع ہوا اور بعد میں اسی حصہ کو مزید تحلیل و محشی کر کے 'دی اینڈ آف ہسٹری اینڈ دلاسٹ مین' (Francis Fukuyama: The End of History And

the Last Man, The Free Press 1992) کی کتاب کی صورت شائع کیا گیا۔

(۳) سیموئیل پی ہن ٹنگٹن (Samuel P. Huntington) کا جائزہ جسے یکساں فریب، پرکاری اور سحرکاری کے ساتھ 'تہذیبوں کا تصادم' کے نام سے مشہور کیا گیا اور اسی عدیم النظیر فریب کے تحت اس کا صرف تھوڑا سا حصہ سیاق وسباق سے الگ کر کے پہلے مشہور مجلہ فارن افیرس (Samuel P. Huntington: "The Clash of Civilizations", Foreign Affairs 1993) میں شائع ہوا اور بعد میں اسی تھوڑے حصے کو مزید تحلیل (dilute) اور محشی کر کے (Samuel P. Huntington: The Clash of Civilizations and the Remaking of the World Order, Simon & Schuster, 1996) کی کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا۔

(۴) 'متعددالوجوہ تدبیری منصوبہ سازی' کے عنوان کے تحت گزشتہ 18 سالوں میں یوں تو ہمہ دم غور وفکر اور منصوبہ سازی کا سلسلہ جاری ہے اور اس تعلق سے گویا غور وفکر کا سیلاب لا دیا گیا ہے جس کے تحت ہزاروں ہزار جائزوں کی روشنی میں منصوبہ سازی کی گئی ہے لیکن ان میں ایک منصوبہ غیر معمولی شہرت کا حامل ہوا۔

(۱) یہ غیر معمولی تدبیری منصوبہ ہے برنارڈ لیوس (Bernard Lewis) کا بنایا گیا منصوبہ ______ جسے اسی روایتی فریب، پرکاری اور بے مثال سحرکاری کے ساتھ ''اسلام اور لبرل جمہوریت'' کے نام سے مشہور کیا گیا اور اسی روایتی عدیم النظیر فریب کے ساتھ اس کا صرف سواں حصہ (۱۰۰/۱) سیاق وسباق سے الگ کر کے پہلے مشہور مجلہ دی اٹلانٹک منتھلی (Bernard Lewis: "Islam & Liberal Democracy": The Atlantic Monthly, February 1993) میں شائع ہوا اور بعد میں اسی کے بعض حصوں کو منصوبہ بند بنا کر اس شکل میں پیش کیا گیا جسے مشہور ''لا میریڈین بیان''

"Le Meridein Statement" کہا جاتا ہے۔

(۵) ''متعدد الوجوہ تعلیمی منصوبہ سازی'' کے عنوان کے تحت بھی گزشتہ 18 سالوں میں یوں تو مسلسل غور و فکر ہوتا رہا ہے اور سینکڑوں تعلیمی منصوبے بنائے گئے اور ان پر جزدی طور پر عمل درآمد بھی ہوتا رہا لیکن ''متعدد الوجوہ تعلیمی منصوبہ'' کی قابل عمل اور فیصلہ کن منصوبہ سازی 1995/96 میں آخری شکل لینے لگی تھی۔ اسی تعلیمی منصوبہ سازی کے آخری شکل لینے کا نتیجہ ہے وہ معاہدہ جو کلنٹن اور یلتسن یا ہو کے ذریعہ عالم وجود میں آیا اور جو باخبر حلقوں میں سہ مراحلی معاہدہ (Three-Stage Pact) کے نام سے مشہور بھی ہے۔

(۶) اسی متعدد الوجوہ تعلیمی منصوبہ سازی کا تھوڑا سا حصہ وہ ہے جو ہنری کیسنگر منصوبہ (Henry Kissinger Plan) کے نام سے جانا جاتا ہے اور جس کا محض تھوڑا سا حصہ ماہرانہ فریب کاری، پرکاری اور بے مثال سحرکاری کے ساتھ دی امیریکنس نیڈ اے فارن پالیسی ("The Americans Need A Foreign Policy") کے نام سے شائع کیا گیا۔ مزید ازیں جس کے کچھ حصے 'ایرس آف رینیول' (Years of Renewal) اور 'کرائسس' (Crisis) میں بھی بیان کیے گئے ہیں۔

(۷) متعدد الوجوہ تعلیم کے عنوان کے تحت جو کام سرانجام دیئے جا رہے ہیں وہ درج ذیل نوعیت پر مشتمل ہیں:

(۱) فوری اقدامات جنھیں کریش پروگرام (Crash Programme) یا کرائسس مینجمنٹ (Crisis Management) کہا جاتا ہے۔

(۲) قصیر مدتی اقدامات جن کے تحت ایسی کارروائیاں ہوتی ہیں جو مقاصد تک زیادہ سے زیادہ 5 سالوں میں پہنچ جائیں۔

(۳) درمیان مدتی اقدامات کے تحت ان منصوبوں کی تعمیل آتی ہے جو زیادہ سے زیادہ 15 سالوں میں اپنا ہدف پورا کرلیں۔

(۴) طویل مدتی اقدامات کے تحت ایسے منصوبوں کی تعمیل آتی ہے جو 25 سالوں کے

اندر اندر اپنے اہداف حاصل کرلیں۔

(۵) طویل طویل مدتی اقدامات کے تحت منصوبوں کی ایسی تعمیل رو بہ عمل آتی ہے جو اپنے اہداف تک رسائی میں 25 سالوں سے زیادہ مدت لیں۔

تعمیلات کے یہی وہ امور ہیں جن کے ''مضمرات و عواقب'' کی روداد (Feed Back) کا لاکھواں حصہ (۱/۱۰۰۰۰۰) مثلاً باب وڈ وارڈ کی حالیہ دنوں میں شائع ہونے والی دو کتابوں

(Bob Woodward

(i) Bush At War, Simon & Schuster, New York, 2002

(ii) Plan of Attack, Simon & Schuster, New York, 2004)

اور ان جیسی دیگر سینکڑوں کتابوں میں ملتا ہے۔

دوسرا چیلنج

اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینا

(۱) ''اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینے'' کی جدید ابلیسی۔دجالی۔یہودی تاریخ باضابطہ طور پر اسحاق نیوٹن (Isaac Newton, 1642-1727) سے شروع ہوتی ہے۔ اس مشن کے تحت درج ذیل بنیادی امور مقصود و ہدف قرار پائے:

(الف) 'کون' یعنی 'زمان اور مکان' (Time & Space) کو مسخر کرنا، سرالسمٰوات والارض کا پتہ لگا کر اور ان کی کنہہ کو جان کر انھیں مسخر کرنا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ سرالسمٰوات والارض کی کنجی اللہ رب العالمین کے پاس ہے اور اسی لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ب) ''تخلیق'' اور 'عمل تخلیق' کو مسخر کرنا اور انھیں 'فطرۃ' سے آزاد کر لینا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ 'فطرۃ' اللہ رب العالمین کی ایک سنت ہے اور اسی لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ت) 'ترزیق' اور 'عمل ترزیق' کو مسخر کرنا اور انہیں 'فطرۃ' سے آزاد کر دینا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ فطرۃ اللہ رب العالمین کی ایک سنت ہے اور اسی لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ث) 'نفس' اور 'عمل نفس' کو مسخر کرنا اور اس طرح عالم خلق میں 'موت' اور 'تعمیر' (یٰس۔۶۸)(Aging) کو فطرۃ سے آزاد کر دینا۔ اس لئے کہ 'فطرۃ' اللہ رب العالمین کی ایک سنت ہے اور اس لئے وہ رب العالمین ہونے کا مستحق اور سزاوار ہے۔

(ج) ارض اور ماوراء ارض کے 'مکان اور زمان' کو مسخر کرنا، خلاء اور ملاء میں فطرت کے

متعین کردہ قوتوں، ملائکہ اور دیگر مطیع مخلوقات کو مغلوب کرنا، اپنا مطیع بنانا یا ان کا خاتمہ کر کے 'فطرۃ' کو ختم کرنے کی ہر رکاوٹ دور کر دینا۔

(ح) 'اللہ رب العالمین کو ڈھونڈھنا اور اسے 'قتل' کر دینا۔

(خ) 'موت' کا خاتمہ کر دینا اور 'حیات' (الوہی) حاصل کر لینا۔

(د) 'کون' پر قبضہ کر لینا۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کر لینے کے عنوان کے تحت گزشتہ تین سو سالوں میں یہودیوں کے مطابق ان کو حاصل ہونے والی کامیابی کی روداد درج ذیل ہے:

(الف)

(۱) نیوٹن (Newton:1642-1727) سے آئن سٹائن (Einstein: 1879-1955) لیڈرمین، شوارٹز اور اسٹین برگر (Lederman: 1922, Schwartz: 1932 & Steinberger: 1921) تک 'کون' اور اس میں زمان و مکان اور سرالسمٰوات والارض کی کلید کو دریافت کرنا اور اپنے قابو میں کرنا۔

(۲) آدم اسمتھ (Adam Smith: 1723-1790) اور ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo:1772-1823) سے کارل مارکس (Karl Marx:1818-1883) تک اور کینس (Keynes: 1883-1946) سے پال اے سیموئلسن (Paul A. Samuelson:1915) تک وسائل پر قابو پانا۔

(۳) جینیات، جینیاتی انجینیرنگ (Genetics & Genetic Engineering) کے ذریعہ جینوم (Genom) کی کلید حاصل کرنا اور تعمیر (Aging) پر قابو پا کر موت کو مسخر کرنا۔

(۴) سیارگانی انتظام (Gaia or Planet Management) کی کلید حاصل کر کے اور سیارگانی انتظام کر کے ترزیق پر قابو پانا۔

اور اس طرح ہر امر میں 'فطرہ' کو نہ صرف غیر ضروری بنانے کی طرف جانا بلکہ 'فطرۃ' کا

ابلیسی۔دجالی۔یہودی متبادل رائج کرنے کی جانب عملی اقدامات کرنا۔

(ب) اسحاق نیوٹن کے بعد سائنس کا یہ عمل فی الواقع کن مقاصد کے تحت ابلیس، دجال اکبر اور یہودیت کے ذریعہ آگے لے جایا گیا اور ہنوز لے جایا جارہا ہے اس کا اظہار ہنرک اسکولیموسکی (Henryk Skolimowski) نے یوں کیا ہے۔

"تصور قوت کا ارتقاء اپنی موجودہ خطرناک شکل (مغربی تہذیب [یہودی ورلڈ آرڈر]) میں اس لئے ہوا ہے کہ مغربی انسان نے نجات کے طریقہ کو ترک کرکے (مابعد نشاۃ ثانیہ عہد میں) دوسرے طریقے کو اختیار کرلیا ہے۔نجات کا تصور آسمان سے ہٹادیا گیا ہے۔اور پوری طرح زمین پر قائم کردیا گیا ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نجات کا یہ تصور ارضی اشیاء پر قدرت اور استمتاع ہی میں متصور ہوچکا ہے۔اس کا مفہوم ہے زمین کا استعمال کرنا ــــ زمین پر قدرت حاصل کرنا ــــ زمین کو مفتوح کرنا ــــ زمین کے متاع سے لطف اندوز ہونا تو صرف اس وسیع اسکیم کا ایک حصہ ہے۔اس کا دوسرا حصہ ہے ــــ اقتدار و قوت قاہرہ پر تصرف ــــ زمین پر ــــ فطرت پر ــــ اشیاء پر۔"

(Henryk Skolimowski: "The Reality and Illusion of Power: Seminar, New Delhi, 323, July 1986)

واضح ہو کہ یہاں:

(۱) 'مغربی تہذیب' سے مراد وہ تہذیب ہے جو ابلیسی، دجالی اور یہودی مقاصد سے ہم آہنگ ہوکر اللہ، رسالت اور فطرت کے خلاف اعلانِ جنگ کرچکی ہے۔

(۲) 'مغربی انسان' سے مراد وہ انسان ہے جو ابلیس اور یہودی دجالی مقاصد سے ہم آہنگ ہوکر اللہ، ہدیٰ اور فطرۃ کے خلاف اعلانِ جنگ کرچکا ہے۔

(۳) 'نجات کے طریقہ کو ترک کرکے' سے مراد ہے اللہ کی طرف سے نجات کی بخشش سے مایوس ہوکر۔

(۴) 'دوسرے طریقے کو اختیار کرلیا ہے' سے مراد ہے فطرت پر قابو پاکر بزور

نجات، سکینت اور جنت حاصل کرنا خواہ اس کے لئے اللہ کا 'خاتمہ' ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

(۵) اس کا دوسرا حصہ ہے اقتدار و قوت قاہرہ پر تصرف ۔زمین پر، فطرت پر، اشیاء پر سے مراد اللہ اور اس کی قوتوں اور فوجوں کا خاتمہ کرکے 'کون' پر قبضہ کرلینا۔

اس تعلق سے ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل میں 1989 تک کتنی کامیابی حاصل کرلی ہے اس کا جائزہ بل میک کبن (Bill Mc Kibben) نے یوں لیا ہے:

" For the first time we are on verge of eliminating a natural domain untouched or unmanipulated by human activity." (Bill Mc Kibben: The End of Nature Random House: New York, 1989)

ترجمہ: "تاریخ میں پہلی بار ہم لوگ اللہ کی (بنائی ہوئی) فطرت کو کوئی انسانی عمل چھو سکتا ہے نہ اس میں تبدیلی کرسکتا ہے ــــ کو مٹا دینے کی دہلیز پر پہنچ گئے ہیں۔"

یعنی ہم (ابلیس، دجال اکبر اور یہود) عنقریب 'فطرۃ' کا خاتمہ کردیں گے۔ تخلیق، تزئین، اور تعمیر کو فطرت اور اللہ سے آزاد کرالیں گے۔اس کا دوسرا مطلب ہوا کہ ہم عن قریب اللہ کو اس کائنات سے بے دخل کردیں گے۔

(۳) خواہ مسئلہ "امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا" ہو یا "اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرکے کون پر قبضہ کرلینا" آخر اس کے پیچھے ان کی سوچ کیا ہے؟ اور کس احساس نے ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو ناقابل تنسیخ تخالف میں باندھ دیا ہے۔

(۱) اس تعلق سے ان کی سوچ کی بنیاد میں انا، محرومی، غصہ، مایوسی اور خوف کے پتھر نصب ہیں۔

(۲) اس تعلق سے ان کی نفسیات کا عمیق اور حتمی تجزیہ صرف قرآن میں ملتا ہے۔(البقرہ۔61، البقرہ۔96، اسریٰ۔4، اسریٰ۔8 میں) لیکن سب سے غیر معمولی

تجزیہ وہ ہے جو سورۃ الجمعہ 8-5 میں پایا جاتا ہے۔ اللہ کا قول ——— بما كنتم تعملون (جو تم لوگ کرتے رہے ہو) یہودیوں کے ذریعہ روئے ارض پر کھلے اور چھپے طور پر کیے جانے والے اس 'فساد کبیر' کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے یا پھر ان یہودیوں کو جو خوب جانتے ہیں کہ عظیم الشان گناہوں کے کرنے کے بعد ان کے لئے کیسی سزا انتظار کر رہی ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ موت ان کے لئے سب سے تکلیف دہ صورت حال ہوتی ہے، جب وہ ابلیس کی سرپرستی سے محروم ہو کر پوری طرح اللہ کے ملائکہ کے ہاتھوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں یہودیوں کے احساسات پوری طرح ابلیس کے احساسات سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ دونوں کے پاس انا ہے۔ دونوں اپنی شامت اعمال سے مقام جلیلہ سے محروم کر دیئے گئے۔ دونوں کو اپنی اپنی محرومی پر شدید غصہ اور جھنجلاہٹ ہے۔ دونوں نے اپنی انا کے سبب توبہ اور اصلاح حال کے دروازے اندر سے پوری طرح بند کر لئے ہیں اور اس بات سے کلی طور پر مایوس ہو چکے ہیں کہ ان کی مغفرت ہوگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دونوں کو اشد خوف ہے ان سزاؤں کا جو ان اعمال اقبح کے عوض ان کا انتظار کر رہی ہیں۔ اس صورتحال میں ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کو اپنی انا کو محفوظ رکھتے ہوئے ان سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں سوجھ رہا ہے۔ بجز اس کے کہ اللہ کی اس:

(۱) کائنات کو ہی زیروزبر کر دیا جائے۔

(۲) فطرت کو برباد کر دیا جائے۔

(۳) موت پر قابو پالیا جائے اور

(۴) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اور اس طرح اس خوف سے نجات حاصل کر لی جائے جو انہیں لاحق ہے اور جو دن رات انہیں چین لینے نہیں دے رہا ہے۔

(۴) ہر چند کہ یہودیوں کی اس آخری سوچ کی تاریخ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لعنت اور یہودیوں

کی ابلیس اور دجال اکبر کی مدد سے حضرت عیسیٰ ابن مریم روح القدس علیہ السلام کے 'قتل' سے شروع ہوتی ہے لیکن تقریب فہم کے لئے ہم اسے عہد داؤد سے درج کرتے ہیں:

(۱) مرحلۂ اول: مابعد موسیٰ تا بعثت داؤد (1300 B.C-1005 BC) یہودی قوم کا فساد انگیزی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم رہتے ہوں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا تا کہ انہیں سکینہ اور جنت حاصل ہو جائے۔

(۲) مرحلۂ دوم: مابعد داؤد تا بعثت حضرت عزیر علیہ السلام (960 BC-460 BC): یہودی قوم کا فساد انگیزی حتیٰ کہ کھلے بندوں شرک کرتے اور اس پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا تا کہ انہیں سکینہ اور جنت حاصل ہو جائے۔

(۳) مرحلۂ سوم: وفات حضرت عزیر تا ارتفاع حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (450 BC-29-30 A.D): یہودی قوم کا فساد انگیزی حتیٰ کہ انبیاء کا قتل پر قتل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا تا کہ سکینہ اور جنت حاصل ہو جائے۔

(۴) مرحلۂ چہارم: ارتفاع حضرت عیسیٰ تا بعثت نبی آخر الزماں ﷺ (30 A.D-611 A.D): یہودی قوم کا روئے ارض پر فساد انگیزی اور اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانی کرتے ہوئے حتیٰ کہ ابلیس اور دجال اکبر کی مدد سے اللہ کی کائنات پر قبضہ کر کے، مزاحم ملائکہ، جنوں، اور انسانوں کو مار کر (گویا اس طرح اللہ کو اپنی سمجھ کے مطابق مجبور کر کے) اللہ تعالیٰ سے سکینہ لینے کی کوشش کرنا تا کہ بالآخر اللہ انہیں جنت بھی عطا کرنے پر مجبور ہو جائے۔

(۵) مرحلۂ پنجم: 632 تا 1254 عیسوی: یہودی قوم کا اللہ کی رضا جوئی اور سکینہ کے حصول کے احساس سے کلی طور پر الگ ہو کر ——— غالب

روحانی + ماتحت مادی ذرائع ——— پر تغلب پا کر اور ان کا سہارا لے کر اللہ کی کائنات پر قبضہ کرنے اور مزاحم ملائکہ، اہل ایمان، جنوں اور انسانوں کو مار ڈالنے کی کوشش کرنا تا کہ سکینہ اور جنت پر قبضہ کی صورت نکل آئے اور یوں ان پر قبضہ کر لینا۔

(۶) مرحلۂ ششم: 1254-1676 تا وفات سباتائی زیوی: اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی سے کلی طور پر بے پروا (مایوس) ہو کر لیکن ربانی فطرۃ کے دائرہ میں رہتے ہوئے ——— غالب روحانی + ماتحت مادی ذرائع ——— پر تغلب پا کر اور ان کا سہارا لے کر 'مدبر ان امر' پر قابو پا لینا اور اس طرح سکینہ اور جنت حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔

(۷) مرحلۂ ہفتم: 1676-2004: اللہ رب العالمین کی کائنات پر داخلی اور خارجی ہر اعتبار سے قبضہ کر کے کائنات میں مامور سر السمٰوات والارض کو ——— غالب مادی اور ماتحت روحانی ذرائع ——— سے مسخر کر کے ملائکہ، اہل ایمان جنوں اور انسانوں کا خاتمہ کر کے حتی کہ رب العالمین کا قتل کر کے موت سے نجات حاصل کر لینا اس کی سزا سے بچ جانا اور اس رب العالمین حقیقی کی جگہ کائنات کا رب العالمین بن جانا۔

(۵) مرحلۂ سوم تا ششم ——— ابلیس اور دجال اکبر کے ساتھ مل کر مذکورہ مقاصد کیلئے کام کرنے والے چھپے یا کھلے یہودی مدبرین وجہابذہ قابل ذکر درج ذیل ہیں:

(۱) ربی یوحانان بن ذکائی	Rabbi Johannan Ben Zakkai (20-90 A.D)
(۲) ربی عقبہ بن شمعون	Rabbi Akiba (50-135 A.D)
(۳) برقصیہ (برکوخبہ)	Bar Kochba (132-135 A.D)
(۴) ربی یہودا۔ ھ۔ نسی	Rabbi Judah Ha-Nasi (135-220 A.D)
(۵) ربی بن زوما	Rabbi Ben Zoma (2nd Century A.D)
(۶) ربی اشمائیل	Rabbi Ishmael (2nd Century A.D)

(۷) ربی بن عزائی	Rabbi Ben Azzai (3rd Century A.D)
(۸) ربی الیشا بن ابویہ	Rabbi Elisha Ben Abuyah (3rd Century A.D)
(۹) ربی کعب بن اشرف	R. Kaab Ben Ashraf (7th Century A.D)
(۱۰) ابو عامر	Abu Aamir (7th Century A.D)
(۱۱) عقبہ بن ابی معیط	Uqba Ben Abi Muait (7th Century A.D)
(۱۲) ابی بن خلف	Ubyy Ben Khalf (7th Century A.D)
(۱۳) عبداللہ بن ابی بن سلول	Abdullah Ben Ubyy Ben Salol (7th Century A.D)
(۱۴) لبید بن اعصم	Labeed Ben Aasim (7th Century A.D)
(۱۵) جلاس بن سوید	Jalas Ben Swaied (7th Century A.D)
(۱۶) ابن صیاد	Ibn Sayyad (7th Century A.D)
(۱۷) مروان	Marwan (7th Century A.D)
(۱۸) ابو عیسٰی اصفہانی	Abu Isa Isfahani (Early 8th Century A.D.)
(۱۹) یدغان	Yudghan (Second Half of the 8th Century A.D.)
(۲۰) میروان II	Merwan-II (9th Century A.D.)
(۲۱) یہودا۔ ھ۔ لیوی	Judah Halevi (1085-1140)
(۲۲) ابوالبرکات بغدادی	Abul Barakat Baghdadi (? -1152)
(۲۳) داؤد الری	Daud Al-Roy (12th Century A.D.)
(۲۴) ابراہیم بن لطیف	Abraham Ben Latif (1220-1290)
(۲۵) ابراہیم ابوالعافیہ	Abraham Abul-Afia (1240-1290)
(۲۶) ایمانوئیل بون فل	Emmanuel Bonfel (13th Century A.D.)
(۲۷) عاشر لیملن	Aashir Lemlin (16th Century A.D.)
(۲۸) داؤد رے وینی	David Revini (16th Century A.D.)
(۲۹) سلیمان ملک (مولکو)	Solomon Molko (? -1532)
(۳۰) یوسف ڈیلا رینال	Joseph della Renan (16th Century)
(۳۱) اسحاق لوریہ	Issac Loria (1534-1572)
(۳۲) موسیٰ کارڈے ویرا	Moses Cardevera (16th Century)

(۳۳) سرمد (سعید ارمنی)		Sarmad (Saeed Armeni) (? -1659)
(۳۴) سباتائی زیوی		Sabbatai Zvi (1626-1666)
(۳۵) یعقوب فرینک		Jacob Frank (1726-1791)

(۶) مرحلۂ ہفتم کی مخصوص ـــــ غالب مادی ـــــ ماتحت روحانی ـــــ تغلب، تسلط اور تسخر کے ذریعہ ابلیس اور دجال اکبر کے ساتھ مشترک مقاصد کے لئے کام کرنے والے کھلے یا چھپے یہودی مدبرین اور جہابذہ درج ذیل ہوئے:

(۱) ابراہیم بن لطیف	(سائنس دان)	Abraham Ben Latif (1220-1290)
(۲) ایمانوئیل بون فل	(سائنس دان)	Emmanuel Bonfel
(۳) لیوی گرشون	(روحانی، سائنس دان)	Levi Gershon
(۴) اسحاق برداؤ	(عظیم روحانی، سائنس دان)	Isaac Barrow (1630-1677)
(۵) بروخ اسپنوزا	(معاشرتی سائنس دان)	Baruch Spinoza (1632-1677)
(۶) اسحاق نیوٹن	(عظیم روحانی، سائنس دان)	Isaac Newton (1643-1727)
(۷) اسرائیل بن الی زر	(روحانی)	Israel Ben Elizer (1700-1760)
(۸) جارج واشنگٹن	(فوجی جنرل روحانی)	George Washington (1732-1799)
(۹) تامس جیفرسن	(سیاست داں)	Thomas Jefferson (1743-1826)
(۱۰) ڈیوڈ ریکارڈو	(معاشی سائنس دان)	David Ricardo (1772-1823)
(۱۱) مائر ایمشل روتھ شیلڈ (اور اس کا گھرانہ)	(دولتمند، بینکار)	Meyer Amschel Rothschild (1743-1812)
(۱۲) نتھن مائر روتھ شیلڈ	(دولتمند، بینکار)	Nathan Meyer Rothschild(1777-1836)
(۱۳) لائن ایل مائر روتھ شیلڈ	(دولتمند، بینکار)	Lionel Meyer Rothschild (1808-1879)
(۱۴) ربی زوی ہرش کلیشر	(روحانی)	R. Zevi Hirsch Kalischer (1795-1874)
(۱۵) ربی یہودا القلعی	(روحانی)	Rabbi Judah Al-Kalai (1798-1878)
(۱۶) بن یمین داسرائیلی (ڈزریلی)	(سیاست داں)	Benjamin D'Israeli (1804-1881)
(۱۷) مونڈ گھرانہ	(صنعت کار)	The Monds
(۱۸) برونر گھرانہ	(صنعت کار)	The Brunners

(۱۹) ابراہام لنکن	(سیاست داں)	Abraham Lincoln (1809-1865)
(۲۰) کارل مارکس	(معاشرتی سائنس دان)	Karl Marx (1818-1883)
(۲۱) الفریڈ برن ہارڈ نوبل	(سائنسداں، صنعت کار)	Alfred Bernhard Nobel (1833-1896)
(۲۲) آرتھر جیمس بیلفور	(سیاست داں)	Arthur James Balfour (1848-1930)
(۲۳) سگمنڈ فرائڈ	(معاشرتی سائنس دان)	Sigmund Freud (1856-1939)
(۲۴) تھیوڈور ہرزل	(تحریکی صیہونی)	Theodore Herzl (1860-1904)
(۲۵) تھیوڈور برورسین	(سائنس دان)	Theodore Brorsen (1819-1895)
(۲۶) آصف حال	(سائنس دان)	Asaph Hall (1829-1907)
(۲۷) ارنسٹ ولیم برعون	(سائنس دان)	Ernest William Brown (1866-1938)
(۲۹) البرٹ آئن شائن	(نیوٹن کے بعد سب سے بڑا سائنسداں)	Albert Einstein (1879-1955)
(۲۸) ارنسٹ عفان حی عمر	(ہیروں کا عظیم تاجر)	Ernest Oppenhiemer (1880-1957)
(۳۰) ربی حیم لوریے	(روحانی)	Rabbi Chaim Lorje (19th Century)
(۳۱) ربی ایلیاہ گت ماخر	(روحانی)	Rabbi Elijah Guttmacher (19th Century)
(۳۲) موسیٰ ھ عز	(روحانی)	Mosses Hess (19th Century)
(۳۳) ربی ابراہام اسحاق کک	(روحانی)	Rabbi Abraham Isaac Kook (1865-1935)
(۳۴) حیم ویزمین	(سائنس دان)	Chaim Weizmann (1874-1952)
(۳۵) کارل گستاف یونگ	(معاشرتی سائنس دان)	Carl Gustav Jung (1875-1961)
(۳۶) نیلس ہنرک ڈیوڈ بوہر	(جوہری سائنسداں)	Niels Henrik David Bohr (1885-1962)
(۳۷) ڈیوڈ بن گورین	(تحریکی عسکری)	David Ben Gurion (1886-1973)
(۳۸) راو اسرائیل ابوحضرۃ	(روحانی)	Rav Israel Abu-Hatzera (1890-)
(۳۹) راک فیلر برادرس فنڈ	(ادارہ)	Rockefeller Brothers Fund
(۴۰) جان ڈیوسن راک فیلر	(دولت مند)	John Davison Rockefeller (1839-1937)
(۴۱) ولیم راک فیلر	(جان کا بھائی دولت مند)	William Davison Rockefeller

(۴۲)نیلسن راک فیلر (دولت مند سیاست داں) Nelson Rockefeller (1908-1979)

(۴۳)جے رابرٹ عفان ہی عمر (جوہری سائنسداں) J. Robert Oppenhiemer (1904-1967)

(۴۴)تھیوڈور روزولٹ (سیاست داں) Theodore Roosevelt (1858-1919)

(۴۵)فرینکلن ڈیلانو روزولٹ (سیاست داں) Franklin Delano Roosevelt(1882-1945)

(۴۶)سولی زوکرمین (سائنس داں) Solly Zuckermann (1904-)

(۴۷)ربی مناخیم شنرسون (روحانی) R. Menachem Schneerson (1902-)

(۴۸)آر ایچ گوڈارڈ (سائنس داں) R.H. Goddard

(۴۹)رچرڈ فیلیپس فین مین (سائنس داں) Richard Phillips Feynman(1918-1988)

(۵۰)ربی یوسف سونن فیلڈ (روحانی) Rabbi Joseph Sonnenfeld

(۵۱)آ جے این بوھر (جوہری سائنسداں) Aage N. Bohr (1922-)

(۵۲)مارٹن بیوبر (معاشرتی سائنس داں) Martin Buber

(۵۳)ربی یہودالیب میمون (فشرمین) (روحانی) Rabbi Judah Leib Maimon (Fisherman)

(۵۴)ربی راوزوی یہودا کک (روحانی) Rabbi Rav Zvi Yehuda Kook

(۵۵)ربی شلوموغورین (روحانی) Rabbi Shlomo Goren

(۵۶)ربی عبادیہ یوسف (روحانی، رئیس صیہون) Rabbi Ovadia Yossef (Rishon LeZion)

(۵۷)ربی اسحاق قدوری (روحانی) Rabbi Isaac Qaduri

(۵۸)آرتھری کلارک (سائنس داں) Arthur C. Clarke (1917-)

(۵۹)اسحاق عاصموو (سائنس داں) Issac Assimov

(۶۰)رانڈ (ادارہ) RAND

(۶۱)نوبل پرائز فاؤنڈیشن (ادارہ) Nobel Prize Foundation

(۶۲)ونتھروپ راک فیلر ٹرسٹ (ادارہ) Winthrop Rockefeller Trust

(۶۳)ناسا (سرکاری ادارہ) National Aeronautical & SpaceAgency

(۶۴)نارتھروپ (ادارہ، کمپنی) Northrop

(۶۵)بوئنگ (ادارہ، کمپنی) Boeing

(۶۶)لوک ہیڈ (ادارہ، کمپنی) Lockheed

(۶۷)جارج گنڈ فاؤنڈیشن (ادارہ) George Gund Foundation

(۶۸)ہنری کسنگر (سیاست داں) Henry Kissinger (1923-)

(۶۹)نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ (سرکاری ادارہ) National Institute of Health (NIH) (R&D)

(۷۰)نیشنل سائنس فاؤنڈیشن (سرکاری ادارہ) National Science Foundation (NSF) (R&D)

(۷۱)ڈیپارٹمنٹ آف انرجی (سرکاری ادارہ) Department of Energy (R&D)

(۷۲)ڈیپارٹمنٹ آف ڈیفنس (سرکاری ادارہ) Department of Defence (R&D)

(۷۳)ڈیپارٹمنٹ آف ایگریکلچر (سرکاری ادارہ) Department of Agriculture (R&D)

(۷۴)ڈیپارٹمنٹ آف کامرس (سرکاری ادارہ) Department of Commerce (R&D)

(۷۵)ڈیپارٹمنٹ آف انٹیریر (سرکاری ادارہ) Department of Interior (R&D)

(۷۶)انوائرن منٹل پروٹیکشن ایجنسی (سرکاری ادارہ) Environmental Protection Agency (EPA) (R&D)

(۷۷)نیشنل انسٹیٹیوٹ آف اسٹینڈرڈز اینڈ ٹکنالوجی (سرکاری ادارہ) National Institute of Standards & Technology(NIST) (R&D)

(۷۸)نیشنل نانوٹکنالوجی انی شیٹیو (سرکاری ادارہ) National Nanotechnology Initiative

(۷۹)یو ایس گلوبل چینج ریسرچ پروگرام (سرکاری ادارہ) U.S. Global Change Research Program

(۸۰)انفارمیشن ٹکنالوجی (سرکاری ادارہ) Information Technology (R&D)

(۸۱)یو این او (عالمی ادارہ) UNO

(۸۲)الان رامون Ilan Ramon

(یہودی روحانی جو کلمبیا شٹل میں ایک خاص خفیہ مشن پر خلاء میں گیا تھا اور واپسی کے دوران لاکھ کر اتھا، کرفروری 2003ء میں مارا گیا۔

(۷) اٹھارہویں صدی سے اب تک ان کوششوں کے دائرے اور اس کی وسعت میں درج ذیل تبدیلی واقع ہوئی ہے:

(۱) اٹھارہویں صدی سے قبل: انفرادی یہودی کوشش یا مخصوص فکری حلقوں کی اجتماعی کوشش۔

(۲) اٹھارہویں صدی آغاز تا نصف: یورپ اور امریکہ کے یہودی افراد اور اداروں یا حلقوں کی اجتماعی اور مربوط کوشش۔

(۳) اٹھارہویں صدی نصف تا آخر: یہودی اجتماعی انتظام میں بڑے بڑے اور بین الملی یہودی اداروں کی کوشش جس میں غیر یہودی بھی شامل کیے گئے۔

(۴) انیسویں صدی آغاز تا نصف: یہودی عالمی مرکزیت کے ساتھ بالخصوص یورپ اور امریکہ کی حکومتیں شامل کی گئیں۔ رومن کیتھولک طبقے کو چھوڑ کر بقیہ ساری عیسائی دنیا اس میں شامل کر لی گئی۔

(۵) انیسویں صدی نصف تا آخر: یورپ اور امریکہ کی سرکاری و غیر سرکاری ہر قوت شامل کر لی گئی۔ عالمی استعمار کی تمام سرکاری اور بعض غیر سرکاری ادارے شامل کر لئے گئے۔ نئے عالمی نیم سرکاری اور سرکاری ادارے وجود میں لائے گئے۔

(۶) بیسویں صدی آغاز تا نصف: ساری دنیا کے سرکاری اور غیر سرکاری ادارے شامل کر لئے گئے۔ عالمی استعمار کے تمام سرکاری اور غیر سرکاری ادارے شامل کر لئے گئے۔ منظم عالمی ادارے نے عالمی سرکاری حیثیت حاصل کر لی اور ان مقاصد کے حصول کے لئے (Transcendental) ادارے اور کاموں کا آغاز شروع ہوا۔

(۷) بیسویں صدی نصف تا آخر: اکا دکا غیر سرکاری اداروں اور انفرادی لوگوں کے سوا روئے ارض کی ہر قوت اس کام میں شامل کر لی گئی ہے۔ دنیا میں یہودیوں کے مذکورہ مقاصد کی تکمیل میں کوشاں ایسے اداروں کی تقسیم اگر یوں بیان کی جائے تو ان کی مجموعی قوت کا اندازہ

کیا جا سکتا ہے:

(الف)

(۱) عالمی تعلیمی ادارے
(۲) عالمی تحقیقی ادارے
(۳) عالمی صنعتی ادارے
(۴) عالمی انتظامی ادارے
(۵) عالمی تعیلی ادارے
(۶) عالمی تجزیاتی ادارے
(۷) عالمی جائزہ لینے والے ادارے
(۸) عالمی تحلیل کرنے والے ادارے
(۹) عالمی ڈیٹا جمع کرنے والے ادارے
(۱۰) عالمی مشاہدہ کرنے والے ادارے
(۱۱) عالمی فیڈ بیک دینے والے ادارے
(۱۲) عالمی قانونی ادارے
(۱۳) عالمی عسکری ادارے
(۱۴) عالمی ابلاغی ادارے
(۱۵) عالمی سراغ رسانی کرنے والے ادارے

(ب)

(۱) سرکاری تعلیمی ادارے
(۲) سرکاری تحقیقی ادارے
(۳) سرکاری صنعتی ادارے
(۴) سرکاری انتظامی ادارے
(۵) سرکاری تعیلی ادارے
(۶) سرکاری تجزیاتی ادارے
(۷) سرکاری جائزہ لینے والے ادارے
(۸) سرکاری تحلیل کرنے والے ادارے
(۹) سرکاری ڈیٹا جمع کرنیوالے ادارے
(۱۰) سرکاری مشاہدہ کرنے والے ادارے
(۱۱) سرکاری فیڈ بیک دینے والے ادارے
(۱۲) سرکاری قانونی ادارے
(۱۳) سرکاری عسکری ادارے
(۱۴) سرکاری ابلاغی ادارے
(۱۵) سرکاری سراغ رسانی کرنے والے ادارے

(ت)

(۱) غیر سرکاری تعلیمی ادارے
(۲) غیر سرکاری تحقیقی ادارے
(۳) غیر سرکاری صنعتی ادارے
(۴) غیر سرکاری انتظامی ادارے۔

(۵) غیر سرکاری تعلیمی ادارے (۶) غیر سرکاری تجزیاتی ادارے

(۷) غیر سرکاری جائزہ لینے والے ادارے (۸) غیر سرکاری تحلیل کرنے والے ادارے

(۹) غیر سرکاری ڈیٹا جمع کرنے والے ادارے (۱۰) غیر سرکاری مشاہدہ کرنے والے ادارے

(۱۱) غیر سرکاری فیڈ بیک کرنے والے ادارے (۱۲) غیر سرکاری قانونی ادارے

(۱۳) غیر سرکاری عسکری ادارے (۱۴) غیر سرکاری ابلاغی ادارے

(۱۵) غیر سرکاری سراغ رسانی کرنے والے ادارے

بیسویں صدی کی آخری دہائی آتے آتے ان تمام Cross-Sections کو باہم مربوط اور متحد کر لینے Convergence کا آغاز ہو چکا ہے۔ اب آفاقی یہودی مرکزی حیثیت کے علاوہ کسی انفرادی، سرکاری، غیر سرکاری اور عالمی سطح اور حیثیت کے ادارے کا کوئی وجود اور تشخص باقی نہ رہ سکے گا۔ گویا روئے ارض کے تمام افراد، یہاں قائم بظاہر متضاد صورت اور طریقہ نظم رکھنے والی سرکاریں اور اجتماعی ادارے ''اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے کون پر قبضہ کرنے'' کے لئے کوشاں اور برسرکار فوج کے رکن بن چکے ہیں ـــــ قطع نظر اس امر کے کہ ان کا ایسا ہو جانا ان کی مرضی سے ہے یا ان کی مجبوری، ان کے علم میں ہے یا ان کے علم کے بغیر۔

(۸) امت مسلمہ محمدیہ کی بدقسمتی ہے کہ اس کی قیادت اور اس کے قائدین ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــ قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ کے علم اور اس کے سبب کسی فرد مومن کے اندر پیدا ہونے والی بصیرت اور فراست سے اتنے عاری ہو چکے ہیں کہ وہ گزشتہ صدیوں اور بالخصوص بیسویں صدی کی ان تبدیلیوں سے پوری طرح بے خبر ہیں۔ ان کی بے خبری کی انتہاء یہ ہے کہ وہ ان تبدیلیوں، کوششوں اور کامیابیوں کو قدر اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ یہودیوں کے ان منصوبوں اور کاموں کی خبر بہت خفیہ بھی نہیں کہ وقتِ نظر کا ایک انسان اسے نہ جان سکے۔

[illegible]

اسے اس حقیقت تک رسائی میں دیر نہیں لگے گی کہ اس انعام کا مستحق دراصل صرف ایسے اشخاص قرار پاتے رہے ہیں جو مذکورہ دونوں منصوبوں یعنی ''روئے ارض سے امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا'' اور ''اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کرنا'' کی تکمیل میں معاون کوئی کارنامہ انجام دیتے ہیں۔ الفریڈ نوبل نے اسی مہم میں اپنی زندگی کھپا دی اور مرنے کے بعد بھی اپنی دولت سے اسی کاز کو آگے بڑھایا۔

اس سے زیادہ حیرت کی بات تو موجودہ عہد میں نانو ٹکنالوجی (Nano-Technology) سے اور اس عنوان کے تحت دنیا میں کام کرنے والے سب سے بڑے ادارہ نیشنل نانو ٹکنالوجی انیشیٹیو (National Nanotechnology Initiative) سے امت کے قائدین کی عمومی لاعلمی اور بے خبری ہے۔ جو قائدین ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــ ناسا (NASA) اور نیشنل نانو ٹکنالوجی انیشیٹیو (National Nanotechnology Initiative) کی اصلی حقیقت سے بے خبر ہیں اور امت کو کماحقہ آگاہ کرنے سے قاصر ان سے کسی خیر کی امید رکھنا بھی نادانی ہوگی۔

اصول وکلیات (حصہ سوم)

دونوں چیلنجوں کی حقیقت

(۱) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اس وقت روئے ارض پر اہل ایمان کو ابلیس، دجال اکبر، اور یہودیوں کی جانب سے دو عظیم مہلکات (Threats) کا سامنا ہے۔ ان میں پہلا ''امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کے خاتمہ کا چیلنج'' ہے اور دوسرا بحیثیت 'امت مجتبیٰ'، 'ولی اللہ'، 'صبغۃ اللہ'، انصار اللہ' اس کے سامنے ''اللہ رب العالمین'' کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کرنے'' کا چیلنج''۔

(۲) یہودیوں کے یہ دونوں مشن جنھیں وہ ابلیس، دجال اکبر اور دیگر انسانی اور ماوراء انسانی قوتوں کی مدد سے انجام دینے کے لئے کوشاں ہیں باہم آزاد نہیں بلکہ مربوط اور ایک دوسرے کے لئے تکمیلی (Complementary) ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی ان دونوں مشنوں کو ایک توازن اور بڑے حزم کے ساتھ آگے لے جا رہے ہیں۔ انہیں اندازہ ہے کہ اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرنے کے لئے انہیں کس عظیم اور نا قابل بیان قوت قاہرہ اور طاقت دامرہ کا حصول کرنا ہوگا۔ اسی جگہ انہیں اس کا بھی احساس ہے کہ یہ معرکہ ارض اور ماوراء ارض دونوں مقامات پر لڑا جائے گا اور اس کے لئے سردست جب تک کہ وہ اپنے لئے کوئی قابل اعتماد 'مامن' ماوراء ارض نہیں بنا لیتے انہیں زمین پر ہی رہنا ہوگا۔ جہاں ہزاروں سالوں سے ان کے لئے طرح طرح کے مسائل پیدا ہوتے رہے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ یہودی اگر چہ بظاہر اتنی قوت کا حصول کم از کم پچاس سال قبل ہی کر چکے ہیں کہ روئے ارض سے صرف مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ قوم یہود کے سوا ہر قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں تاہم وہ اس قوت کے استعمال میں محتاط رہتے چلے آئے ہیں۔

(۳) یہودی خوب جانتے ہیں کہ اگر بفرض محال انہوں نے روئے ارض سے 'اہل ایمان' کو مٹا بھی دیا تاہم اس سے ان کا اصل مسئلہ حل ہوتا نظر نہیں آتا۔ یہ مسئلہ تو ان کی نظر میں اسی وقت حل ہوگا جب وہ اللہ تعالیٰ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

(۴) یہی سبب ہے کہ پوری بیسویں صدی میں اور اب اس اکیسویں صدی میں یہودیوں کی پوری توجہ اس امر پر ہے کہ وہ ماوراء بشری قوتوں یعنی مافوق البشر مخلوقات اور بالخصوص فرشتوں کو زیر کرنے والی قوتوں کا حصول کریں۔ اس تعلق سے درج ذیل امور غور طلب ہیں:

(۱) دنیا کے تمام اہل علم سے زیادہ مغربی حکومتیں اور ان کے اہل علم جانتے ہیں کہ جوہری قوت (Nuclear Power) یعنی جوہری اسلحے محض (Deterrent) ہیں جن کا کوئی عملی اور اقدامی استعمال نہیں ہو سکتا۔

یہ جوہری اسلحے صرف اس لئے ہیں کہ ان کی موجودگی میں کوئی قوت ایسی قوت رکھنے والے کے خلاف کسی اقدام کی جرأت نہ کرے۔ یہ صورت حال کم از کم اس وقت تک رہے گی جب تک کہ کوئی ایسی قابل اعتماد صلاحیت پیدا نہیں ہو جاتی ہے جو اسے (Deterrent) کے مقام پر باقی نہ رہنے دے۔ لیکن اغلب یہی ہے کہ اس وقت بھی صورت حال میں اس سے زیادہ تبدیلی نہیں آسکتی جیسی کچھ کہ آج ہے۔ اس لئے کہ ہر اسلحہ اور ہر قوت کے ساتھ 'Fallouts, Aberration اور Omission & Commission اور Mishap ایک یقینی امر ہے اور جوہری طاقت وہ صلاحیت ہے جس میں کم از کم اسلحوں کے اعتبار سے دو فیصد کیا ایک فیصد کی غلطی یا چوک یا ناکامی کسی بھی ملک یا قوم کے لئے ناقابل برداشت ہوگی، جس کا دنیا کا بڑا سے بڑا ملک تصور نہیں کر سکتا۔ پھر یہ بات کم از کم یہودیوں کے ذریعہ مصنوعی طور پر اور اپنے مقاصد کی حصول یابی کے لئے بنائے دو نظاموں یعنی سودیت اور امریکی نظاموں کے ذریعہ 1950 اور 1988 کے دوران ـــــ جب سرد جنگ کے نام سے ساری دنیا کو مسحور اور خوف زدہ کیا جا رہا ـــــ خوب خوب پھیلائی جاتی رہی تھی کہ صرف امریکہ اور روس کے پاس اتنی جوہری قوت اور اسلحہ ہے کہ اس سے روئے ارض کو سات سے دس بار تباہ کیا جا سکتا ہے۔ کوئی بھی معقول انسان سوچ سکتا ہے کہ جو جوہری طاقت صرف Deterrent ہو اس کا اتنی مقدار میں حصول کسی بھی ملک کے لئے سراسر بے وقوفی اور پاگل پن ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ساری دنیا پر

حکومت کرنے والے یہ ذہین لوگ واقعی بے وقوف اور پاگل تھے جنہوں نے جوہری اسلحوں کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کرلیا تھا۔نہیں ــــــ وہ قطعاً پاگل نہیں تھے ــــــ بلکہ ہم انہیں، ان کی جدوجہد کو، ان کے چیلنجوں کو، ان کے منصوبوں کو حتیٰ کہ ان کے الفاظ کے دروبست تک کو سمجھنے سے قاصر رہے ــــــ وہ نہیں بلکہ ہم مسلمان اور بالخصوص ہمارے قائدین ــــــ حکمراں ــــــ علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ بے وقوف اور فاترالعقل تھے اور ہیں جو یہودیوں کی اس عالمگیر جنگ زرگری کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

(۲) یہودی ابلیس اور دجال اکبر کے ساتھ پوری وفاداری کے ساتھ تحالف اور ایفاء عہد کررہے ہیں اور ابلیس اور دجال اکبران کی پوری قوت سے مدد۔ چنانچہ ابلیس نے انہیں مندرجہ ذیل چیزوں سے پوری طرح باخبر اور ہوشیار کیا ہے اور اس تعلق سے انھیں ہر طرح کی رہنمائی فراہم کی ہے۔

(۱) ان کا اصل مقابلہ ان اہل ایمان سے ہے جو ہمیشہ مٹھی بھر اور بظاہر کمزور نظر آتے ہیں لیکن ان کے ہاتھوں بار بار ابلیس کو کس طرح ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔

(۲) ان کا اصل مقابلہ اہلِ ایمان کی مدد کرنے والے ملائکہ اور اللہ کی دیگر فوجوں (جنود السمٰوات والارض) سے ہے اور یہ کہ ان کے پاس کتنی مہیب قوت ہے اور کس کس طرح سے اور کب کب اللہ کے یہ ملائکہ کس کس قوت کا اور کیسا استعمال کرتے رہے ہیں۔

(۳) ان کا اصل مقابلہ اللہ رب العالمین سے ہے جو ملکوت السمٰوات والارض کا مالک ہے۔ جس کے پاس سر السمٰوات والارض، کی کلید ہے۔ جو"عالم الغیب والشہادۃ" ہے۔ چنانچہ اس قوت قاہرہ کے مالک نے اس کے ساتھ کب کب اور کیا کیا ہے اور وہ کب کس طرح کے اقدام کرتا ہے اور اس کی قدرت میں کیا کیا ہے؟ لہٰذا ان ساری باتوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

(۵) یہی وجہ ہے کہ ابلیس نے ــــــ ایسا لگتا ہے کہ ــــــ انہیں بار بار باور کرایا ہے کہ وہ اپنی حصولِ قوت کی جدوجہد کا موازنہ انسانی معاشرہ میں پائی جانے والی بشری قوتوں سے نہ کریں اور ان سے تقابل کے بعد مطمئن نہ ہوجائیں۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ قوت کا حصول کریں بالخصوص درج ذیل امور میں:

(۱) قوتِ ضرب Fire/Strike Power: ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ پچھلی لڑائیوں میں اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور کائنات میں پھیلی اللہ کی فوج (جنود السمٰوات والارض) نے ابلیس کی قوتوں کیخلاف کتنی مہیب قوت ضرب (Fire/Strike Power) کا استعمال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ اور جنود السمٰوات والارض کو کس کس طرح کے مہیب فائر/اسٹرائیک پاور دے رکھے ہیں جن کا وہ استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ انہیں لگاتار اپنی قوت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے۔

(۱) اسی جذبہ نے نشاۃ ثانیہ کے بعد یہودیوں کو ہتھیار سازی اور فائر/اسٹرائیک پاور کے حصول اور اس میں مسلسل اضافہ کی طرف راغب کیا۔

(۲) اسی جذبہ نے الفرڈ برن ہارڈ نوبل (Alfred Bernhard Nobel) کو ڈائنامائیٹ اور پھر اس سے بھی خطرناک (Explosives) ایجاد کرنے کی طرف اکسایا۔ یہودیوں میں High Explosives کے حصول کی یہ دوڑ اتنی بے قابو اور وسیع الاطراف تھی اور اس کا انہوں نے پوری دنیا اور بالخصوص یوروپ میں اتنا غیر انسانی استعمال کیا کہ جب الفرڈ نوبل کا انتقال ہوا تو ایک فرانسیسی اخبار نے سرخی لگائی:۔

"Le marchand de la mort est mort." ترجمہ: موت کا سوداگر مر گیا۔

(۳) اسی جذبے نے البرٹ آئن سٹائن (Albert Einstein) کو اسحاق نیوٹن (Isaac Newton) کے کام کو آگے بڑھانے کیلئے مہمیز

کیا۔ آئن سٹائن نے یہودیوں کو اس سر السموٰات والارض سے آگاہ کیا جسے Energy-Mass Equation کہتے ہیں جو آگے چل کر دراصل کلید بنا ایٹم بم (Atom Bomb) اور ہائیڈروجن بم (Hydrogen Bomb) بنانے کا۔ سر السموٰات والارض کی کلید حاصل کرنے کی طرف لاثانی پیش رفت کے لئے اسے 1921 میں نوبل پرائز سے نوازا گیا۔

(۴) اسی جذبہ نے نیلس بوہر Niels Bohr کو Bohr Theory of Atom and liquid model of the atomic nucleus کی دریافت کی طرف مہمیز کیا جو گویا جوہری اسلحوں کے بنانے میں فیصلہ کن مدد اور رہنمائی تھی جس کے لئے اسے 1922 میں نوبل پرائز دیا گیا۔

(۵) اسی جذبہ نے نیلس بوہر کے بیٹے آجے این بوہر (Aage N. Bohr) اور ایک دوسرے یہودی سائنسداں بن آر ماٹل سن (Ben R. Mottelson) کو مہمیز کیا کہ وہ دونوں قومی جذبہ کے تحت بوڑھے نیلس بوہر کے ساتھ لاس الیموس (Los Alamos) کے تہہ خانے میں ایٹم بم تیار کریں۔ بعد میں بیٹے نے اس جوہری قوت کی قوت کو بڑھانے میں نمایاں خدمات انجام دیئے جس کے لئے اسے 1975 میں نوبل انعام سے نوازا گیا۔

(۶) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ ڈائنامائیٹ اور جوہری اسلحوں سے حاصل قوت ضرب ان کے مقاصد کے لئے کافی نہیں۔ اس نے انہیں یاد دلایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے فرعون کے خلاف کیمیاوی اسلحوں (Chemical Weapons)، حیاتیاتی اسلحوں (Biological Weapons) اور لیزر اسلحوں (Laser Weapons) کا استعمال کیا تھا اور فرعون کا نظام اور اس کی فوج دیکھتے دیکھتے تباہ ہو کر رہ گئی تھی۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سے لڑنا ہے تو کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں کی طاقت کا حصول بڑے پیمانے پر کرنا ہوگا۔ چنانچہ یہودیوں نے کیمیاوی، حیاتیاتی، اور لیزر اسلحوں پر کام کا آغاز کیا اور اب تک اس کی مہیب قوت اپنے پاس جمع کر لی ہے۔

(۷) جب یہودی قوم نے جوہری اسلحوں کے بعد کیمیاوی، حیاتیاتی اور لیزر اسلحوں کے انبار جمع کر لئے تو ابلیس نے انہیں باور کرایا کہ اتنا کر لینا مطمئن ہو جانے کی بات نہیں۔ اس نے یاد دلایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے اصحاب الأ یکہ، ثمود، عاد، اور بطور خاص قوم نوح پر کائنے ٹنگ اسلحوں (Kinetic Weapons) کا استعمال کیا تھا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سے مقابلہ آرائی کے لئے ضروری ہے کہ کائنے ٹنگ اسلحے (Kinetic Weapons) بھی حاصل کر لیئے جائیں۔ چنانچہ یہودی اس میں مصروف ہو گئے اور 1945 سے کائنے ٹنگ اسلحوں کے حصول کی عدیم النظیر کوشش ہوئی۔ 1980 تک اس کی عظیم طاقت انہوں نے جمع کر لی تھی۔

(۸) جب یہودیوں نے کائنے ٹنگ اسلحوں (Kinetic Weapons) کو بھی حاصل کر لیا تو ابلیس نے باور کرایا کہ یہ بھی کوئی مطمئن ہو جانے والی بات نہیں۔ روئے ارض پر انسانی قوتوں کے خلاف خواہ خلائی پلیٹ فارم (Space Platform) سے ہی کیوں نہ ہو کائنے ٹنگ اسلحوں (Kinetic Weapon) کو داغنے اور روئے ارض کے کسی بھی حصے کو تباہ کرنے کی قوت حاصل کر لینا کافی نہیں اور نہ یہ مطمئن ہو جانے والی بات ہے۔ ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آسمانی اور خارجی حملوں سے ان کا سب کچھ تباہ کر سکتے ہیں اس لئے جب تک کائنے ٹنگ اسلحوں اور ان کے داغنے کی ایسی قوت حاصل نہ کر لی جائے جو داخلی کے ساتھ خارجی حملوں کا نہ صرف مقابلہ کر سکے بلکہ ایسے ممکنہ خارجی حملوں سے پہلے اقدامی کارروائی (Pre-emptive Strike) کر کے خارجی خطروں کو تباہ کرنے کی اہل ہو خطرہ پوری طرح برقرار ہے۔ ابلیس کی اسی بات کو نہایت تفصیل سے آرتھر سی کلارک (Arthur C. Clarke) نے ہیمر آف گاڈ (The Hammer of God, The Orbit Books) میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ بیسویں صدی کی آخری دہائی میں یہودیوں نے ایسی صلاحیت کے حصول میں اپنی طاقت جھونک دی۔

(۹) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اصلی مقابلہ اس اللہ تعالیٰ سے ہے جس کے ملائکہ اور جنود السموٰات والارض کے پاس غیر معمولی سرعت کے ساتھ 'مکان' کو طے کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس نے

باور کرایا کہ کس طرح کمال سرعت کے ساتھ تاریخ میں متعدد بار اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ نے اہل ایمان کو بچالیا یا ابلیس اور اس کی فوجوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اس نے باور کرایا کے کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ "عرج" کرتے ہیں۔ اس نے باور کرایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ "ولج" کرتے ہیں۔ اس نے باور کرایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے ملائکہ نبی آخر الزماں ﷺ کو "اسریٰ" پر لے گئے۔ اس نے باور کرایا کہ "براق" کتنی سرعت کے ساتھ مسافت طے کرتا ہے۔ اس نے باور کرایا کہ ملائکہ کس طرح 'مدسب' کر سکتے ہیں۔ اس نے باور کرایا کہ کس طرح نبی آخر الزماں ﷺ کے لئے 'مدسب' کیا گیا تھا۔ اس نے باور کرایا کہ 'براق' الگ قوت ہے اور 'رف رف' الگ۔ چنانچہ ابلیس کا یہی باور کرانا محرک ہوا اس عظیم مہم کا جس کے تحت یہودیوں کے اعلیٰ ترین دماغوں نے ایسی قوت کی دریافت اور اس کے حصول میں اپنے کو کھپا دینے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ اس تعلق سے سرفہرست نام البرٹ آئن شائن (Albert Einstein) کا ہے جسے پہلے روشنی (Light) کی رفتار کے برابر رفتار کی قوت حاصل کرنے کی فکر لاحق ہوئی پھر روشنی سے زیادہ رفتار کی قوت کی تلاش کی۔ اس تناظر میں آئن اشٹائن کے بعد تین دریافتوں:

(۱) پائٹر کپیزا (Pytor Kapitza 1894-1984) کی بوس۔ آئن اشٹائن سبس ٹینس (Bose-Einstein-Substance) کے تعلق سے 1937 میں ہیلیم۔4 کی دریافت (۲) ایرک۔اے۔کارنیل اور کارل۔ای۔ وی مین (Eric A. Cornell 1961 & Carl E. Wieman 1951) کی دریافت اور (۳) سائنسدانوں کے دو گروپ کی کوانٹم ٹیلی پورٹیشن Quantum Teleportation صورتحال کی 1997 میں دریافت قابل غور ہے۔ مزید مطالعہ کے لئے ملاحظہ کریں: (Amir.C. Aczel: Entanglement: The Greatest Mystery in Physics, Four Walls Eight Windows, 2002)۔ چونکہ ابلیس نے انھیں باور کرایا تھا کہ روشنی کی رفتار زیادہ سے زیادہ انہیں وہ قوت دلا سکتی ہے جو 'براق' کی تھی۔ وہ پھر بھی 'رف رف' تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ وہ کسی ایسی قوت پر قابو نہ پائیں جو روشنی سے بھی زیادہ تیز رفتار ہو۔ ابلیس کی یہی تاکید یہودیوں کو تیز رفتار بری، بحری، فضائی اور خلائی گاڑیوں کے ایجاد کی طرف لے گئی۔ آواز سے تیز رفتار موٹریں (Supersonic Motor

Car) (جس کا تجربہ 1997 میں کیا گیا اور جس کی رفتار 1228 کلومیٹر ہے)۔۔۔۔ آواز سے تیز رفتار ہو گئی، تین گنی تھی کہ اب تک سات گنی تیز رفتار جیٹ طیارے (Seven Time Faster Than Sound Jets)۔ اکتوبر 1967 میں X-15 نامی راکٹ سے چلنے والے جہاز کا جسے نارتھ امیریکن ایویشن (North American Aviation) نے بنایا تھا تجربہ کر لیا گیا۔ اس کی رفتار 8000 کیلومیٹر فی گھنٹہ ہے۔۔۔۔ لاکھوں کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے خلائی جہاز (Space Vehicles with Lakhs of Kilometer per hour speed) ۔۔۔ ایک گھنٹے میں نیویارک سے آسٹریلیا براہ لندن چلنے والے مسافر ہوائی جہاز۔۔۔ لندن سے براہ گرین لینڈ تین گھنٹے میں نیویارک پہنچ جانے والی ریل گاڑیاں یا تو بن چکی ہیں یا زیر تعمیر ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیں: Wired (New York): January, February, March, April 2003)

(۱۰) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئے کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے کے لئے کیسی قوت قاہرہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ سے لڑنے کے لئے انہیں بھی ایسی ہی قوت کا حصول کرنا ہوگا۔ چنانچہ سینکڑوں اور ہزاروں ٹن وزنی اشیاء کو اٹھا کر ہوائی جہازوں اور خلائی جہازوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی صلاحیت حاصل کرنے کی سرتوڑ کوشش جاری ہے۔

(۱۱) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے پاس بھاری سے بھاری شئے کو اٹھا کر ہزاروں میل دور پھینک دینے کی قوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کروڑوں ٹن وزنی اشیاء کو کروڑوں میل دور پھینک دیتے ہیں۔ چنانچہ یہودی بھی اس مہم میں سرگرداں ہو گئے کہ بھاری سے بھاری شئے کو پھینکنے کی قوت حاصل ہو جائے۔ یہودی قوم نے اس باب میں اتنی صلاحیت جمع کر لی ہے اور وہ ایک ایسے دیو قامت راکٹ کا استعمال کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ جو اپنے Payload کو پھینکنے کے لئے صرف پانچ منٹ میں اتنی برقی قوت کا استعمال کرتا ہے جتنی برقی قوت سے دو دن تک پورے

نیویارک میں بجلی کی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔(مزید مطالعہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) George Dyson: Project Orion: The True Story of the Atomic Spaceship; Henry Holt & Co. 2002)

(۱۲) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ سرعت ابلاغ اور وسعتِ ابلاغ (Fast Communication & Wide spread Communication) کی کتنی عظیم الشان قوت رکھتے ہیں جس کا استعمال اس نے سابقہ لڑائیوں میں اپنی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔لہذا ان سے لڑائی کے لئے ضروری ہے کہ 'سرعت ابلاغ' اور 'وسعتِ ابلاغ' کی عظیم سے عظیم تر قوت حاصل کی جائے ـــــــ مائکروفون، لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلی گراف، ٹیلی پرنٹر، فیکس، لیپ ٹاپ، انٹر نیٹ، کنور جینس (Convergence)، نیٹ ورکنگ (Networking) بظاہر کچھ بھی نظر آتے ہوں لیکن بباطن دراصل اسی یہودی جد و جہد کا نتیجہ ہیں جس کی تاکید ابلیس نے کی تھی۔ابلیس نے انہیں باور کرایا کہ سرعت ابلاغ اور وسعت ابلاغ کی محض ایسی قوت کا حصول کافی نہیں جو عام حالات میں قابل عمل ہوں بلکہ ان کی ایسی قوت درکار ہے جو (Nuclear Blackout) اور (Kinetic Blackout) میں بھی کارآمد ہو۔لہذا یہودیوں نے بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں بطور خاص اس پر کام کیا۔چنانچہ Very Low Frequency (VLF), Low Frequency (LF), Medium Frequency (MF), High Frequency (HF), Very High Frequency (VHF), Ultra High Frequency (UHF), Super High Frequency (SHF) and Extremely High Frequency (EHF) پر جن صلاحیتوں کا انہوں نے حصول کرلیا ہے وہ اسی کی غماز ہیں۔انہیں امور کے لئے الفریو (Alferov) کرومر (Kroemor) اور کبلی (Kibly) کو 2000 میں نوبل پرائز سے نوازا گیا۔

(۱۳) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ کے پاس مشاہدہ، شہود اور نظر کی

عظیم الشان قوت ہے جس کا استعمال ابلیس نے اپنی فوجوں کے خلاف دیکھا ہے۔اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ سے لڑائی کے لئے ضروری ہے کہ مشاہدہ، شہود، اور نظر کی ایسی قوت اپنے قبضہ میں ہو جو بر سرِ ارض، زیر زمین، زیر آب، فضا میں اور خلا میں نزدیک اور دور کی ہر چھوٹی اور بڑی چیز کو دیکھ سکے۔

ایسی قوت نظر جو پورے روئے ارض پر ایک ایک چیونٹی کے رینگنے کو دیکھ سکے ـــــ سمندروں میں چھوٹی سے چھوٹی شئے کے محل وقوع اور حرکت پر نظر رکھ سکے، خلاء میں چھوٹے سے چھوٹے اور دور سے دور کی موجودات اور حادثات کو دیکھ سکے۔ابلیس کی تاکید کا ہی نتیجہ ہے کہ مذکورہ ان تمام صلاحیتوں اور قوتوں کا یہودیوں نے حصول کرنے کی بھرپور کوشش کی۔اور وہ اس قوت کو مزید آگے بڑھاتے جارہے ہیں۔

(۱۴) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ کے پاس 'سماعت' اور 'سمع' کی کیسی عظیم الشان قوت ہے جس کا استعمال اس نے اپنی فوجوں کے خلاف متعدد موقعوں پر دیکھا ہے چنانچہ اس نے تاکید کی کہ اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ سے لڑائی کے لئے 'سمع' اور 'سماعت' کی کیسی عظیم الشان قوت کا حصول درکار ہے۔

(۱۵) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ کیمیاوی (Chemical) اور حیاتیاتی (Biological) ہتھیاروں پر قدرت حاصل کرلینا اور انسانوں، جانوروں اور نباتات کو آناً فاناً ختم کردینے کی صلاحیت حاصل کرلینا کافی نہیں۔اس لئے کہ ایسی قوت بالعموم صرف مزاحم انسانوں اور بالخصوص اہل ایمان کے خلاف موثر ہوسکتی ہے لیکن اس بات سے غافل نہیں رہنا چاہئے کہ اللہ اور اس کے ملائکہ نے تاریخ میں متعدد بار بیماریوں اور وباؤں کو بطور ہتھیار اور بعض اوقات اللہ کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔اس لئے ایسی طاقت اور صلاحیت کا حصول اشد ضروری اور ناگزیر ہے جو اللہ کے ملائکہ کی جانب سے پیدا کردہ ایسی بیماریوں اور وباؤں کی حقیقت اور ان کی کنہہ تک فوراً پہنچ جائے اور اس کو قابو میں کرنے اور حسب ضرورت دواؤں اور علاج پر قادر ہوں۔اپنے اختیار میں رہنے والی یہ صلاحیت ایسی ہو کہ وہ بیماریوں اور وباؤں کے پیدا ہونے کی جہتوں پر پوری گرفت رکھے بلکہ

اس سے آگے بڑھ کر بیماریوں اور وباؤں کے پیدا ہونے سے قبل ہی ان راستوں کو محفوظ اور مامون بنا دے۔ چنانچہ گزشتہ دنوں میں پوری دنیا کی سطح پر انسانوں، مویشیوں اور نباتات میں بڑے پیمانے پر خود سے بیماریاں پیدا کرنے اور پھر ان پر قابو پانے کے بے شمار تجربے اسی قوت کے حصول کی جانب پیش قدمی ہے۔ یہودیوں کو ابلیس کی یہ بات اس درجہ خوف زدہ کر گئی ہے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ قدرت ان کی تاک میں بیٹھی ہوئی ہے اور ان پر کسی لمحے عتاب کا کوڑا برس سکتا ہے۔ چنانچہ وہ جلد از جلد اس خطرے کو قابو میں کرنے کی جی توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اسٹنفورڈ یونیورسٹی کے مشہور یہودی سائنس داں اسٹینلی این کوہن (Stanley N. Cohen 1935-) نے اسی احساس کا اظہار یوں کیا:

"Nature [is] that lovely lady to whom we owe Polio, Leprosy, Smallpox, Syphilis, Tuberculosis, Cancer."

ترجمہ: قدرت وہ خوبصورت عورت ہے جس کے سبب ہم پولیو، جذام چیچک، آتشک، تپ دق، سرطان کے شکار ہوتے ہیں۔

جو لوگ یہودی تاریخ میں توراۃ، نبیئیم، کتوبیم، مشنی، مدرش اور ہگادہ میں درج 'قم' کی روداد سے واقف ہیں وہ اس جملے کی معنویت، اس میں بیان کیا گیا کرب اور یہودی نفسیات میں موجود اللہ اور اس کے ملائکہ کے ذریعہ لائے جانے والے عذاب کا خوف خوب محسوس کر پائیں گے۔ ایسے حضرات اس جملے میں قدرت سے اللہ اور اس کے ملائکہ مراد لیں گے اور 'ہم' سے یہودی قوم۔ اس موضوع پر مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Judith Miller, Stephen Engelberg and William Broad: Germs: Biological Weapons and America's Secret War: Simon & Schuster, 2001.

(2) Jonathan B. Tucker: Scourge: The Once and Future Threat of Smallpox: Atlantic Monthly Press, 2001.

(3) Madeline Drexler: Secret Agents: The Menace of Emerging Infections; Joseph Henry Press, 2002.

(4) Richard Preston: The Demon in the Freezer: A True Story: Random House, 2002.

(۱۶) پہلے چیلنج کے عنوان "امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ" کے تحت فرانسس فوکویاما (Francis Fukuyama) اور سیموئیل پی ہن ٹنگ ٹن (Samuel P. Huntington) کے جن دو مشہور زمانہ جائزوں کا ذکر کیا گیا ان کی حقیقت کیا ہے؟

(۱) فرانسس فوکویاما کے تجزیہ کو اس عاجز نے فریب کاری اور سحر کاری کہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس تحقیق و تجزیہ کا مقصد مغرب میں پائے جانے والے لبرل ڈیماکریسی (Liberal Democracy) کا جائزہ لینا ہے ہی نہیں جیسا کہ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے۔ فرانسس فوکویاما کو جو ——— نہایت ذکی اور ذہین ہیں اور اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے مشہور اور نادر شعبہ Policy Planning Staff میں کام کر چکے ہیں ——— ان کے دو یہودی استادوں پروفیسر نتھن تارکوو (Prof. Nathan Tarcov) اور ایلن بلوم (Allen Bloom) نے یہودیوں کے اس مشن کے لئے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے والے ادارہ "John M. Ohlin Center for Inquiry into the Theory and Practice of Democracy" کی جانب سے اس کام پر لگایا کہ وہ دراصل یہ معلوم کریں 64 عیسوی سے قبل کے تجربوں کی روشنی میں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے یہودیوں نے 'تاریخ' (History with Capital H) کی تشکیل و تعمیر کی جو کوشش بالخصوص 1254 کے بعد روئے ارض پر کی ہے اس نے ان کے مقاصد کو حاصل کر لیا ہے یا نہیں؟ اگر کر لیا ہے تو وہ حاصل شدہ یافت کتنی پائیدار ہے؟ اس یافت کو کیا کوئی خطرہ درپیش ہے؟ اگر ہے تو وہ خطرہ کیا ہے اور کتنا سنگین ہے؟ اور یہ کہ اس خطرے کے سدباب کے لئے کیا کیا جانا چاہئے؟۔

اس امر کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے: اللہ تعالی اور اس کے ملائکہ اور اہل ایمان سے یہودی لڑائی کے تناظر میں قوم یہود کو جو خطرات و مہلکات ——— تاریخ میں بالعموم

متقابل قوتوں نصرانیت سے اور بالخصوص امت ھدیٰ ـــــ امت مسلمہ محمدیہ ـــــ سے درپیش رہے ہیں اور آنے والے دنوں میں ہیں ـــــ اس کے سدباب کے لئے جو روئے ارض پر پچھلے آٹھ سو سالوں میں انتظامات کئے گئے ہیں وہ کامیاب ہوئے یا ناکام؟

(۲) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ فوکویاما کا اصل اور مکمل موضوع تحقیق (Term of Reference) کچھ اور ہے اور مجلہ National Interest میں شائع کردہ مضمون 'The End of History' اور بعد میں مزید لواحق اور تشریحات سے مزین کتاب 'The End of History & the Last Man' اس کا صرف چھوٹا سا ایک حصہ ہے ـــــ گویا جسم کے مقابلے میں انگلی کی ایک پور ـــــ جو پورے جسم سے الگ ہو کر کچھ اور نظر آ رہی ہو۔ پھر اس میں تلبیس کی پرکاری شامل کی گئی ہے جس نے اسے مزید کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔ تاہم ذیل میں ہم ان بنیادی باتوں کو مختصراً معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس پر یہ پوری عمارت کھڑی ہے:

(۳) پہلی دریافت:

"A remarkable consensus concerning the legitimacy of Liberal Democracy as a system of government had emerged through out the world over the past few years"

فوکویاما کی پہلی دریافت یہ ہے کہ یہودی حیات، اجتماعیات، داعیات اور عزائم کی حفاظت وصیانت اور تکمیل کے لئے اب تک جتنے اندازِ فکر، طریقۂ حیات اور نظام حکومت کی تشکیل کرنے کی کوشش کی گئی تا کہ خارجی مخالف قوتوں کے مہلکات کا سدباب ہو ان میں لبرل ڈیماکریسی سب سے کامیاب رہی ہے اور حالیہ دنوں میں ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ اس نے پوری دنیا میں قبول عام حاصل کر لیا ہے۔

(۴) دوسری دریافت:

"We can also imagine future worlds that are significantly worse than what we know now, in which national, racial or religious intolerence makes a comeback."

فوکویاما کی دوسری دریافت کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیت کو خطرہ اب بھی باقی ہے۔ اور وہ خطرہ تین قسموں پر مشتمل ہے:

(۱) قومی ناروداری: ایسا خطرہ جیسا مسولینی کے فاشزم سے ہوا تھا۔

(۲) نسلی ناروداری: ایسا خطرہ جیسا ہٹلر کے نازی ازم سے ہوا تھا۔

(۳) مذہبی ناروداری: ایسا خطرہ جو مذہب سے ہے۔

یہاں مذہب سے مراد عیسائیت ہے اور نہ کوئی اور مذہب بلکہ یہاں اس سے مراد صرف اسلام ہے۔ اس کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں یہودیوں کے ذریعہ ہی کرائی گئی اس مشہور تحقیق کی روداد جس کی تفصیلات فرانسیسی یہودی محقق Gelles Kepel نے اپنی کتاب (La Revanche de Dieu, Editions du Sevil, 1991) 'اللہ کا انتقام' میں دی ہیں اس نے دریافت کیا کہ فی زمانہ روئے ارض پر ارضی معرکہ کے صرف تین دعویدار ہیں۔ عیسائیت، یہودیت اور اسلام۔ اس نے مزید کہا کہ عیسائیت پچھلے پانچ سو سالوں کے تجربوں کے بعد اب اس اندرونی صلاحیت کی حامل باقی نہیں رہی کہ وہ ارضی معرکہ میں دیر تک مقابل رہے۔ اس لئے اب اصلی معرکہ صرف اسلام اور یہودیت کے مابین ہوگا۔

(۵) تیسری دریافت:

"It is true that Islam constitutes a systematic and coherent ideology, just like liberalism and communism, with its own code of morality and doctrine of political and social justice. The Appeal of Islam is potentially universal, reaching out all men as men, and not just to members of a particular ethnic or national group. And Islam has indeed defeated liberal democracy in many parts of the Islamic world, posing grave threats to liberal practices even in countries where it has not achieved political power directly. The end of the Cold War in Europe was followed immediately by a challenge to the West from Iraq, in which Islam was arguably a factor."

فوکویاما کی تیسری دریافت کا مفہوم ہے:

(۱) اسلام ایک مکمل نظام ہے جو یہودیوں کے مطابق ان کی نظر میں لبرل ڈیماکریسی سے کم مکمل نہیں۔

(۲) اسلام کی اپیل عالمی اور آفاقی ہے۔ یہودیت کے لئے موجود دیگر دو خطروں ــــــ قومیت اور نسل پرستی ــــــ کی طرح اس کی اپیل ایک یا دو ملکوں تک محدود نہیں۔

(۳) اسلام کی اپیل انسانی ہے۔ اس کی قدریں پوری نسل انسانی کو متاثر کرتی ہے۔

(۴) اسلام محض تصوراتی خطرہ نہیں بلکہ حقیقی خطرہ ہے اس لئے کہ اس نے یہودیت کے قائم کردہ لبرل ڈیماکریسی نظام کو واقعتاً ان علاقوں میں کھلی شکست دے دی ہے جہاں اس نے سیاسی قوت براہ راست حاصل کر لی ہے۔

(۵) جہاں اسلام نے براہ راست سیاسی قوت حاصل نہیں کی ہے بلکہ جہاں کے حکمراں عملاً اسلام دشمن بھی ہیں وہاں بھی اسلام اور اس کے عواطف کی اپیل اتنی شدید ہے کہ ایسے اسلام دشمن حکمراں بھی عوام کے جذبات کے سبب یا اپنے اقتدار کو استحکام بخشنے کے لئے اسلام کا سہارا لینے اور اس کے عزائم کی تکمیل کی کوشش کرنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں جیسا کہ اسرائیل پر میزائیلوں سے حملہ کر کے عراق کے صدام حسین نے پہلی خلیجی جنگ کے دوران کیا۔

(٦) چوتھی دریافت:

(1) "What man had been seeking through out the course of History".........

(2) "What had driven the prior "stages of History"- was recognition"..........

(3) "Finally found it"..........

(4) "Was completely satisfied".........

(5) "Universal and homogenous State [Liberal Democracy] has solved the question of recognition......by replacing the relationship of Lordship and bondage with universal and equal recognition."

(6) It is "End of History."

(7) "The Last Man."

فوکویاما کی چوتھی دریافت کا مفہوم ہے:

(۱) یہودیت پوری تاریخ میں جس مثالی صورتحال کو ڈھونڈھتی رہی ہے وہ اسے لبرل ڈیماکریسی میں مل گئی ہے اور جو کچھ اسے لبرل ڈیماکریسی سے ملا ہے اس سے وہ مطمئن ہے۔

(۲) لبرل ڈیماکریسی نے یہودیت کے تاریخی مسئلے کو حل کر دیا ہے۔ یہودیت کا وہ تاریخی مسئلہ ہے "تسلیم کیا جانا"۔ لبرل ڈیماکریسی نے یہودیت کے اس تاریخی مسئلہ کو اس طرح حل کر دیا ہے کہ اس نے "تسلیم کرنے والی قوت" کا ہی خاتمہ کر دیا ہے۔ لبرل ڈیماکریسی نے ـــــ مالک اور غلام ـــــ کی صورت حال کو ـــــ آفاقی اور یکساں تسلیمیت ـــــ میں بدل دیا ہے۔

(۳) لبرل ڈیماکریسی میں یہودیت جتنی محفوظ ہے، ان کے عزائم جتنے ممکن الحصول ہیں اور ان کے دشمن جتنے کمزور اور غیر موثر ہیں اتنے کسی اور نظام میں ناقابل تصور ہیں۔

(۴) لبرل ڈیماکریسی کی اندرونی کمی ـــــ جو عدم عمل یا نقص عمل کی وجہ سے ہوتی رہی ہے ـــــ کی تلافی تو کی جاسکتی ہے لیکن یہودیت کے لئے اس سے بہتر نظام کا تصور نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہ 'تاریخ کا خاتمہ' ہے۔

واضح ہو کہ تاریخ میں یہودیت کے دو بنیادی مسئلے رہے ہیں:

(۱) اللہ سے تسلیمیت: یعنی قوم یہود اور یہودیت کی تسلیمیت سے معزولی (Derecognition) ـــــ چنانچہ قوم یہود اور یہودیت پہلے برضا ـــــ پھر بزور ـــــ اور اب ـــــ اللہ کے وجود کو ختم کر کے ـــــ اللہ سے تسلیمیت کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

(۲) انسانوں سے تسلیمیت: قوم یہود تاریخ کے تجربات سے یہ سمجھتی رہی ہے کہ دنیا کی کسی قوم نے اور کسی زمانے نے انہیں تسلیم نہیں کیا اور جس کے سبب ان پر مظالم ہوئے۔ اس لئے انسانوں سے تسلیمیت ان کے دو مقاصد حقیقی میں

سے ایک قرار پایا۔

فوکویاما نے دریافت کیا کہ لبرل ڈیماکریسی کے ذریعے پوری دنیا نے یہودیت اور قوم یہود کو تسلیم کر لیا ہے۔

(۷) پانچویں دریافت:

(1) "The decline of community life suggests that in the future, we risk becoming secure and self-absorbed last man, devoid of thymotic striving for higher goals in our pursuit of private comforts."

(2) "But the opposite danger exists as well, namely, that we will return to being first man engaged in bloody and pointless prestige battles, only this time with modern weapons."

(3) "Indeed the two problems are related to one another, for the absence of regular and constructive outlets for megalothymia may simply lead to its later resurgence in an extreme and pathological form."

فوکویاما کی پانچویں دریافت کا مفہوم ہے:

(۱) لبرل ڈیماکریسی کے ذریعے یہودیوں کو حاصل یہ صورتحال پائیدار کہی جائے ایسا نہیں ہے۔

(۲) یہودیوں کے دشمن اور بالخصوص ان کے مطابق سب سے بڑے اور موثر دشمن اسلام اور امت مسلمہ محمدیہ اس صورت حال کو الٹ کر یہودیت پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔

(۳) امت مسلمہ کا یہ حملہ وقت کے گزرنے کے ساتھ شدید بھیانک ہوتا جائے گا اس لئے کہ ایسا حملہ خطرناک اور جدید اسلحوں سے ہوگا۔

(۴) اس صورت حال کو قابو میں رکھنے کے لئے مسلمانوں کے جذبات کی باضابطہ نکاسی (Catharisis) کے لئے فوری نظم کیا جائے۔

(۸) 1989 میں فرانسس فوکویاما کی تجویز 'مسلمانوں کے جذبات کی باضابطہ نکاسی' پر غور کریں تو منطقی طور پر سیموئیل ہن ٹنگ ٹن کا موضوع 'Term of Reference' اور اس تناظر میں 1993 میں ،دفارن افیئرس میں شائع شدہ مضمون 'تہذیبوں کا تصادم' ("The Clash of Civilizations", The Foreign Affairs, February 1993) کی معنویت سمجھ میں آجاتی ہے۔ اس کی منطقی ترتیب اور اصلی معنویت درج ذیل ہیں:

(۱) "تہذیبوں کا تصادم" حوادث کی ایک صورت ہے جس کی طرف فوکویاما نے اشارہ کیا ہے ـــــ فوکویاما کے تجزیہ کے اس حصے کو دقت نظر سے دیکھا جائے تو کئی باتیں سامنے آتی ہیں:

(۲) یہودیت کی حفاظت اور اس کے عزائم کی تکمیل کے لئے لبرل ڈیماکریسی سے بہتر صورت اس وقت حیطۂ تصور وعمل سے باہر ہے۔

(۳) یہودیت کی پرداختہ لبرل ڈیماکریسی اپنے ارتقاء کی آخری بلندیوں تک چلی گئی ہے۔ اب اس سے زیادہ اس میں گہرائی وگیرائی ممکن نہیں۔

(۴) لبرل ڈیماکریسی سے بہتر کسی نظام کی عدم موجودگی اور موجودہ لبرل ڈیماکریسی کی ارتقائی انتہاء نے یہودیت کو فی الواقع ایک لق ودق صحرا میں لاکھڑا کردیا ہے جہاں اس تناظر میں وہ کسی متبادل صورت کے تعلق سے عملاً غیر مسلح (Armless) ہوچکے ہیں۔ اب ان کے پاس لبرل ڈیماکریسی کو ہی بچانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں رہ گئی ہے۔

(۵) اگر اسی وقت ـــــ یعنی مستقبل قریب میں ـــــ مسلمان یہودیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو فوکویاما کے مطابق لبرل ڈیماکریسی ڈھہ کر رہ جائے گی۔

(۶) حالات کی ارتقائی صورت مستقبل غیر بعید میں لازماً اسلام کو یہودیت سے اور اسلامی نظام کو لبرل ڈیماکریسی سے راست متصادم کردے گی۔

(۷) یہودیت کے لئے کم دشوار اور یافت کے اعتبار سے زیادہ مفید مطلب یہ بات ہوگی کہ یہودیت خود بلاتاخیر اور بطور احتیاطی تدبیر (Preventive Measure) اقدامی کارروائی (Pre-emptive Strike) کرے اور امت مسلمہ کو توڑ کر اور کچل کر رکھ دے۔

(۸) اس عاجلانہ احتیاطی تدبیر (Preventive Measure) کے تحت کی جانے والی اقدامی کارروائی میں درج ذیل امور شامل ہوں:

(۱) مسلمانوں کے اندر از خود پیدا شدہ Megalothymia کو Extreme & Pathological form اختیار کرنے کی مہلت نہ دے کر اقدامی طور پر مسلمانوں کو بیرونی اور غیر حقیقی Megalothymia فراہم کردیا جائے۔

(۲) یہ Megalothymia ریگولر (Regular) ہو سیکولر (Secular) قطعاً نہ ہو۔

(۳) یہ Megolothymia مغربی اصطلاح میں تعمیری (Constructive) ہو تخریبی (Destructive) نہ ہو ـــــ

یعنی اس Megalothymia کے نتیجے میں امت مسلمہ بطیب خاطر فکری اور علمی بحث ومباحثہ وتبادلۂ خیال کرنے لگے۔ تعلیمی ترقی

کے لئے کوشاں ہو جائے۔ اسلام کو مغربی تہذیب سے زیادہ سود مند اور کار آمد ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ علمی اداروں، تحقیقی اداروں، صنعتی اداروں اور فنی اداروں کے قیام کی طرف متوجہ ہو جائے اور علمی، تحقیقی، صنعتی، فنی اور مالی صلاحیتوں کی ترقی کے کاموں میں مشغول ہو جائے وغیرہ۔ یہ سارے امور یہودیت کی اصطلاح میں تعمیری (Constructive) ہیں۔ ان سے بلاواسطہ اور بالواسطہ یہودیت کو استحکام نصیب ہوتا ہے اور اس کے خطرے کم ہوتے ہیں یا اگر خطرے پیدا ہوں بھی تو یہودیت اس کے کنٹرول کرنے پر پوری طرح قادر ہے۔ یہودیت کے نزدیک تخریبی سے مراد جہاد ہے۔ جہاد وہ عمل ہے جس سے یہودیت بدحواس ہو جاتی ہے۔ قوم یہود کے حواس مختل ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ تعمیری امور کو کنٹرول کرنے کے لئے ان کے پاس میکانزم ہے۔ جہاد کو کنٹرول کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی میکانزم نہیں سوائے اس کے کہ وہ دشمن کو (Over Kill) کریں۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ بے تحاشا جان لینا (Over Killing) ان کے مسائل میں اضافہ کرتا ہے کمی نہیں۔

(۹) چنانچہ یہودیت نے مسلم Megalothymia اور ان کے مطابق تخریبی (Destructive) منہج اختیار کرنے سے روکنے کے لئے سیموئیل ہن ٹنگ ٹن کے ذریعہ ریگولر (Regular) اور تعمیری (Constructive) عزائم اعلیٰ فراہم کرنے کی کوشش کی گئی۔ جس میں دیکھتے دیکھتے بہت سے اچھے مسلمان گرفتار ہو گئے۔

(۱۰) فرانسس فوکویاما کی جائزاتی تجویز نے تدبیری منصوبہ بندی کی سطح پر برنارڈ لیوس (Bernard Lewis) کو باور کرایا کہ وہ عالم اسلام میں لبرل ڈیماکریسی کو Pro-active طور پر رائج کرنے کی منصوبہ بندی کریں جس پر اس وقت عمل درآمد ہو رہا ہے۔

(۱۱) یہ الگ بات ہے کہ تعمیلی منصوبہ بندی کی سطح پر ہنری کیسنگر (Henry Kissinger) نے فوکویاما اور سیموئیل ہن ٹنگ ٹن کی تجویزات کا ملغوبہ بنانا ضروری سمجھا اور Regular & Constructive outlet of Muslim Megalothymia کو ناکافی قرار دیتے ہوئے Simulated and controlled immediate surgical operations کو منصوبہ کا حصہ بنایا۔ عصر حاضر میں امت مسلمہ کا تاریخی المیہ اسی مقام پر اپنے عروج پر پہنچ جاتا ہے اس لئے کہ اس یہودی مشن کی تکمیل میں کئی باعزت مسلم حکمران اور شخصیات براہ راست ملوث ہو چکے ہیں۔

(۱۷) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ فوکویاما نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ یہودیوں کی قائم کردہ لبرل ڈیماکریسی اپنے نقطۂ عروج (End of History) پر پہنچ چکی ہے یعنی مستقبل غیر بعید میں یہودیت اور اسلام کا متصادم ہونا لازمی امر ہے۔ گویا فوکویاما نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ صورت حال بعینہ (Stay-put or As it is) نہیں رہ سکتی اور یہ کہ تبدیلی (Change) امر واقعہ ہے جو مستقبل میں ہو کر رہے گی۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مستقبل میں ہونے والی یہ تبدیلی قطع نظر اس کے کہ وہ مستقبل قریب میں ہوگی یا مستقبل غیر بعید میں فی الواقع کیسی تبدیلی ہوگی؟

(۱) کیا یہ تبدیلی صرف تبدیلی دست حکومت ہوگی؟ (Change of Government-Hand)

(۲) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون خانہ کی ہوگی؟ (Change of Governance within Family)

(۳) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون خاندان ہوگی؟ (Change of Governance within Clan)

(۴) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون قبیلہ ہوگی؟ (Change of Governance within Tribe)

(۵) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلی حکومت درون ذیلی قوم ہوگی؟ (Change of Governance within Community)

(٦) کیا یہ تبدیلی محض تبدیلیٔ حکومت درون قوم ہوگی؟ (Change of Governance within Nation)

(٧) کیا یہ تبدیلی تبدیلیٔ طرزِ حکمرانی مابین اقوام ہوگی؟ (Change of Governance among Nations)

(٨) کیا یہ تبدیلی تبدیلیٔ منہج حکمرانی درون قوم ہوگی؟ (Change of System within Nation)

(٩) کیا یہ تبدیلی تبدیلیٔ نظام کی ہوگی؟ (Change of Order)

(١٠) کیا یہ تبدیلی تبدیلیٔ نظامِ کلی کی ہوگی؟ (Change of Supra Order)

حقیقت یہ ہے کہ مستقبل غیر بعید میں ہونے والی تبدیلی دراصل نظامِ کلی کی تبدیلی ہوگی۔

(١٨) جیسا کہ عرض کیا گیا کہ روئے ارض پر ابلیس، دجال اکبر اور یہود کی جانب سے جنگ لڑی جارہی ہے اور جن عزائم کے ساتھ یہ جنگ کی جارہی ہے اس کے دو عنوانات ہیں:

(١) امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنا۔

(٢) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کر کے 'کون' پر قبضہ کرنا۔

اس لئے یہ معرکہ دراصل معرکۂ خیر و شر (بشری) کا آخری مرحلہ ہے۔ اور اس کی حقیقت معروف تہذیبی تبدیلی (Change of Civilization) بھی نہیں بلکہ اس سے وسیع اور حاوی ہے۔ یہ معرکۂ خیر و شر کا دسواں مرحلہ ہے جسے یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

(١) مرحلۂ اول

(٢) مرحلۂ دوم

(٣) مرحلۂ سوم

(٤) مرحلۂ چہارم

(٥) مرحلۂ پنجم

(٦) مرحلۂ ششم: ابلیس کے تہذیبی حملے کا دور

(٧) مرحلۂ ہفتم: مرحلۂ فسادِ ملکوتی

(٨) مرحلۂ ہشتم: مرحلۂ فسادِ ملک و فسادِ ارض

(٩) مرحلۂ نہم

(١٠) مرحلۂ دہم: مرحلۂ فساد فی الارض ـــــ فسادِ کلی برائے نظامِ کلی۔

مرحلۂ دہم معرکۂ خیر و شر کا آخری مرحلہ ہے ـــــ مرحلۂ دہم کا آخری حصہ ظہور دجال اکبر اور قتل دجال اکبر کا ہے۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: دجال: اول، دوم، سوم)

(١٩) روئے ارض میں امت مسلمہ محمدیہ کے لئے یہ مرحلہ جان سوز اور دل دوز ہوگا۔ یہ معرکۂ کبریٰ روئے ارض پر حضرت آدم سے قیامت تک کے درمیان واقع ہونے والی سب سے خوفناک اور ہیبت ناک مصیبتوں کو لے کر آئے گا۔ (آدم کی پیدائش سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی امر نہیں ہے: رواہ مسلم)

(٢٠) اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس صورتحال میں امت مسلمہ محمدیہ کیا کرے؟

فی زمانہ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ امت کو اندر سے دو طبقے جھنجوڑ رہے ہیں۔ یہ دو طبقے اور ان کے رویے درج ذیل ہیں:

(١) طبقۂ اول:

اہلِ مذہب (علماء وقت و مشائخ وقت) جو اسلام دین اللہ پر چلنے کی بجائے مذہب اسلام پر چلتے ہیں۔ اور مذہب اسلام کو ہی دین اسلام قرار دیتے ہیں جس میں قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ کی کلی عمل داری نہیں بلکہ جزوی عمل داری ہوتی ہے۔ اس طبقہ کے یہاں فکری اور عملی ہر اعتبار سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی حیات منقسم ہے جو درج ذیل ہے:

حیات (انفرادی و اجتماعی) = **قرآن و سنت** + **مذہب + مسلک + مشرب + آزادی**

یہ طبقہ اس میں تبدیلی کے تعلق سے درج ذیل رویہ کا اظہار کرتا ہے:

(١) قرآن و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات (انفرادی و اجتماعی) کے ہر شعبے پر حاوی نہیں کیا جاسکتا یا نہیں کیا جائے گا۔

(۲) مذہب، مسلک، اور مشرب کو ترک نہیں کیا جاسکتا یا نہیں کیا جائے گا۔

(۳) صرف اتنی تبدیلی کی جاسکتی ہے کہ مذہب، مسلک، مشرب کے ساتھ جو آزادی کا ایک حصہ ہے اس میں لوگ مجاز ہیں کہ خواہ سائنس پر چلیں، خواہ توہم پر اس کے لئے وہ آزاد ہیں۔

(۲) طبقۂ دوم:

متغربین (مغرب سے مرعوب) لوگ: یہ طبقہ (یہاں اس طبقے سے بحث نہیں جو ملحدانہ رویہ کا حامل ہے) اسلام کو چند تعبدی امور ـــــ عقاید، رسوم، ثقافت، شناخت ـــــ تک محدود کرتا ہے جو خود اس کے پورے حیاتی رویہ کے کینوس پر ایک چھوٹے سے خانہ کے مانند ہے اور بقیہ 90 فیصد حصۂ حیات میں مغربی علم اور مغربی فکر کے تابع ہے۔ مغربی علم اور مغربی فکر کو ترقی قرار دیتا ہے۔ مغربی اداروں کو ترقی کی معراج یا کم از کم نمونہ اور قابل تقلید سانچہ سمجھتا ہے اور مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی حیات میں ترقی کے لئے اسی نصب العین کو جو مغرب نے اختیار کیا ہے مسلمانوں کے لئے بھی ناگزیر قرار دیتا ہے اور اس کے لئے ویسے ہی تعلیمی، تحقیقی، صنعتی، فنی معاشی، معاشرتی، تہذیبی، ثقافتی، اور تمدنی ادارے قائم کرنے کے لئے عملاً کوشاں رہتا ہے۔

(۲۱) فی زمانہ طبقۂ اول یعنی اکثر علماء وقت کی مثال ایسے اشخاص کی ہے جو اپاہج ہونے کے ساتھ ساتھ بصارت، بصیرت، قوت ارادی، قوت تمیز، عقل سلیم اور جودت سے بھی عاری ہوں۔ ظاہری بات ہے کہ قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ کو صدیوں سے انفرادی واجتماعی حیات کے حاشیہ پر کردینے اور ان کی جگہ خود ساختہ مذہب، مسلک اور مشرب پر چلتے رہنے کے بعد بشری صلاحیتیں اسی طرح ختم ہو جاتی ہیں۔ خارج میں صورت حال کی سنگینی اور داخل میں ان کی معطلی انھیں عجیب مخمصہ میں گرفتار کر چکی ہے ان کی غالب اکثریت کو حضرت مھدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا انتظار بھی ہے اور رہے گا اور ابلیس و دجال اکبر ان سے اپنے مشن میں کام بھی لے لیں گے جیسا کہ انھوں نے علماء یہود سے کام لیا۔ ایک جانب ان علماء یہود کو مسیح اور 'اس نبی' کا انتظار بھی رہا اور وہ ان کے لئے دعائیں بھی کرتے رہے اور

دوسری جانب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضور ﷺ تشریف بھی لائے، انہیں بلایا بھی، ان پر حجت بھی قائم کی لیکن یہ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ حیرت تو اس بات پر ہے کہ یہ اپنے زعم علم اور زعم فہم میں ایسے مستغرق ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے رویہ کی نادرستگی پر شک تک نہیں گزرتا۔ چنانچہ اندیشۂ غالب یہی ہے کہ علماء ومشائخ امت محمدیہ کی غالب تعداد اسی طرح دجال اکبر کی خدمت کر کے تباہ ہو جائے گی اور انھیں حضرت مھدی اور حضرت مسیح کا انتظار بھی رہے گا۔ اللھم احفظنا

(۲۲) طبقۂ دوم یعنی متغربین کی مثال ان اشخاص کی ہے جو نہ پوری طرح اپاہج ہیں نہ ان میں قوت ارادی کی بے حد کمی ہے اور نہ ہی ان میں جودت کی کمی ہے لیکن بصارت رکھتے ہوئے بھی وہ بصیرت اور قوت تمیز سے عاری ہیں۔ اور آنکھوں کے سامنے کسی کو پہاڑ سے چھلانگ لگا کر وادی میں گرتے اور مرتے دیکھ رہے ہوں اور اس کے باوجود خود چھلانگ لگانے پر ہمہ دم مصر ہوں اور دوسروں کو بھی ایسا ہی کرنے کی تلقین کر رہے ہوں۔

وہ مغربی تہذیب جو فکری اور علمی ترقی کی معراج پر پہنچ چکی ہے جس کے ادارے ترقی کا نمونہ کہلاتے ہیں وہ آخر 'تاریخ کا خاتمہ' 'End of History' اور ''تہذیبوں کا تصادم'' 'Clash of Civilizations' سے بحث کیوں کر رہی ہے؟ وہ خائف کیوں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تہذیب مغرب نے گزشتہ چار سو سالوں میں ترقی نہیں کی ہے بلکہ ان کے مطابق ترقی کی ایک منزل پانے کے بعد اب کہولت اور زوال کے قریب پہنچ گئی ہے۔ تہذیب کی اساس میں صلاح نہ ہونے کے سبب چار سو سالوں میں ہی اپنے کرتوتوں کے سبب وہ 'کہولت' اور 'زوال' کی دہلیز پر پہنچ گئی ہے اور اب خود ان کے اہل علم کو اپنی تہذیبی موت قریب نظر آرہی ہے۔ کیا عقل ودانائی کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم بھی جلد از جلد ویسی ہی فکری و علمی راہ اختیار کریں اور ویسے ہی ادارے اپنے یہاں قائم کریں۔ کیا ہم بھی جلد از جلد 'کہولت' اور 'زوال' کی اسی منزل تک پہنچنا چاہتے ہیں؟

ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند سرسوتی نے ایک لطیفہ نقل کیا ہے ـــــ جو قابل توجہ ہے:

کسی بستی میں چند سادھو پہنچے۔ وہ بھی ننگے تھے۔ وہ چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ انھیں بھگوان آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ لوگ ان باتوں سے ان کے معتقد ہونے اور انہیں نذرانے دینے لگے۔ بستی

کے چند کم سواد لوگوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم بھی ایسے ہو جائیں کہ ہمیں بھی بھگوان آنکھوں سے نظر آنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے سادھوؤں سے گزارش کی وہ انھیں بھی اپنی خدمت میں رکھ لیں تاکہ وہ بھی بزرگ بن کر ویسے ہی ہو جائیں۔ چند دنوں کے بعد ان لوگوں نے سادھوؤں سے شکایت کی کہ انھیں بھگوان نظر نہیں آتا تو سادھوؤں نے ان سے کہا کہ ہماری طرح بزرگ ہونے اور بھگوان کو آنکھوں سے دیکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ناک کٹوالئے جائیں۔

چنانچہ ان لوگوں نے ناک کٹوالئے۔ ناک کٹنے کے بعد بھی جب انہیں بھگوان نظر نہیں آیا تو انہوں نے پھر اس کی شکایت کی۔ سادھوؤں نے کہا کہ دیکھو بھگوان تو ہمیں بھی نظر نہیں آتا لیکن اب اگر عزت بچانی ہے تو زور سے یہی بولو کہ ہمیں آنکھوں سے بھگوان نظر آتا ہے ورنہ لوگ نکٹا کہیں گے۔

اہل مغرب اگر دوسروں سے اور بالخصوص امت مسلمہ محمدیہ سے ویسی ہی فکری و علمی ترقی حاصل کرنے، ویسے ہی ادارے قائم کرنے اور وہی نصب العین اختیار کرنے کی بات کرتے ہیں تو ان کی بات اور ان کی نفسیات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن ایسا کرنے کو کہنے والے اہل اسلام میں متغربین کی نفسیات سمجھ میں نہیں آتی۔ 'تاریخ کا خاتمہ' (End of History) اور 'تہذیبوں کا تصادم' (Clash of Civilizations) کی بحثوں کے بعد بھی ـــــ جو ظاہر ہے کہ ہم ان سے متعلق نہیں کر رہے بلکہ خود وہ اپنے متعلق کر رہے ہیں ـــــ یہ بات دانائی اور سلامت طبع سے فروتر ہے کہ اسی تباہی کی طرف خود کو مہمیز کیا جائے۔ اس عنوان پر تو بات ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے کہ جن اسباب سے مغربی تہذیب اس 'کہولت' اور 'زوال' کے قریب پہنچ گئی ہے ان سے امت مسلمہ محمدیہ کس طرح محفوظ رہے۔

(۲۳) مغرب کا یہودی ورلڈ آرڈر' جو گزشتہ چار سو سالوں سے قائم تھا اب اپنے منطقی انجام تک پہنچ گیا ہے۔

(اس صورت حال کے حقیقی تجزیہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں: Carroll Quingley:

The Evolution of Civilization; An Introduction to Historical Analysis: Indianapolis: Liberty Press, 1979/Macmillan 1961

تبدیلی لازمی ہے۔ لیکن یہودیوں کی یہ تہذیب ازخود راہ نہیں دے گی بلکہ اپنی قوت کا بھرپور

استعمال کر کے اپنے کو بچانے کی کوشش کرے گی۔ اور یہی وہ مقام ہے جو قابل توجہ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ایسی ہیبت ناک صورت حال تاریخ انسانی میں پہلی اور شاید آخری بار واقع ہونے جا رہی ہے۔ گزشتہ صرف ایک صدی میں یہودیوں نے اتنی مہیب قوت جمع اور حاصل کر لی ہے کہ اس کا اندازہ اہل اسلام کے صرف چند ہی باخبر لوگوں کو ہے۔

(۲۴) 'القدس' کی لڑائی محض فلسطین نامی ایک 'خطۂ ارض کی لڑائی نہیں ہے۔ یہ معرکہ 'دجال' ہے۔ 'القدس' تو اس کا نقطۂ انفجار ہے۔ ہزاروں سال سے ابلیس اس کی تیاری کر رہا تھا۔ اس نے اسی جنگ کے لئے مخلوقات و موجودات کے ہزاروں طبقوں کو مسخر کیا ہے۔ آئندہ ہونے والی اس مہیب لڑائی میں وہ ان سب سے کام لے گا۔

(۲۵) عنقریب دنیا دو طبقوں میں عملی طور پر منقسم ہو جائے گی جن کے دو متصادم مقاصد ہوں گے۔

طبقۂ اول: یہ فریق اول ہے اس میں درج ذیل طبقات ہوں گے۔

(۱) ابلیس

(۲) دجال اکبر

(۳) شیاطین نوری، ناری، ارضی

(۴) اہل غوی:

(۱) اہل خالص سائنسیت (۲) اہل نیم سائنسیت

(۳) ملحدانہ مادہ پرست (۴) غیر ملحدانہ مادہ پرست

(۵) مذہب اسلام پر عامل مسلمان ـــ (۶) یہود
بالخصوص حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم
کے اکثر ماہرین، اعیان معاشرہ

(۷) نصاریٰ (۸) اہل مذہب (مظاہر پرست)

(۹) اہل مذہب (اصنام پرست) (۱۰) اہل مذہب (آثار پرست)

(II) اہل توہم واوہام پرست

طبقۂ دوم: یہ فریق ثانی ہے۔اس میں درج ذیل طبقے ہوں گے۔

(۱) اللہ رب العالمین

(۲) ملائکۃ

(۳) آنحضورﷺ

(۴) عام مسلمان ـــــ جن کے قائد ـــــ حضرت مھدی علیہ السلام ـــــ ہوں گے

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۲۶) اسی مقام پر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کے چار اہم مشن کا ذکر کرنا برمحل اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ چاروں مشن ''امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا خاتمہ کرنے'' اور ''اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرکے 'کون' پر قبضہ کر لینے'' سے براہ راست متعلق ہیں۔مذکورہ چاروں مشن درج ذیل ہیں:

(۱) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ ان کا مشن اس وقت تک پورا نہیں ہوگا اور ہر وقت ان کے سروں پر مصیبت اور ناکامی کی تلوار لٹکتی رہے گی جب تک تین خطرے برقرار ہیں۔ابلیس کے مطابق یہ تین خطرے درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ۔

(۲) حضرت مھدی علیہ السلام کے ظاہر ہو جانے کا خطرہ اور

(۳) نبی آخرالزماں ـــــ اور حاشر، عاقب، ججّ اور مراذ ـــــ حضرت محمدﷺ کے واپس آ جانے کا خطرہ۔

(۲) ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا ہے کہ اللہ کی سنتوں کا احاطہ آسان نہیں۔اس نے انہیں اپنے تجربوں اور ہزیمتوں سے آگاہ کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایسی نصرتوں سے نوازا کہ اس کی تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں اور اس کی بظاہر جیتی ہوئی بازی

ہار میں تبدیل ہو گئی۔اس نے بتایا کہ جب جب اس نے انسانوں پر قابو پالیا اور قریب تھا کہ اسے مکمل فتح نصیب ہو جائے:

(۱) کبھی ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل بھیج کر اس کو ہزیمت سے دوچار کر دیا۔

(۲) کبھی ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین بھیج کر اس کو ہزیمت سے دوچار کر دیا۔

(۳) کبھی ایسا ہوا کہ جب وہ کامیابی کے بہت قریب پہنچ گیا اور اس نے اللہ کے انبیاء تک کو قتل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی تو اللہ تعالیٰ نے حیات کے تعلق سے نئی سنت کا اجراء کر دیا اور افزودہ حیات ـــــ بشکل 'یحییٰ' بھیج کر اس کی جیت کو ہار میں بدل دیا۔

(۴) اور جب اس نے ایک محاذ پر ہزیمت اٹھانے کے بعد ہمت نہیں ہاری اور اس آنے والے ـــــ 'افزودہ حیات پیکر ـــــ یحییٰ' کو بھی قتل کر دیا۔

(۵) تو اللہ تعالیٰ نے ـــــ مزید افزودہ حیات ـــــ 'روح القدس' کو بھیج دیا۔

(۶) ابلیس نے یہودیوں کو یاد دلایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک طرف نہ صرف 'روح القدس' کو مار ڈالنے کی ساری تدبیر ناکام کر دی اور انہیں بچا کر وقت خاص کے لئے محفوظ کر دیا اور دوسری طرف اپنے منصوبے کو مکمل کرتے ہوئے روئے ارض پر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا۔

(۷) ابلیس نے یہودیوں کو یاد دلایا کہ نبی آخرالزماں ایسی عظیم الشان قوت کے حامل تھے کہ اس نے اسی میں عافیت سمجھی کہ ان کی حیات میں وہ دجال اکبر کو ظاہر نہ کرے۔ورنہ اسے پورا یقین تھا کہ وہ نبی آخرالزماں کے ہاتھوں قتل کر دیا جائے گا۔اس لئے اس نے بہتر سمجھا اور اسی میں اپنے منصوبہ کی کامیابی

پائی کہ وہ نبی آخرالزماں کی موت تک انتظار کرے اور اس کے بعد دجال اکبر کو ظاہر کرے۔

(۸) ابلیس نے یہودیوں کو یہ بھی باور کرایا ہے کہ صورت حال بہت پیچیدہ ہے اور اس کے تین اسباب ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ——یعنی مسیح روح—— مارے نہیں جا سکے اور وہ زندہ ہیں لہذا وہ کسی وقت بھی ظاہر کیے جا سکتے ہیں۔

(۲) جب 'مسیح روح' زندہ ہیں تو لازماً 'مسیح ملک' (حضرت مہدی علیہ السلام) ظاہر ہونے والے ہوں گے۔ جس طرح حضرت طالوت کے ساتھ حضرت داؤد علیہما السلام تشریف لائے۔ داؤد آئیں تو لازماً طالوت کو بھی آنا ہے۔ لہذا کسی وقت بھی 'مسیح ملک' ظاہر کیے جا سکتے ہیں۔

(۴) ابلیس نے یہودیوں کو تاکید کی کہ سب سے اہم بات اللہ تعالیٰ کی سنتوں کے رموز کا سمجھنا ہے جس باب میں اسے ہمیشہ سخت نقصان ہوا ہے۔ اس تعلق سے سب سے نازک مسئلہ خود نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کا معاملہ ہے ——اور یہ معاملہ ہے—— اللہ تعالیٰ کی اس سنت کا—— جس کے تحت اس نے نبی آخرالزماں کی حیات کا اجراء فرمایا ہے۔ ابلیس نے انہیں باور کرایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنتوں کو اس کی ظاہری سادگی کے سبب سادہ مان لینا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ اس لئے انھیں اس باریک نکتے پر خوب غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزماں کو عاقب، حاشر، مجیع، اور شاہد ہی نہیں بنایا ہے بلکہ "مراد" بھی بنایا ہے۔ لہذا نہ ان کی حیات ویسی حیات ہو سکتی ہے جیسی عام انسانوں بلکہ نبیوں حتی کہ حضرت یحیٰ، اور حضرت عیسیٰ ——روح القدس کی ہے نہ ان کی موت ویسی موت ہو سکتی ہے جیسی عام انسانوں حتی کہ نبیوں کی ہوتی ہے۔

(۱) روایت اوس بن اوس: نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد اور روایت ابوامامہ:۔

(۳) حافظ ابوبکر البیہقی——

(۴) شفاء السقام فی سیرۃ خیرالانام: تقی الدین سبکی)

ابلیس نے یہودیوں کو باور کرایا کہ یہ لازمی نہیں کہ نبی آخرالزماں لوٹ آئیں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آ جائیں اور اس صورت میں ہم اللہ تعالیٰ کی سنتوں کے سمجھنے میں چوک جائیں (القصص۔۸۵) ——اور ہم—— اس طرح سب تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم پوری طاقت اور اولیت کے ساتھ ان تینوں مصیبتوں کے امکانات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح اپنی اولین ترجیحات میں ہم

(۱) کائنات کی پہنائیوں میں 'عیسیٰ۔ روح القدس' کو ڈھونڈ کر انھیں قتل کر دیں۔

(۲) روئے ارض پر مھدی—— مسیح ملک—— کو ڈھونڈ کر انھیں قتل کر دیں۔

(۳) اور نبی آخرالزماں کے جسد کو حاصل کر کے اسے ناقابل احیاء بنا دیں۔

(۹) چنانچہ عصر حاضر میں ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کی مشترکہ کوشش کا ہدف ہے—— ان تینوں مقاصد—— کو جلد از جلد پورا کر لینا۔ چنانچہ اس تعلق سے انہوں نے مندرجہ ذیل کام کر لئے ہیں یا ان میں پوری تندہی سے لگے ہوئے ہیں۔

(۱) خلائی مشن کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ڈھونڈ کر انہیں گرفتار کر لینا یا قتل کر دینا ہے اس باب میں اب تک انہیں غالب یقین تھا کہ ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو مریخ (Mars) میں محفوظ کر رکھا ہے۔ پچھلے چار سو سالوں سے وہ اسی مقصد کے تحت

پوری روئے زمین کے ہر برفیلی جگہ کو کھود چکے ہیں۔ اور اب نظام شمسی کے سیاروں اور ذیلی سیاروں میں یہی تلاش جاری ہے۔ اس کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

(1) B.Rux: Architects of the Underworld (Berkeley, California,Frog Ltd, 1996.

(2) Anders Hansson: Mars & the Development of Life, New York, 1997.

(3) Arthur C. Clarke: The Snows of Olympus, London, 1994)

(4) Carl Sagan: Cosmos, London, 1981.

(5) Graham Hancock: The Mars Mystery, Seal Books, Toronto, 1999.

(۲) 'Genome' کی تحقیق یعنی "Genetics" اور بائیو میٹرکس (Biometrics) کے تعلق سے کرنے والے سارے کاموں کا بنیادی مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مھدی علیہ السلام اور آنحضور ﷺ کے تعلق سے مذکورہ مقاصد کو پورا کرنا ہے۔ اس تعلق سے چند امور کی طرف محض یہاں اشارہ کیا جاسکتا ہے:

(۱) RNA/DNA اور بائیو میٹرکس (Biometrics) کے ذریعہ متعین طور پر ان تینوں ارواح قدس کی روئے ارض پر ممکنہ موجودگی کی صحیح صحیح پہچان کرنا اور ان کے محل و مقام کو متعین کرنا۔

(۲) پورے روئے ارض کو اس طرح اپنے مقاصد کے لئے محفوظ کرنا کہ اس تشخص کا کوئی بھی فرد اگر روئے ارض پر کہیں بھی ظاہر ہو تو اسے کائناتی حفاظتی

انتظام کے تحت پورے روئے ارض کی فضاؤں میں موجود متعین اور ہر وہاں Biometric Predators کے ذریعہ فی الفور ختم کر دیا جائے۔

(۳) ان تمام خاندانی سلسلوں کو مستقل Watch کرنا جن میں ان حضرات کے ظہور پائے جانے یا چھپے ہونے کا امکان ہو مثلاً بنی داؤد یا سادات۔ مزید ازیں اس پوری نسل کے DNA/RNA کو Genetically Modified کر کے فاسد کر دینا مثلاً انجکشن، خون، ٹیکہ یا دواحتی کی غذا کے ذریعہ مثلاً خنزیر کے خلیوں کو تمام بنی داؤد یا تمام سادات کے بچوں کا جز بنا دینا۔

(۴) حالیہ دنوں میں جس طرح

(1) BT Corn	(2) BT Cotton
(3) Roundup Ready Soyabeans	(4) Golden Rice
(5) Flavr Savr Tomato	(6) Rainbow Papaya

بنائے گئے ہیں اسی طرح انسانوں پر نہ صرف کام ہو چکے ہیں بلکہ یہ مشن خفیہ طور پر بہت آگے بڑھایا جا چکا ہے۔

(۵) وہ ساری مہمات جو کلی اور اجتماعی سطح کی ہیں ——— یعنی بلاتفریق مہم (Sweeping Drive) قسم کی ہیں ——— مثلاً سارے بچوں کو ٹیکہ لگانا، سارے بچوں کو ڈراپ پلانا وغیرہ وہ بنیادی طور پر اسی نوعیت کی معلوم ہوتی ہیں۔ ان کے خواص اور فوائد سے متعلق مشہور کی گئی باتیں کوئی ضروری نہیں درست بھی ہوں۔

بادی النظر میں یہ تمام باتیں باہم متضاد لگتی ہیں۔ لیکن جب ابلیس کی تاریخی ناکامیوں کو سامنے رکھا جائے تو ہر امکانی جہت سے کی جانے والی اس کی کوشش دراصل اس کے اندر چھپے خوف کی واضح عکاسی کرتی ہے۔ اس کا خوف

اپنی جگہ واقعی اور درست معلوم ہوتا ہے کہ جانے کس راہ سے اور کب کوئی خرق عادت حادثہ رونما ہو جائے اور اس کی جیتی ہوئی بازی ہار میں بدل جائے۔ لہٰذا اس کی بنیادی کوشش خطرے کے ہر امکانی صورت کے سد باب کرنے کی ہوتی ہے۔

رہی بات عصری علوم کے مسلم ماہرین کی ان امور کے تعلق سے موجودہ معلومات کی ـــــ تو ان کا مبلغ علم اور مغرب میں ان امور کی حقیقی معلومات کی تہہ داری سب کو معلوم ہے۔ معاصر مسلم ماہرین عصری علوم یہودیوں اور مغرب کی دنیا کے بارے میں وہی کچھ جانتے ہیں جو اہل مغرب ان کو سکھاتے اور پڑھاتے ہیں۔ اس تعلق سے درج ذیل مصادر سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہے:

(1) Kevin Davies: Cracking the Genome: Inside the Race to unlock Human DNA, Free Press, 2001

(2) Rosalind Franklin: The Dark Lady of DNA. Brenda Maddox, Harper Collins, 2002.

(3) Philip Kitcher: Science, Truth and Democrcy: Oxford University Press, 2001.

(4) Jennet Conant: Tuxedo Park: Simon & Schuster, 2002.

(5) Bill Lambrecht: Dinner at the New Gene Cafe: St. Martin's Press, 2001.

(۱۰) اسی ذیل میں دو اور مقاصد کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے ان مقاصد

سے ابلیس اور یہودیت کی ناکام شوخ چ کی بھرپور عکاسی بھی ہوتی ہے اور ان کی مساعی کا رخ بھی متعین ہوتا ہے۔

(۱) یہودی قوم کی تاریخ ایک مخصوص حادثے سے دو چار ہوتی رہی ہے جس کا ذکر قرآن نے صراحت سے کیا ہے۔ یہ حادثہ ہے اس قوم کے بہت سے 'اکابر روحانیین' اور 'عباقرہ' کا 'بندر' اور 'خنزیر' بنا دیا جانا۔ (المائدہ۔۶۰، الاعراف۔۱۶۶)۔ جو حضرات یہودی روحانیین کے سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والی تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہوں گے کہ پوری یہودیت اس تعلق سے کس کرب میں مبتلا رہی ہے۔ کس طرح بندر، کتا اور خنزیر بن جانے والے بڑے بڑے یہودی روحانیین اور عباقرہ زندہ یہودی روحانیین سے ـــــ کبھی رویاء میں، کبھی مراقبے میں اور کبھی بالمشافہ زندہ ـــــ بشکل کتا، بندر، اور خنزیر ـــــ مل کر اپنے مصائب بیان کرتے رہے ہیں اور اپنی نجات کے تعلق سے مدد مانگتے رہے ہیں۔ جینیٹک سائنس اور جینٹک انجینرنگ (Genetic Science & Genetic Engineering) ان کے اسی کرب کا نتیجہ ہیں۔ واضح ہو کہ عصر حاضر میں جینیٹک انجینیرنگ کا آغاز کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ ایک یہودی روحانی سائنس داں اسٹینلی۔ ایچ۔ کوہن (Stanley H. Cohen) ہے۔ جینٹک کوڈ (Genetic Code) اور جینوم (Genome) کی دریافت اسی سمت ایک قدم ہے۔ دی انٹرنیشنل ہیومن جینوم سیکوئنسنگ کنسورٹیم (The International Human Genome Sequencing Consortium) کے تحت ہیومن جینوم پروجیکٹ (Human Genome Project-HGP) اور کریگ وینٹر (Craig Venter) کا قائم کردہ سیلرا جینومکس (Celera Genomics) اسی

تحقیق کے لئے 2001 سے کام پر لگے ہوئے ہیں۔ اسی تعلق سے اہم پیش رفت ماؤس جینوم سیکونسنگ کنسورٹیم

(The Mouse Genome Sequencing Consortium)

کے عنوان سے

(1) The White Head Institute Cambridge, Massachusette,

(2) Washington University, St. Louis,

(3) The Well Come Trust Sanger Institute,

(4) The European Bio-informatics Institute, Hinxton, U.K.

نے دسمبر 2002 میں کی۔

اس تناظر میں ان کے مطابق 99.99 فیصد درستگی (Accuracy) کے ساتھ ہونے والی پیش رفت پر بڑے ایمائی انداز میں وائٹ ہیڈ انسٹیٹیوٹ، میسوچیوسٹ (The White head Institute, MIT) کے ڈائرکٹر نے کہا:

"For the first time we have an opportunity to see ourselves in an evolutionary mirror."

ترجمہ: "پہلی بار ہم کو موقع ملا کہ ہم اپنے آپ کو ارتقائی آئینہ میں دیکھیں۔"

ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے Genome کی تبدیلی کر کے ان کے اکابر کو بندر، کتا اور خنزیر بنایا ہوگا۔ اگر ہم اس جنیٹک کوڈ اور جینوم کا سراغ پالیں تو ہم انہیں کسی مرحلے میں معکوس (Reverse) کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح ہم اپنے بزرگوں یا ان کی نسلوں کو جو وہاں ہنوز بندر، کتا اور خنزیر کی طرح

پیدا ہو کر جی رہے ہیں دوبارہ آدمی بنا سکیں۔

(۲) اسی ذیل میں ابلیس اور یہودیت کا ایک اور ذہن کارفرما ہے اور وہ ہے اہل ایمان کے تعلق سے ——— چنانچہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر انہیں بھی ملائکہ کی طرح Genome اور جنیٹک کوڈ معلوم ہو جائے تو وہ بھی اپنے دشمنوں اور بالخصوص اہل ایمان اور اہل اللہ کو اسی طرح "بندر"، "کتا" اور "خنزیر" میں بدل ڈالیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو بدل ڈالا ہے ——— "جین تھیراپی" (Gene Therapy) کے تحت بنیادی طور پر اسی مشن کو پورا کیا جا رہا ہے۔ بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے کہ ہیپاٹائٹس بی (Hepatitis B) نامی خود ساختہ اقدامی بیماری کے علاج کے لئے جو ٹیکہ دیا جاتا ہے اسے کیرون کاری کبی ویکس ایچ بی (Chiron's Recombivax HB) کہا جاتا ہے جو در اصل ایک جنیٹک انجینیر ڈ ویکسن (Genetically Engineered Vaccine) ہے۔ ہیپاٹائٹس بی (Hepatitis B- HBV) کی حقیقت صرف اس بات سے معلوم ہو جائے گی کہ WHO کے مطابق یہ بیماری اسرائیل کو چھوڑ کر ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ دنیا میں اب تک 50 کروڑ لوگوں کو اس کا ٹیکہ دیا گیا۔ اسرائیل میں نہ بیماری پائی جاتی ہے اور نہ ٹیکہ دیا گیا۔ اس کی مہمیں ساری دنیا میں چلائی جاری ہیں۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ یہ علاج ہے نہ علاج کا تجربہ۔ یہ تو اس مشن کے ہزاروں تجربوں میں سے ایک تجربہ ہے جس کے تحت اپنے دشمنوں کی نسل کو نسلاً بعد نسل بندر، کتا اور خنزیر بنانے کی بات سوچی جا رہی ہے۔

(۳) معرکۂ دجال اکبر کے اس مرحلے میں عن قریب ایک تبدیلی ہونے والی ہے۔ یہ جنگ عن قریب اپنے (Parameters) بدلنے والی ہے جو بے حد مہیب ہوگی۔ یہودیوں کو جیسے ہی اب کا احساس ہوگا کہ ان کے دونوں مقاصد کے تعلق سے زمینی حقائق میں بنیادی تبدیلی ہو جائے گی وہ بے قابو

ہو کر جنگ کے Parameters میں تبدیلی کر دیں گے۔ اس صورت میں ان کے مقاصد و اہداف درج ذیل ہو جائیں گے اور اسی کے مطابق جنگ اور اسلحوں کے استعمال کی صورتحال بھی:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا روئے ارض سے طبعی طور پر خاتمہ۔

(۲) اللہ رب العالمین کا خاتمہ اور 'کون' پر قبضہ کرنا۔

یہودیوں کی جانب سے جنگی پیرامیٹرس کی تبدیلی امت مسلمہ محمدیہ کی حیات کا طبعی طور پر خاتمہ کے تعلق سے کیا صورت اختیار کرے گی اس کا اندازہ ان کے اس ارادے اور اس کے تعلق سے تیاریوں سے بخوبی کیا جاسکتا ہے جو ابلیس اور دجال اکبر کی مدد سے یہودیوں نے جبریل، میکال اور اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرنے اور 'کون' پر قبضہ کرنے کے تعلق سے کیا ہے۔ یہودی اکابر اور مدبرین کی بعض باتوں سے اس کا اشارہ ملتا ہے کہ انھیں امید ہے کہ وہ 2028-2058 کے دوران امت مسلمہ محمدیہ کو روئے ارض سے کلی طور پر ختم کر دیں گے۔

(۲۸) ابلیس اور دجال اکبر خود بھی جانتے ہیں اور انھوں نے یہودیوں کو اچھی طرح باور کرایا ہے کہ ان کے مقاصد اور عزائم کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ جبریل اور میکال ہیں اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان دونوں کے پاس بے پناہ طاقت اور قوت ہے۔ یہ دونوں ملائکہ جب تک زندہ ہیں ان مقاصد تک پہنچنے کی کوئی راہ وا ہو جائے ممکن نہیں۔ اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ جبریل اور میکال کا 'قتل' سب سے پہلے کیا جائے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے جتنی قوت قاہرہ کی ضرورت پڑے گی اس کا اندازہ اور

اس پر قدرت ضروری ہے۔ یہودیوں کا اندازہ ہے کہ 2500 تک وہ اتنی قوت کا حصول کر لیں گے کہ جبریل اور میکال کو یا تو گرفتار کر لیں یا انھیں 'قتل' کر دیں۔

(۲۹) اللہ رب العالمین کا خاتمہ کرنے کے تعلق سے یہودی مدبرین کا اندازہ ہے کہ اگر حالات اسی طرح آگے چلتے رہے اور کوئی غیر معمولی تعویق (Retardation) نہیں ہوئی تو وہ:

(۱) "2700 عیسوی تک یا اگر بہت تاخیر ہوئی تو 3001 عیسوی تک اللہ رب العالمین کو "قتل" کر دیں گے یا اس کا خاتمہ کر دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

(۲) ان کا خیال ہے کہ اللہ رب العالمین کے قتل کے بعد وہ بغیر مزاحمت کے فی الفور 'کون' پر قبضہ کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

(۳) اللہ رب العالمین کے "قتل" کے بعد وہ موت کا خاتمہ کر دیں گے۔

اپنی عاقبت کے تصور سے پریشان ہو کر ابلیس، دجال اکبر اور یہودیوں کی اس کوشش کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے جس میں آنحضور ﷺ نے خبر دی ہے کہ دجال اکبر آسمان کی طرف رخ کر کے اللہ تعالیٰ کو مارنے کے لئے تیر چلائے گا اور ملائکہ اس پر خون لگا کر اسے واپس کر دیں گے اور دجال اکبر اہل ایمان کو دکھلائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو بالآخر ہلاک کر دیا۔

(۳۰) امت مسلمہ محمدیہ کی تاریخ میں حالات کی نزاکت کے اس موڑ پر اس عاجز کا نقطہ نظر ہے:

(۱) علم شئ بہ از جہل شئ ـــــ کسی شئے کا علم اس شئے سے لاعلمی سے بہتر ہے۔

(۲) علم کے بعد بے چینی ـــــ لاعلمی کی صورت میں اطمینان ـــــ سے بہتر ہے۔

(۳) حرکیت کے باوجود ناکامی ـــــ تعطل کی حالت میں کامیابی ـــــ سے بہتر ہے۔

چنانچہ اس تعلق سے اس کی رائے درج ذیل ہے۔

(۳۱)

(۱) قرائن بتاتے ہیں کہ امت محمدیہ میں اہل مذہب کا رویہ صریح ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(۲) قرائن بتاتے ہیں کہ امت مسلمہ محمدیہ میں موجود مغربین کا رویہ بھی اہل مذہب کے رویہ کی طرح صریح ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(۳) امت مسلمہ محمدیہ مغربی افکار، علم اور اداروں پر قائم سوچ، فکر، تدبیر، عمل اور اسلحوں سے اس مہلکہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ایسا کرنا صریح ہلاکت کا باعث ہوگا۔

(۴) امت مسلمہ محمدیہ صرف 'انفاقی سطح' پر اس کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

(۵) 'انفاقی سطح' وہی سطح ہے جس کا قیام حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اور اسی سطح پر قائم زندگی 'نبوت و رحمت' کی زندگی کہلائے گی۔

(۶) یہی وہ سطح ہے جو ناقابل زوال، اعلیٰ ترین ترقی یافتہ اور سب سے زیادہ خیر کی سطح ہے۔

(۷) 'انفاقی سطح' ہی نبوی سطح ہے۔

(۸) 'انفاقی سطح' ہی جنتی سطح ہے۔

انفاقی سطح

(۱) 'انفاقی سطح' ہی 'انبیائی یا نبوی سطح' ہے۔ یہی سطح 'جنتی سطح' ہے۔ یہی وہ سطح ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے نسل آدم کو اس روئے ارض پر ایک مدت خاص تک رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ اسی سطح پر رہائش کا حکم درج ذیل آیات میں دیا گیا ہے:

(۱) وقلنا اھبطو بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین (البقرہ ۳۶)

ترجمہ: "اور ہم نے کہا تم سب اترو! تم سب ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور تمہارے لئے زمین میں مستقر اور متاع ہے ایک وقت تک۔"

(۲) وقلنا اھبطوا منھا جمیعاً فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون (البقرہ ۳۸)

ترجمہ: "ہم نے کہا: تم سب یہاں سے اترو اکٹھے۔ پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے ھدیٰ تو جس نے اتباع کیا میری ھدیٰ کا نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔"

(۲) انبیائی سطح کیا ہے؟ انبیاء نے کیا کیا اور کیا نہیں کیا؟

(۱) انبیاء نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہیں کیا۔

(۲) نبی بنائے جانے سے قبل بھی پوری حیات وہ انفاقی سطح اول و دوم پر قائم رہے۔

(۳) نبی بنائے جانے کے بعد ہر نبی نے لازماً ہجرت کی ہے۔

(۱) نبی بنائے جانے کے بعد [illegible] انھوں نے 'کیفیاتی ہجرت' کی اور اکثر نے مکانی ہجرت بھی کی۔

(۳) کیفیاتی ہجرت کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

(۱) 'کیفیاتی ہجرت' کا حکم قرآن نے یوں دیا: والرجز فاھجر (المدثر۔۵)

ترجمہ: " 'رجز' چھوڑ دے۔"

(۲) جب انبیاء 'کیفیاتی ہجرت' کرتے ہیں تو 'انفاقی سطح دوم' سے 'انفاقی سطح اول' پر آجاتے ہیں۔

(۳) غیر انبیاء صالحین جب 'کیفیاتی ہجرت' کرتے ہیں تو وہ اکثر 'غیر انفاقی سطح' سے انفاقی سطح پر آجاتے ہیں۔

(۴) یہ کہنا غلط ہے کہ انبیاء 'پیشہ ور یا صناعت پیشہ' (Manufacturers) تھے۔

(۵) "بکریاں چرانا 'انبیاء کی سنت ہے' " (حدیث) کا مفہوم کیا ہے؟

اس حدیث کا مفہوم سمجھنے کیلئے پہلے 'انفاقی سطح' کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

انفاقی عمل، ہنر اور معیشت

(۶)

(۱) انفاقی عمل، ہنر اور معیشت درجہ اول:

(۱) انفاقی عمل (Infaqui Activity/Work)	مرحلۂ قدرتی غذا (Stage of Food-gathering)	زمین+محنت (Land+Labour)

یہاں زمین = مستقر + متاع ہے اور محنت انفاقی عمل۔

(۲) انفاقی ہنر (Infaqui Technology)	جارحہ متصل کے استعمال کا مرحلہ (Stage of Jariha Muttasil)	محنت + جارحہ متصل (Labour+T)

یہاں جارحہ متصل سے مراد ہاتھ اور دیگر جوارح جسم ہیں۔ اس مرحلے میں جارحہ منفصل مثلاً لاٹھی کا بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

(۳) انفاقی معیشت (Infaqui Economy)	مرحلۂ عدم کنز (Stage of No Saving)	من و سلویٰ مرحلہ آمد = صرف (E=C)

یہاں عدم کنز سے مراد ہے کل کے لئے کچھ بھی جمع نہ کرنا۔

____ یہی جنتی سطح اور اس کی پہلی منزل ہے۔

____ یہی نبوی سطح اور اس کی دوسری منزل ہے۔

____ یہی انفاقی سطح اول ہے۔

(۲) انفاقی عمل، ہنر اور معیشت درجہ دوم:

(۱) انفاقی عمل (Infaqui Activity/Work)	مرحلۂ قدرتی غذا (Stage of Food-gathering)	زمین+محنت (Land+Labour)

(۲) انفاقی ہنر (Infaqui Technology)	جارحہ متصل و منفصل کا مرحلہ (Stage of Jariha Mut+Mun)	محنت+جارحہ متصل و منفصل (Labour+T+T_1)
(۳) انفاقی معیشت (Infaqui Economy)	مرحلۂ عدم کنز (Stage of No Saving)	من وسلویٰ مرحلہ آمد=صرف (E=C)

یہاں E= آمد (Earning) اور C= نفق (Consumption) ہے۔

—— یہ جنتی سطح کی دوسری منزل ہے اور موجودہ سطح (ارض) کی پہلی سطح۔

—— یہ نبوی سطح کی دوسری منزل ہے۔

—— یہ انفاقی سطح دوم ہے۔

اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت

(۷)

(۱) اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت درجہ اول:

(۱) اکتشافی عمل (Iktishafi Activity/Work)	مرحلۂ زراعت برائے غذا (Stage of Cultivation)	زمین+زمین دوم+محنت (L+L_1 Lab)

یہاں زمین دوم سے مراد مزروعہ (Reclamed Land) ہے۔ یہاں L= محنت اور L_1= مزدور ہیں۔

(۲) اکتشافی ہنر (Iktishafi Technology)	آلہ کے استعمال کا مرحلہ (Stage of Investment)	محنت + جارحہ متصل + منفصل+آلہ (LT.T_1T_2...)
(۳) انفاقی معیشت (Infaqui Economy)	ذخیرہ اندوزی کا مرحلہ (Stage of Storage)	آمد=صرف+ذخیرہ (E=C+S)

یہاں S= ذخیرہ اندوزی (Storage) ہے۔

—— یہ ابتدائی فساد کی سطح ہے۔

—— نبوی سنت سے انحراف کی یہ پہلی سطح ہے۔

(۲) اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت درجہ دوم:

(۱) اکتشافی عمل (Iktishafi Activity/Work)	مرحلۂ صناعت برائے غذا (Stage of Manufacturing)	ز+ز۱+ز۲+محنت (L+L_1+L_2+Lab)

(۲) اکتشافی ہنر (Iktishafi Technology)	مرحلۂ کل یا مشین (Stage of Machine)	محنت+ج+ج۱+ج۲+م ($L+T+T_1+T_2+M$)
(۳) اکتشافی معیشت (Iktishafi Economy)	تمویل کا مرحلہ (Stage of Enterprise & Investment)	$S+S_1+S_2+S_3$

یہاں S = ذخیرہ ——— S_1 = احتیاتی پس اندازی S_2 = توقعاتی پس اندازی Speculatative Saving اور S_3 = تمویلی پس اندازی Investment Saving ہے۔

——— یہ فساد کا دوسرا مرحلہ اور دوسری سطح ہے۔

——— یہ نبوی سنت سے انحراف کی دوسری سطح ہے۔

(۳) اکتشافی عمل، ہنر اور معیشت درجہ سوم:

(۱) اکتشافی عمل (Iktishafi Activity/Work)	ہائی ٹیک صناعت کا مرحلہ۔ مکلفہ کا مرحلہ (Stage of High-tech Industries, Stage of Automation & Programming)	ز+ز۱+ز۲+محنت ($L+L_1+L_2+Lab$)

(۲) اکتشافی ہنر (Iktishafi Technology)	ہائی ٹیک صناعت کا مرحلہ۔ مکلفہ کا مرحلہ (Stage of High-tech Industries, Stage of Automation & Programming)	
(۳) اکتشافی معیشت (Iktishafi Economy)	غیر مرئی زر، غیر مرئی تمویل اور کلی استحصال کا مرحلہ (Stage of Invisible M.+Invisible Invest + Total Exploitation)	

——— یہ فساد کا تیسرا مرحلہ اور تیسری سطح ہے اور یہی فساد فی الارض کی سطح ہے۔

——— یہ نبوی سنت سے انحراف کی تیسری سطح ہے۔ یہی وہ سطح ہے جب مفسدین کو یا مفسدین اور متاع کو یا مفسدین، 'متاع' اور 'مستقر' سب کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ یہی ——— مرحلۂ قم ——— ہے۔

(۸) اس سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ بکریاں چرانا کیا ہے؟ یہ کیوں سنت نبوی ہے؟ یہ سارے انبیاء کی سنت کیوں رہی ہے؟ اور اس کا مفہوم کیا ہے؟ اور سب سے اہم بات یہ کہ سنت از روئے حقیقت کیا ہے؟

تدبیر و توجیہ۔۱ (حصہ اوّل)

قائد اور قیادت کا ظہور

(۱) فی زمانہ امت مسلمہ محمدیہ کا بنیادی مسئلہ "قائد کا انہدام" ہے۔ اس انہدام کے بعد اس کی تلافی کی ہر راہ "شاکلہ کے انہدام" نے بند کر دی ہے۔

(۲) 'شاکلہ کے انہدام' نے امت مسلمہ محمدیہ کے احیاء کی تمام معمولی اور معتاد صورتوں، عوامل اور اداروں کو ختم کر دیا ہے۔

(۳) لہٰذا اب صرف ایک صورت ممکن رہ گئی ہے ــــ اور وہ ہے ــــ براہ راست امت مسلمہ محمدیہ کے عام سمندر سے ــــ یعنی عوام الناس سے 'قائد اور قیادت کا حصول'۔

(۴) امتِ مسلمہ محمدیہ کے عظیم عوامی سمندر سے 'قائد اور قیادت کے حصول' کے لئے درج ذیل منہج ممکن ہے:

(۱) قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ میں ایمانی، فکری، علمی درک اور رسوخ کا حصول۔

(۲) سنتِ رسول اللہ ﷺ کا انفرادی و اجتماعی اجراء۔

(۵) ان اہداف کے حصول کے لئے اب ــــ 'غیر معمولی' اور 'غیر معتاد' ــــ صرف تین راہیں میسر ہیں یا ان شاء اللہ میسر ہو جائیں گی۔ یہ تین راہیں درج ذیل ہیں:

(۱) ترقی اوسع کا طریقہ اور نزول اوسع کی صورت: یہ طریقہ صرف حضرات انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں ممکن ہے۔ قوی امید ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ان شاء اللہ امت کو اس طریقہ سے فیض یاب ہونے کا موقع مل جائے گا۔

(۲) ترقی وسیع کا طریقہ اور نزول وسیع کی صورت: یہ طریقہ اہل ہمم کا ہے یعنی اہل ہمم

اس طریقہ کو اختیار کر کے حضرات انبیاء علیہم السلام کی غیر موجودگی میں بھی گو نزول اوسع اور ترقی اوسع کی صورت کو نہ پا سکیں لیکن ان کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔ بلکہ آنحضور ﷺ کی ایک بشارت سے اس کا علم ہوتا ہے کہ اس طریقہ سے بھی اللہ کی رحمت و فضل خاص کے سبب امت مسلمہ محمدیہ نزول اوسع اور ترقی اوسع تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے فرمایا فرب مبلغ اوعی من سامع (أو كما قال)

(۳) ترقی راسخ کا طریقہ اور نزول راسخ کی صورت: یہ طریقہ غیر اہل ہمم کا ہے۔ چونکہ آنحضور ﷺ نے اس کی بشارت دی ہے کہ ــــ عام مسلمان ــــ پر اللہ کا ایک خصوصی فضل رہے گا۔ چنانچہ اس امت کے غیر اہل ہمم خصوصاً مستضعفین اور اہل عذر بھی عام انسانوں میں موجود مستضعفین اور اہل عذر سے زیادہ ہمت والے واقع ہوں گے اور ان شاء اللہ اگر وہ سعی کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں نزول راسخ سے نواز کر ترقی راسخ سے سرفراز فرما دے گا۔

(۶) اہل ہمم کے طریقے میں 'نزول وسیع' کی صورت درج ذیل ہوگی۔

آفاق و انفس میں [[(صرف بذریعہ قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ + (احادیث)]]

تعقل، تنظر، تدبر، تذکر اور تراءۃ ــــ براہ قیام ــــ

(۷) غیر اہل ہمم کے طریقے میں نزول راسخ، کی صورت درج ذیل ہوگی:

آفاق و انفس میں ــــ (بذریعہ قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ + احادیث + علوم مخزون)

تعقل، تنظر، تدبر اور تذکر ــــ براہ تعمیل ــــ

تدبیر و توجیہ۔ا (حصۂ دوم)

طریقۂ اہلِ ہمم

(۱) اہلِ ہمم کے طریقے میں تین مرحلے ہو سکتے ہیں۔ یہ تینوں مرحلے یکے بعد دیگرے بھی ہو سکتے ہیں اور بیک وقت بھی۔ یہ تین مرحلے درج ذیل ہیں:

(۱) مرحلۂ اول: اس میں تین اعمال بندے کی جانب سے ہوتے ہیں:

(۱) قیامت

(۲) تکبیر

(۳) ہجرت

(۲) مرحلۂ دوم: اس میں تین فیضان رب العالمین کی جانب سے ہوتے ہیں:

(۱) تلاوت

(۲) تعلیم

(۳) تزکیہ

(۳) مرحلۂ سوم: اس میں تین اعمال بندے کی جانب سے ہوتے ہیں:

(۱) اقامت

(۲) تکبیر

(۳) ہجرت

(۲) مرحلۂ اول میں بندہ درج ذیل کام کرتا ہے ـــــ خواہ درجۂ اول پر کرے۔ درجۂ اول میں کوئی بھی کام اپنی ذات کی حد تک ایمانی، فکری، قولی اور عملی ہر صورت سے ہو۔ اپنی ذات سے باہر عمل خفیہ یا عمل قلیل تک محدود ہو تو مضائقہ نہیں۔ معرکۂ دجال اکبر کی انتہائی صورت میں یہ کام شدید وعید کے عمل

خفی تک محدود ہو سکتے ہیں۔ اس مرحلہ میں بندہ مندرجہ ذیل سارے کام خالصتاً لوجہ اللہ کرتا ہے:

(۱) ایمان باللہ و بالرسول و بالآخرہ

(۲) دعوت الی اللہ

(۳) تعیینِ طاغوت

(۴) کفر طاغوت

(۵) جہاد فی سبیل اللہ

(۶) تلاوت

(۱) قیامت

(۲) اقامتِ صلوٰۃ

(۳) توسیعِ اقامت صلوٰۃ

(۴) اذان من اللہ

(۷) تدبر فی القرآن

(۸) تدبر فی السنۃ

(۹) تذکر بایام اللہ

(۱۰) ہجرت

(۱) کسب میں

(۲) اسبابِ حیات میں

(۳) عمل میں

(۴) کائنات مسلم سے عدم آہنگی سے

(۵) رضاء الٰہی سے عدم آہنگی سے

(۱۱) صبر

(۳) مرحلۂ دوم میں بندہ پر تین عنوانات سے فیضانِ رب العالمین ہوتا ہے۔ یوں تو ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے تاہم چند امور درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

(۱) تلاوت: قراءت، جمع قرآن۔

(۲) تعلیم: رشد، حکمت، تاویلِ احادیث۔

(۳) تزکیہ: اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

(۴) مرحلۂ سوم مرحلۂ اول کی اوسع شکل ہے۔

(۵) عہدِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ کے بعد سنت اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے مسلسل انحراف اور صلاح سے فساد کی طرف پیش رفت کے سبب روئے ارض میں کثافت کی طرح خباثت کی سطح بھی ناقابلِ بیان حد تک بڑھ گئی ہے۔

مسلمانوں کے کمزور، بے وقار، رسوا اور ذلیل ہونے کی بنیادی وجہ ہے روئے ارض میں ابلیس، دجال اکبر اور شیطانی قوتوں کا طاقت ور ہو کر غالب آ جانا۔ اور شیاطین کے طاقت ور ہونے کی بنیادی وجہ ہے امتِ مسلمہ محمدیہ کی انفرادی و اجتماعی حیات اور معاشرے میں 'طیبات' کا گھٹ جانا اور 'خبث' کا بڑھ جانا۔ چنانچہ آج کے اہلِ ہمم اگر تابعین کرام کے برابر ہمت والے بھی ہوں جب بھی وہ ان کے مقابلے میں صرف ایک فیصد طاقت والے ہوں گے۔ اس کی بنیادی وجہ ہے آج روئے ارض اور بالخصوص مسلم زندگی اور معاشرے کا 'خبث' سے بھر جانا۔

چنانچہ آج اہلِ ہمم عام طور پر محسوس کرتے ہیں کہ ______ مثلاً جتنی طاقت صرف کر کے کل کروڑوں لوگوں کے قلوب کی اصلاح کی جا سکتی تھی آج اسی طاقت سے اپنی آنکھوں کے سامنے رہنے والی ایک عدد اولاد کی اصلاح نہیں کی جا سکتی۔ اس کے بالمقابل کل کے اہلِ شر جس طاقت سے ایک چٹکی مٹی اٹھا سکتے تھی آج اسی طاقت سے وہ پہاڑ اٹھا کر اہلِ ایمان پر پھینک دیتے ہیں۔ چنانچہ اصلاحِ احوال کی کوئی تدبیر، اہلِ ہمم کا کوئی کام اور بالخصوص معرکۂ دجال اکبر میں حق پر قائم رہنا ممکن باقی نہیں رہے گا اگر

امت مسلمہ محمدیہ نے فی الفور انفرادی و اجتماعی سطح پر 'خبث' کو گھٹانے اور 'طیبات' کو بڑھانے کی جی توڑ جدو جہد نہ کی۔ اگر انہوں نے ایسی جی توڑ کوشش کی تو امید واثق ہے کہ پوری دنیا میں ان پر آئی ہوئی 25 فیصد مصیبتیں از خود دور ہو جائیں گی۔ لیکن اگر انہوں نے اس پر فی الفور کان نہ دھرا اور اصلاحِ احوال کی موثر اور جامع تدبیر نہ کی تو وہ عنقریب 'طیبات' کے بڑھانے اور 'خبث' کے گھٹانے کی معتاد صورت سے بھی محروم ہو جائیں گے اور دجال اکبر کا فتنہ ان کی رہی سہی اتنی طاقت بھی سلب کر لے گا۔

(۶) اس وقت پوری امت مسلمہ محمدیہ پر فرض ہے اور بالخصوص اہلِ ہمم پر کہ وہ درج ذیل کام کریں:

(۱) 'خبث' اور 'خباثت' کی بڑھتی ہوئی رفتار (Acceleration) کو کم کرنا۔

(۲) 'خبث' اور 'خباثت' کی رفتار (Speed) کو کم کرنا۔

(۳) 'طیب' اور 'طیبات' کی کیت کو بڑھانا۔

(۴) 'طیب' اور 'طیبات' کی رفتار کو بڑھانا۔

(۵) 'طیب' اور 'طیبات' کے دائرے کو وسیع، عمیق اور ارفع کرنا۔

(۷) بالعموم ساری امت مسلمہ محمدیہ کا اور بالخصوص ان میں اہلِ ہمم کا 'طیبات' کی سطح پر ساری کائنات کے غیر مختار مخلوقات کے ساتھ اسلام میں بلا تاخیر متحد و ہم آہنگ ہو جانا۔

(۸) بالعموم ساری امت مسلمہ محمدیہ کا اور بالخصوص ان میں اہلِ ہمم کا 'رضاء الٰہی' سے فی الفور ہم آہنگ ہو جانا۔

(۹) واضح ہو کہ فی زمانہ درج ذیل امور کے واقع ہو جانے اور ان میں روز افزوں اضافہ سے روئے ارض پر 'خبث' اور 'خباثت' کی سطح تیزی سے بڑھ رہی ہے اور 'طیب' اور 'طیبات' کی سطح تیزی سے گھٹ رہی ہے اور پوری دنیا میں اجسام، قلوب، افعال اور احوال پر ابلیس اور دجال اکبر کو غلبہ ہوتا جا رہا ہے:

(الف) ایمانی:

(۱) شرک کی کثرت ہوجانا یعنی مشرکانہ اعمال کی کثرت ہوجانا۔ (۲) اصنام کی کثرت ہوجانا۔ (۳) شرک خفی کی کثرت ہوجانا۔ (۴) کفر باللہ کی کثرت ہوجانا۔ (۵) کفر بالرسول کی کثرت ہوجانا۔ (۶) کفر بالآخرۃ کی کثرت ہوجانا۔ (۷) اعمال میں کفر کی کثرت ہوجانا۔ (۸) ہنر میں کفر کی کثرت ہوجانا۔

(ب) عبادات:

(۱) قیام نہ ہونا، قیام صلوۃ نہ ہونا۔ (۲) قیام اللیل نہ ہونا یعنی تہجد نہ پڑھا جانا۔ (۳) اقامت صلوۃ نہ ہونا۔ (۴) اذان نہ ہونا۔ (۵) متعدد مقامات پر اذان ہونے کی بجائے لاؤڈ اسپیکر سے اذان ہونا۔ (۶) نمازوں میں انسانی مکبر کے بجائے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہونا۔ (۷) اقامت جمعہ نہ ہونا۔ (۸) جمعہ میں لوگوں کا خطبہ اولی اور ثانیہ کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ (۹) جمعہ کا اہتمام نہ ہونا، جمعہ کے دن سنت کا اہتمام نہ ہونا۔ (۱۰) جمعہ کے دن سبت کا اہتمام نہ ہونا اور کام، کاروبار، دوکانوں اور فیکٹریوں کا پوری طرح بند نہ ہونا۔ انسانی عمل حیات کا پوری طرح بند نہ ہونا۔ (۱۱) جمعہ کے دن غیر معذور عورتوں کا گھروں میں 'سبت' کا اہتمام نہ کرنا یعنی قریب ترین مسجد جہاں جمعہ کی اقامت ہوتی ہے اس کی اذان خطبہ سے ختم نماز تک سب کا مصلی پر نہ ہونا۔ (۱۲) اقامت حج نہ ہونا۔ (۱۳) حج کے لئے ذہنی اور فکری تیاری نہ کرنا۔ (۱۴) حرام اور مشتبہ مال سے حج کرنا۔ (۱۵) غیر اتفاقی حج کرنا۔ (۱۶) چندوں کے لئے حج کرنا۔ (۱۷) مال حاصل کرنے کے لئے حج کرنا۔ (۱۸) بھیک لینے کے لئے اور صدقات حاصل کرنے کے لئے حج کرنا۔ (۱۹) تفاخر کے لئے حج کرنا۔ (۲۰) استطاعت ہوتے ہی حج نہ کرنا۔ (۲۱) استطاعت ہوتے ہوئے حج نہ

کرنا۔ (۲۲) زکوۃ نہ دینا۔ (۲۳) زکوۃ بسط نہ دینا۔ (۲۴) مال پر مال جمع کرنا یہاں تک کہ اس پر سال گزر جانا اور اس پر زکوۃ کا واجب ہوجانا۔ (۲۵) جس مال پر زکوۃ کی ادائیگی واجب ہوگئی ہو اس پر بھی زکوۃ ادا نہ کرنا۔ (۲۶) رمضان کے روزے نہ رکھنا۔ (۲۷) قضا روزوں کی ادائیگی کا اہتمام نہ کرنا۔ (۲۸) رمضان کے علاوہ دنوں میں روزوں کا اکثر اہتمام نہ کرنا۔ (۲۹) روزہ کے دوران اس کی رعایت اور اس کا احترام نہ کرنا۔ (۳۰) وقت پر نماز کا قائم نہ کرنا۔ (۳۱) تلاوت قرآن نہ ہونا۔ (۳۲) مسلمان گھروں میں ہر وقت کسی نہ کسی کا قرأۃ قرآن نہ کرتے رہنا۔ (۳۳) غیر ذی روح مثلاً ریڈیو، ٹی وی کیسٹ میں قرأۃ کا ہونا۔ (۳۴) قرأۃ قرآن کو شوقیہ سننا۔ (۳۵) قرأۃ قرآن کے وقت مودب ہو کر بیٹھ نہ سننا۔ (۳۶) منزل علی القلب قرآن کی غیر آدمی اور غیر مومن کے ذریعہ قرأۃ ہونا اور اس کا سننا۔ (۳۷) مرسوم قرآن کا ناپاکی کی جگہ پر رکھنا رہنا۔ (۳۸) مرسوم قرآن کا ناپاک ہاتھوں سے مس ہونا۔ (۳۹) مرسوم قرآن کا نجس افراد یعنی کفار ومشرکین کے ہاتھوں میں دیا جانا۔ (۴۰) مرسوم قرآن کا نجس افراد کے گھروں میں ہونا۔ (۴۱) 'سبات' کا اہتمام نہ ہونا (۴۲) عشاء کے بعد بھی دیر تک گھروں میں تیز روشنی کا جلنا۔ (۴۳) عشاء کے بعد بھی دفتروں، تجارت کے کاروبار، صناعت اور زراعت کے کاروبار کا صبح تک بلاضرورت جاری رہنا۔ (۴۴) عشاء کے بعد بھی گھروں اور محلوں میں عورتوں، بچوں اور مردوں کا بلاضرورت جاگا رہنا اور علاقے میں بلاضرورت تیز روشنی کا ہونا۔ (۴۵) صبح صادق کے ہونے کے باوجود مردوں اور عورتوں کا بیدار نہ ہونا۔ (۴۶) مردوں، عورتوں اور بچوں کا طلوع آفتاب کے وقت بلاضرورت سوتا

رہنا۔ (۴۷) مسلمان گھروں، محلوں، شہروں، علاقوں، اور ملکوں بلکہ پورے ارض میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے یہاں ہر وقت قرآن کی قرأت کا نہ ہونا۔ (۴۸) مسلمان گھروں محلوں، شہروں علاقوں ملکوں بلکہ پورے ارض میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے یہاں ہر وقت آنحضور ﷺ اور ان کی آل اور جملہ مومنین پر درود کا نہ پڑھا جانا۔ (۴۹) جمعہ کے دن بطور خاص کثرت سے درود نہ پڑھا جانا۔ (۵۰) مسلمانوں کا زیادہ سے زیادہ صدقہ دینے کا اہتمام نہ کرنا۔ (۵۱) ہفتہ کے روزوں کا اہتمام نہ کرنا۔ (۵۲) مسلمانوں کا دیر تک غسل کی حاجت کی حالت میں ناپاک رہنا اور اس میں کارو بار کرنا۔ (۵۳) مسلمانوں کا ہر وقت وضو یا تیمم کا اہتمام نہ کرنا اور ایسی حالت میں اکثر کاروبار حیات کرنا۔ (۵۴) معاشرے میں بلاضرورت شام اور رات کے مجالس کی کثرت ہو جانا خواہ وہ بظاہر نیک ہی کیوں نہ معلوم ہوں۔ (۵۵) معاشرے میں رات کے اوقات میں تیز روشنی کا ہونا۔ (۵۶) ہر طرح کی پس اندازی مثلاً احتیاطی پس اندازی اور توقعاتی پس اندازی میں غیر معمولی اور خطیر اضافہ ہو جانا۔ (۵۷) بڑے مالی تمویل کی کثرت ہو جانا۔ (۵۸) معاشرے میں تصویر کشی، تصویر سازی، تصویر اندوزی کی کثرت ہو جانا (۵۹) بڑے بڑے کھیت کی کثرت ہو جانا۔ (۶۰) سونے اور چاندی کے زیورات کی کثرت ہو جانا۔ (۶۱) ضرورت سے زیادہ اسباب زندگی مثلاً رہائشی گھر، لباس، استعمال کے سامان یا برتن کی کثرت ہو جانا۔ (۶۲) عالیشان رہائش گاہوں، مرد فرشوں، ملبس وملبوس دیواروں اور اونچے اونچے صدر دروازوں کی کثرت ہو جانا۔ (۶۳) شراب خانوں، قحبہ خانوں، قمار خانوں، لہو ولعب کے مراکز اور ذرائع اور اشیاء کی کثرت ہو جانا ان کا دن رات ہر وقت دستیاب ہونا اور آسانی سے ان تک رسائی کی کثرت ہو جانا۔ (۶۴) عبادت

گاہوں کا بالکل مقفل ہونا، یا کبھی کبھی کھلنا یا صرف عبادت کے اوقات میں کھلنا اور رات کو کلیتاً مقفل ہونا۔

(ت) معاملات:

(۱) سود لینا۔ (۲) سود دینا۔ (۳) سودی کاروبار کرنا۔ (۴) سودی کاروبار میں کسی صورت ملوث ہونا خواہ حساب و کتاب لکھنا ہو یا کوئی اور عمل۔ (۵) سود کی رقم سے حاصل شدہ غذا کا کھانا خواہ کسی کی دعوت ہو۔ (۶) سود کی رقم سے حاصل شدہ مکان میں رہنا یا اس کا تصرف کرنا۔ (۷) سود کی رقم سے حاصل شدہ لباس کا استعمال کرنا۔ (۸) سود کی رقم سے تعمیر کردہ مسجد و مدرسہ سے استفادہ کرنا۔ (۹) مسجد و مدرسہ اور تعلیم گاہوں کو سود کی رقم سے تعمیر اور اس سے استفادہ کرنا۔ (۱۰) سود کی رقم سے حج کرنا۔ (۱۱) سود کی رقم سے طلباء کی مدد کرنا۔ (۱۲) حرام مال سے تجارت کرنا۔ (۱۳) حرام مال سے کاشتکاری کرنا۔ (۱۴) حرام مال سے صنعت کاری کرنا۔ (۱۵) حرام مال کا جمع کرنا۔ (۱۶) خوشحال لوگوں کا تنہا اپنے آپ میں زندگی گزارنا۔ (۱۷) خوشحال لوگوں کا صرف اپنے جیسے خوشحال لوگوں میں نشست و برخاست رکھنا۔ (۱۸) خوش حال لوگوں کا ناداروں، نادار قرابت داروں، پڑوسیوں اور نادار پڑوسیوں سے آمدورفت اور نشست و برخاست نہ رکھنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کرنا۔ (۱۹) عام مسلمانوں کا ناداروں، قرابت داروں اور پڑوسیوں سے بے اعتنائی برتنا۔ (۲۰) عام مسلمانوں کا محتاجوں اور سائل کی مدد نہ کرنا۔ (۲۱) خوشحال مسلمانوں کا محتاج مسلمانوں کی خبر گیری میں اتنی تاخیر کرنا کہ وہ علانیہ اپنی حاجت بیان کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ (۲۲) مسلمانوں کے گھروں میں یتیموں اور بیواؤں کا پایا نہ جانا۔ (۲۳) مسلمانوں کا مسافروں کی خبر گیری نہ کرنا۔ (۲۴) وراثت میں بڑی بڑی جائدادیں چھوڑ جانا۔

(۲۵) وراثت کی بڑی بڑی جائدادوں کا تقسیم نہ ہونا۔ (۲۶) وراثت کی تقسیم میں تاخیر ہونا۔ (۲۷) بلوغت کے بعد مرد یا عورت کے نکاح میں تاخیر ہونا۔ (۲۸) تاہلی زندگی گزارنے کی اہل مطلقہ اور بیوہ خواتین کا بلا عذر شرعی غیر تاہلی زندگی گزارنا۔ (۲۹) مسلم تاجروں کا ناپ اور تول میں بد دیانتی کرنا۔ (۳۰) روئے ارض پر مسلمانوں میں انفاقی اخذ کا کم ہوجانا اور بیع وصدقہ کا زیادہ ہوجانا۔ (۳۱) معاملات اخذ میں بیع کا کم ہوجانا اور رباء کا بڑھ جانا۔ (۳۲) معاملات دین میں صدقہ کا کم ہوجانا اور رباء کا بڑھ جانا۔ (۳۳) بیع باطل اور بیع فاسد کا بڑھ جانا۔ (۳۴) پیداوار میں ذخیرہ کا بڑھ جانا۔ (۳۵) آمدنی میں کنز کا بڑھ جانا۔ (۳۶) کنز میں توقعاتی (Speculative) کنز کا بڑھ جانا۔ (۳۷) تمویل (Investment) میں توقعاتی تمویل مثلاً اسٹاک کاروبار اور شیئر کاروبار کا بڑھ جانا۔ (۳۸) مال ـــــ جنس ونقد کی ذخیرہ اندوزی ہونا۔ (۳۹) اموال تجارت کی ذخیرہ اندوزی ہونا۔ (۴۰) فصلوں، اناجوں، پھلوں، گوشت مچھلیوں، سبزیوں، کی ذخیرہ اندوزی کرنا اور انہیں کولڈ اسٹوریج میں رکھنا۔ (۴۱) ہر طرح کی اشیاء کے لئے فریج اور کولڈ اسٹوریج کی سہولتوں کا ہوجانا۔ (۴۲) پکے ہوئے کھانوں کا پھینک دیا جانا اور کوڑا دانوں، نالیوں اور گٹر میں ڈال دیا جانا۔ (۴۳) کھانا کھاتے ہوئے تفاخر کے آداب اختیار کرنا۔ (۴۴) کھانوں میں اسراف کا ہونا۔ (۴۵) تقریبات میں اسراف ہونا۔ (۴۶) پلیٹوں اور دسترخوانوں پر کھانے کے ٹکڑوں کا چھوڑ دیا جانا اور ان کا تلف ہوجانا۔ (۴۷) پانی کا اسراف کرنا خواہ وضو اور غسل اور جنابت جیسے ضروری کام میں ہی کیوں نہ ہوں۔ (۴۸) پانی پر قبضہ کرلیا جانا اور جانوروں، پرندوں چرندوں اور دیگر حیوانات

کو پیاسا پانی پینے سے محروم کردینا۔

(ث) گناہ جرائم:

(۱) قتل عمد ہونا۔ (۲) بے گناہوں کا قتل ہونا۔ (۳) قزاقی ہونا اور کرنا۔ (۴) قزاقی میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شامل ہونا یا مددگار ہونا۔ (۵) رہزنی ہونا اور کرنا۔ (۶) رہزنی میں بالواسطہ اور بلاواسطہ شامل ہونا یا مددگار ہونا۔ (۷) رہزنی اور قزاقی کے مال کا جانتے ہوئے تصرف کرنا۔ (۸) قصاص کا قائم نہ ہونا۔ (۹) دیت کا نہ دیا جانا۔ (۱۰) زنا ہونا۔ (۱۱) زنا بالرضاء ہونا۔ (۱۲) زنا بالجبر ہونا۔ (۱۳) زنا کی حد جاری نہ ہونا۔ (۱۴) زانی سے میل جول رکھنا۔ (۱۵) مال حرام کھانے والوں، زانیوں اور قاتلوں کی عزت کرنا۔ (۱۶) انہیں مساجد، منابر، مدارس، معاشرہ اور حکومت میں اعلیٰ مناصب پیش کرنا، ان کے لئے لوگوں سے سفارش کرنا۔ (۱۷) چوری کرنا۔ (۱۸) چوری میں بالواسطہ اور بلاواسطہ شامل ہونا۔ (۱۹) اجرت یا کرایہ کی چوری کرنا، مثلاً، بس، ریل، ہوائی جہاز سے بے ٹکٹ سفر کرنا یا بجلی کی چوری کرنا یا بل کی ادائیگی میں چوری کرنا۔ (۲۰) زنا سے اولاد حاصل کرنا۔ (۲۱) حرام طریقہ سے اولاد حاصل کرنا۔ (۲۲) مال غصب کرنا اور غصب مال کے لین دین میں قباحت محسوس نہ کرنا۔ (۲۳) مردوں کا مردوں سے اور عورتوں کا عورتوں سے، مردوں اور عورتوں کا بچوں سے جنسی تلذذ کرنا، اور ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ جانا۔ (۲۴) مردوں کا عورتوں کا اور عورتوں کا مردوں کا لباس وطرز رہائش اختیار کرنا۔ (۲۵) انسانوں کا جانوروں سے جنسی تلذذ کرنا اور ان کی تعداد کا بڑھ جانا۔

(ج) اجتماعی:

(۱) قائدین ـــــ حکمرانوں، علماء اور مشائخ کا فاسق وفاجر ہوجانا۔ (۲) عوام

کا فاسق و فاجر حکمرانوں، علما، اور مشائخ کا معتقد ہونا اور ان کا پشتیبان و مدد گار ہونا۔ (۳) حکمرانوں کا ظالم اور خائن ہو جانا۔ (۴) حکومت کے اہل کاروں کا ظالم، خائن، فاسق اور فاجر ہو جانا۔ (۵) ظالم، خائن، فاسق و فاجر حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں سے علماء و مشائخ کا قربت رکھنا اور ان کی توقیر یا ان کے لئے شفقت کا اظہار عام کرنا۔ (۶) علماء و مشائخ کا ایسے حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں سے تحفہ قبول کرنا یا ان کے حسن سلوک سے استفادہ کرنا۔ (۷) حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں کا خود جا کر غریبوں اور کمزوروں سے نہ ملنا۔ (۸) حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں کا خود جا کر غریبوں اور کمزوروں کے احوال کی خفی اور جلی خبر نہ لینا۔ (۹) حکمرانوں اور ان کے اہل کاروں کا خود جا کر غریبوں اور کمزوروں کی داد رسی نہ کرنا۔ (۱۰) کمزوروں، مظلوموں اور غریبوں کا حکمرانوں یا ان کے اہل کاروں تک عام اور آسان رسائی نہ ہونا۔ (۱۱) عدل کرنے پر متعین ذمہ داروں کا بطور خاص فاسق اور فاجر ہو جانا۔ (۱۲) عدل ملنے میں تاخیر ہونا۔ (۱۳) عدل کی تاخیر سے ظالم کا جری اور مظلوم کا مایوس ہو جانا۔ (۱۴) عدل نہ ملنا۔ (۱۵) ہوا مٹی، پانی، گھاس اور جنگل پر ظالم جابروں کا قبضہ ہو جانا۔ (۱۶) ظالم اور جابر لوگوں کا مٹی، پانی، گھاس اور جنگل سے منافع حاصل کرنا۔ (۱۷) بارش کے پانی، بہتے ہوئے چشموں، ندیوں، اور پانی کے بڑے بڑے ذخائر مثلاً جھیلوں اور سمندروں کے کناروں پر ظالم و جابر لوگوں کا قبضہ ہو جانا۔ (۱۸) بستیوں کے آس پاس کھلی چراگاہوں پر ذاتی قبضہ ہو جانا۔ (۱۹) جنگلوں، وہاں کے پیڑ دل پودوں، گھاس، لکڑی اور پتوں پر ظالم و جابر لوگوں کا قبضہ ہو جانا، اور خلق خدا اور عام جانوروں کا اس کے استفادہ سے محروم ہو جانا۔ (۲۰) روئے ارض پر سایہ دار درختوں، پھل دار درختوں خود رو پودوں اور جھاڑیوں اور گھاس کے میدانوں کو بے تحاشا کاٹ کر یا

جلا کر تباہ کر دیا جانا۔ (۲۱) معاشرے میں تیز رفتار سواریوں بالخصوص غیر ذی روح سواریوں کی کثرت ہو جانا مثلاً کاریں، ریل، ہوائی جہاز، ہیلی کوپٹر وغیرہ۔ (۲۲) معاشرے میں اونچی اونچی تعمیرات کی کثرت ہو جانا۔ (۲۳) معاشرے میں فنون لطیفہ اور اس کے رواج کی کثرت ہو جانا۔ (۲۴) زمین پر بڑے بڑے فرنس کی کثرت ہو جانا۔ (۲۵) رہائشی اور غیر رہائشی تعمیرات میں ٹاورس(Towers) کا ہو جانا۔ (۲۶) زمین پر مصنوعی آوازوں یعنی بالواسطہ یا بلا واسطہ انسانی اعمال کے نتیجے میں پیدا ہونے والی آوازوں کی کثرت ہو جانا مثلاً مشینوں، گاڑیوں، ریلوں، ہوائی جہازوں، دھماکوں، لاؤڈ اسپیکروں، وغیرہ کی آوازیں۔ (۲۷) روئے ارض پر بچوں، عورتوں اور مردوں کی غلاموں کی حیثیت میں خرید و فروخت کا بڑھ جانا۔ (۲۸) روئے ارض پر بچوں، عورتوں اور مردوں کو غلامی سے آزاد کرانے کے عمل کا بند یا کم ہو جانا۔ (۲۹) بردہ فروشی کا بڑھ جانا۔ (۳۰) قحبہ گری کی کثرت ہو جانا۔ (۳۱) کاشت کاری کا صنعت ہو جانا یعنی صنعتی کاشتکاری کی کثرت ہو جانا۔ (۳۲) روئے ارض پر بڑے بڑے کھیت کی کثرت ہو جانا۔ (۳۳) روئے ارض پر بڑی بڑی صنعت کی کثرت ہو جانا۔ (۳۴) روئے ارض پر بڑے بڑے ڈیم کی کثرت ہونا۔ (۳۵) بڑے بڑے شہروں کی کثرت ہونا۔ (۳۶) ایک شہر کا دوسرے شہر سے مل جانا۔ (۳۷) معاشرے میں سونا، چاندی نوٹوں، سکوں اور علامتی زر کی کثرت ہو جانا۔ (۳۸) بیع اور شراء کی رفتار کا بے حد تیز ہو جانا۔ (۳۹) سونے، چاندی، نوٹوں، اور علامتی زر کا تیزی سے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہونا۔ (۴۰) روئے ارض پر جمادات کی عظیم مقدار کا مصنوعی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کی کثرت ہو جانا۔ (۴۱) سیال جمادات مثلاً پانی کی عظیم مقدار کا مصنوعی طور

پر روک لئے جانے یا جمع کر لئے جانے کی کثرت ہو جانا، مثلاً مصنوعی جھیل، اور ڈیم بنا کر پانی کے بڑے ذخائر بنا لئے جانے کی کثرت ہو جانا۔ (۴۲) زیرِ زمین، برزمین، زیرآب، برسرآب، فضاء میں، اور خلاء میں بڑے بڑے جہازوں، شٹل، سیارچوں اور اسپیس شپ کی کثرت ہو جانا۔ (۴۳) معاشرے میں جراحی کی کثرت ہو جانا۔ (۴۴) معاشرے میں اندرونی جراحی کی کثرت ہو جانا۔ (۴۵) روئے ارض پر اعلیٰ سرمایہ دارانہ نظام (High Capitalism) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۶) روئے ارض پر اعلیٰ نسل پرستی (High Racialism) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۷) روئے ارض پر اعلیٰ استعماریت (High Imperialism/Colonialism) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۸) روئے ارض پر بڑے بڑے مائنس (Mines) اور ڈرل (Driils) کی کثرت ہو جانا۔ (۴۹) روئے ارض پر اسلحوں ــــــ آتشیں، کیمیاوی، حیاتیاتی کی کثرت ہو جانا۔ (۵۰) روئے ارض پر بڑے بڑے بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن، ہوائی اڈوں بندرگاہوں اور خلائی اسٹیشنوں کی کثرت ہو جانا۔

تدبیر و توجیہ۔ا (حصہ سوم)

لائحۂ فکر و عمل

(۱) درج ذیل لائحۂ فکر و عمل اصلاً اہل ہم اور غیر اہل ہم، مستضعفین اور اہل عذر ہر دو طبقوں کے لئے ہے۔ اہل ہم ان پر عمل درآمد "ترقی وسیع کے طریقہ" سے کریں گے اور غیر اہل ہم، مستضعفین اور اہل عذر اپنے اپنے ظروف واحوال میں 'ترقی راسخ کے طریقہ' سے۔

(۲) ہر دو امور یعنی:

(۱) قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ میں ایمانی، فکری، اور علمی درک اور رسوخ کا حصول

اور

(۲) سنت رسول اللہ ﷺ کے انفرادی و اجتماعی عملی اجراء ــــــ کے لئے درج ذیل شعبوں کو محور بنا کر قرآن وسنت میں تعقل، تدبر، تفقہ اور تفکر کرنا ہوگا اور پھر اس کے داعیات اور تقاضوں کے مطابق عملی رویے کو تبدیل کرنا ہوگا۔ امید قوی ہے کہ اللہ رب العالمین کی مدد ضرور آئے گی اور اہل ہم پر اِن شاءاللہ نزول وسیع، اور غیر اہل ہم پر "نزول راسخ" ہوگا۔

لائحہ فکر و عمل

(۱) محاور:

(۱) محورِ السنۃ

(۲) محورِ ادب

(۳) محورِ تاریخ

(۴) محورِ سرالسموٰات والارض (غیر روحانی)

(۵) محورِ سرالسموٰات والارض (روحانی)۔

(۲) تمام محاور پر غور وفکر اور پھر اس کی تعمیل کی بنیاد اہل ہمم کے لئے صرف قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ غیر اہل ہمم قران وسنت کے علاوہ دیگر علوم مخزون سے بھی مدد لے سکتے ہیں تاوقتیکہ صرف قران وسنت پر مبنی علمی خزانہ جمع نہ ہوجائے۔

(۳) امت میں موجود مذہبی وعصری علوم کے ادارے، ان میں رائج نصابی کتب، ان کے مراجع اور مصادر، مذہبی اور عصری علوم کے علماء ـــــ معرکۂ دجال اکبر کے لئے اہل ہمم تیار کرنے سے قاصر ہیں اس لئے کہ وہ اس کام کے لئے کم ترین علمی لیاقت سے بھی محروم ہیں۔ ظن غالب ہے کہ اس کے لئے اہل ہمم بظاہر عام نظر آنے والے مسلمانوں میں سے ان شاء اللہ از خود پیدا ہوں گے جو دراصل تلمیذ الرحمٰن ہوں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب پطرس اور جیمس اور آنحضور ﷺ کے اصحاب ابو بکر، عمر، علی، بلال، سمیہ، عمار، یاسر یا صہیب تھے۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست

کتب خانۂ روم و ایراں بشست

کا حقیقی مفہوم یہی ہے۔

جہاں ایک جانب علماء وقت قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ کے علوم سے خالی ہیں وہیں دوسری انب عصری علوم کے اکثر مسلمان اہل علم "بز اخفش" ہیں۔ علماء وقت اور مشائخ وقت سے اندیشہ ہے کہ وہ لماء یہود کی روش اختیار نہ کرلیں ـــــ جیسا کہ خبر دی گئی ہے ـــــ (لتتبعن سنن الذین من ان قبلکم: تم ان کے نقش قدم پر چل کر رہو گے جو تم سے پہلے ہوئے) اور محض اپنی بدبختی میں ضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تکذیب کرنے اور ان کو مار ڈالنے کی جدوجہد میں عملاً بلیس، دجال اکبر اور یہود کا ساتھ نہ دے دیں۔ مسلمان علماء عصری علوم کی اکثریت جس طرح مغرب ے "بز اخفش" ہیں ان سے اندیشہ ہے کہ وہ یہود کے "Golem" نہ بن کر رہ جائیں۔ گزشتہ سو سالوں اس عاجز کے علم کی حد تک اس کی پوری گنجائش تھی کہ وہ یہود کے "Golem" ہوتے ہوئے بھی ل کے لئے "Frankenstein" بن سکتے تھے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ وقت ضائع ر دیا گیا۔ اب اس عاجز کو اس کی توقع نہیں کہ وہ "Frankenstein" بھی بن سکیں۔

تاہم چند علماء کرام میں اور اکثر عصری علوم کے اہل علم میں ایک خاص قسم کی 'جودت' الحمد للہ ب بھی پائی جاتی ہے۔

چنانچہ اگر انہوں نے اس کو ضائع ہونے سے بچالیا اور زیر بحث لائحہ فکر وعمل پر عمل پیرا ہو گئے ن ہے کہ امت کے لئے ایسے اہل ہمم پیدا ہو جائیں جو صالح قیادت دے سکیں۔

یہ لائحہ عمل صرف قرآن وسنت کی مدد سے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس عاجز کا اندازہ ہے کہ راف مذہبی علمی سرمایہ اس میں زیادہ مددگار ثابت نہیں ہوگا۔ مغرب کا علم تصور وتصدیق میں مددگار تو ہو تا ہے مگر صرف ایک حد تک۔

(۴) محورِ اول: محورِ السنۃ:

(الف) علم قراءت کا عام، متوسط اور عمیق علم (یہ علم قراءت معروف علم قراءت نہیں بلکہ علم قرآن ہے۔)

(۱) علم نور وقراءت نور کا — عام، متوسط وعمیق علم

(۲) علوم مخلوقات نوری کا — عام، متوسط وعمیق علم

(۳) علم نار و قراءت نار کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۴) علوم مخلوقات ناری کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۵) علم ارض وقراءت سماء کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۶) علم سماء وقراءت سماء کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۷) علوم مخلوقات ارضی کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۸) علوم جمادات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۹) علوم نباتات بحری، فضائی وسمائی کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۰) علوم حیوانات بری، بحری، فضائی وسمائی کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۱) علم ظلمات وقراءت ظلمات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۲) علم صوتیات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۳) علم لہجات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۴) علم لسانیات کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۵) علم صور کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۶) علم کتابت کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۷) علم اشارہ کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۸) علم علائم کا	عام، متوسط وعمیق علم

(ب) عربی مبین کا عام، متوسط وعمیق علم (واضح ہو کہ عربی مبین موجودہ عربی زبان نہیں بلکہ وہ زبان ہے جس کا موجود سب سے مستند ذخیرہ قرآنِ عظیم الشان ہے)

(۱) علم تکوین کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲) علم تخلیق کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۳) علم ترتیب کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۴) ماوراء الجنۃ کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم

(۵) الجنۃ کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۶) ماوراء ارض کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۷) ماقبل تسخیر ارض کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۸) مابعد تسخیر ارض کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۹) ماوراء ہبوط بشر کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۰) عہد آدم وحوا کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۱) عہد شیث کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۲) عہد انس کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۳) عہد انس کی غیر عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۴) ماقبل طوفان نوح کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۵) ماقبل طوفانِ نوح کی غیر عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۶) عہد نوح مابعد طوفان کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۷) عہد نوح مابعد طوفان کی غیر عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۸) عہد عاد کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۱۹) عہد عاد کی غیر عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲۰) عہد ثمود کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲۱) عہد ثمود کی غیر عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲۲) عہد قوم شعیب کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲۳) عہد قوم شعیب کی غیر عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲۴) عہد ابراہیم کی عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲۵) عہد ابراہیم کی غیر عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم
(۲۶) اقوام بائدہ کی غیر عربی مبین کا	عام، متوسط وعمیق علم

(۲۷) اقوام الذین اشرکوا کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۸) اقوام الذین کفروا کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲۹) اقوام الذین ظلموا کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۰) عہدِ یعقوب کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۱) عہدِ یعقوب کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۲) عہدِ موسیٰ کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۳) عہدِ موسیٰ کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۴) عہدِ داؤد کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۵) عہدِ داؤد کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۶) عہدِ یسعیاہ کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۷) عہدِ یسعیاہ کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۸) عہدِ حزقیئیل کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳۹) عہدِ حزقیئیل کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴۰) عہدِ عزیر کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴۱) عہدِ عزیر کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴۲) عہدِ زکریا کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴۳) عہدِ زکریا کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴۴) عہدِ عیسیٰ کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴۵) عہدِ عیسیٰ کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴۶) عہدِ نبوی ﷺ کی عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴۷) عہدِ نبوی ﷺ کی غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم

(۴۸) عہدِ مابعد نبوی ﷺ کی عربی مبین کی تشکیل جدید کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴۹) مابعد عہدِ نبوی عربی مبین کی تشکیل جدید میں ناکام ہونے والی اقوام کی لسان کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۵۰) مابعد عہدِ نبوی کی غیر عربی مبین السنہ کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۵۱) عہدِ حاضر میں عربی مبین کی تشکیل کی لسانی صورتحال کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۵۲) عہدِ حاضر میں تشکیلی عربی مبین، تشکیلی معکوس عربی مبین اور السنہ غیر عربی مبین کا	عام،متوسط وعمیق علم

(۵) محورِ دوم: محورِ ادب:

(الف) عربی مبین: اول

(۱) نوری ادب کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۲) ناری ادب کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۳) سائی ادب کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۴) ظلماتی ادب کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۵) الجنۃ کے ادب کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۶) ارضی ادب کا (ماقبل تسخیر)	عام،متوسط وعمیق علم
(۷) ارضی جماداتی ادب کا (مابعد تسخیر)	عام،متوسط وعمیق علم
(۸) ارضی نباتاتی ادب کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۹) ارضی حیواناتی ادب کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۰) صوتیاتی ادب کا	عام،متوسط وعمیق علم
(۱۱) اشاراتی ادب کا	عام،متوسط وعمیق علم

(۱۲) علاماتی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۳) صوری ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴) قراءتی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۵) لہجاتی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۶) لسانی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۷) کتابتی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم

(ب) عربیٔ مبین: دوم:

(۱) تکوینی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲) تخلیقی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳) ترتیبی ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴) ماوراء الجنۃ بشری ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵) الجنۃ کے بشری ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) عہدِ آدم وحوا تا عہدِ خاتم النبیین کے عربیٔ مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) عہدِ آدم وحوا تا عہدِ خاتم النبیین کے غیر عربیٔ مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) عہدِ آدم وحوا تا عہدِ خاتم النبیین کے عربیٔ مبین معکوس کے ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۹) مابعد عہدِ نبوی ﷺ تشکیلی عربی مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰) مابعد عہدِ نبوی غیر عربی مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۱) مابعد عہدِ نبوی عربی مبین معکوس کے ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۲) عہدِ حاضر کی تشکیلی عربی مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم

(۱۳) عہدِ حاضر کی غیر عربی مبین ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴) عہدِ حاضر کی عربی مبین معکوس ادب کا	عام، متوسط و عمیق علم

(۶) محورِ سوم: محورِ تاریخ

(الف)

(۱) تکوینی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲) تخلیقی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳) ترتیبی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴) تسخیری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵) منصبی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) احتسابی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) فلسفۂ تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) زمانی ومکانی سطح کی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۹) بشری سطح کی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰) اجتماعی سطح کی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۱) انفرادی سطح کی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۲) آثاری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۳) جاری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴) مستقبلی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۵) اخروی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۶) شہودی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۷) تجرباتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم

(ب) بشری تاریخ کے تناظر و تعامل میں

(۱) نوری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲) ظلماتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳) ناری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴) ارضی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵) جماداتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) نباتاتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) حیواناتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) عقوبتی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم

(ج) بشری تاریخ کی تفصیلات: (تفصیلات سے مراد محض معروف تفصیل نہیں بلکہ قرآنی اصطلاح فصلناہ تفصیلا ہے) یہ تفصیلی تاریخ دراصل حقیقی، منصبی، واقعاتی، حادثاتی، اور کیفیاتی بشری تاریخ ہے۔ اس کا مرکز و محور نہ سنین ہیں، نہ بادشاہ، نہ طرز حکمرانی نہ مالی صورتحال بلکہ دراصل اس کی حقیقی سطح معرکۂ خیر و شر کی سطح ہے۔ معرکۂ خیر و شر سے الگ روئے ارض پر بشری تاریخ جمادات، نباتات و حیوانات کی تاریخ ہو جائے گی۔

(۱) ماقبل الجنۃ کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲) الجنۃ کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳) ہبوط آدم کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴) عہد آدم و حوا تا عہد خاتم النبیین کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵) عہد مابعد خاتم النبیین کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) عہد حاضر کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) عہد مستقبل قریب کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) عہد مستقبل بعید کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم

(۹) عہد برزخ برزمین کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰) عہد آخرت مابعد برزخ کی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۱) عہد حاضر میں جاری (غیر حرکی و حرکی) بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۲) جاری شہودی مستقبلی بشری تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۳) اخروی شہودی مستقبلی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴) معکوسی (۱) اخروی بہ دنیوی (۲) دنیوی بہ اخروی (۳) ماضوی بہ مستقبلی (ماضی میں) (۴) مستقبلی بہ ماضوی (ماضی میں) کی تاریخ کا	عام، متوسط و عمیق علم

(۷) محور چہارم: محور سر السمٰوات والارض غیر روحانی

(۱) علم امر کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲) علم خلق کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳) علم تکوین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴) علم تخلیق کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵) علم سنت اللہ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) علم ترتیب کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) علم ترزیق کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) علم سنت الارض و عادۃ اللہ فی الارض کا (نور و ظلمات کا)	عام، متوسط و عمیق علم

(۱) علم طبیعات کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲) علم کیمیا کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳) علم عدد کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴) علم حساب کا	عام، متوسط و عمیق علم

(۵) علم برکا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) علم بحرکا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) علم فضاء کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) علم ملاء کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۹) علم خلاء کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰) علم نور کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۱) علم ظلمات کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۲) علم نار کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۳) علم ارض کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۴) علم سماء کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۵) علم طبقات ارض کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۶) علم طبقات ارض کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۷) علم جغرافیہ کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۸) علم جغرافیہ کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۹) علم جمادات کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۰) علم جمادات کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۱) علم نباتات کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۲) علم نباتات کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۳) علم حیوانات کا (ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۴) علم حیوانات کا (ماوراء ارضی)	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۵) علم مخلوقات نوری کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۶) علم مخلوقات ناری کا	عام، متوسط و عمیق علم

(۲۷) علم مخلوقات ارضی کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲۸) علم ماء طیب کا	عام، متوسط و عمیق علم

(۸) محورِ پنجم: محورِ سر السموات والارض روحانی

(۱) علم نظام تکوین کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۲) علم نظام خلق کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۳) علم نظام عوالم کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۴) علم نظام الارض کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۵) علم نظام خیر و شر کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۶) علم نظام ربط کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۷) علم نظام ہدایت کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۸) علم نظام دین و شرع کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۹) علم نظام معاشرہ کا	عام، متوسط و عمیق علم
(۱۰) علم نظام مکافات کا	عام، متوسط و عمیق علم

(ان کی تفصیلات عاجز کی کتاب عالمِ اسلام کی روحانی صورت حال صفحات ۱۷ تا ۳۱ میں ملاحظہ فرمائیں)

تدبیر و توجیہ۔۱ (حصۂ چہارم)

توجیہ و تشکیل: اول

'انفاقی قیام' کی بحال

(۱) 'مستقر' پر پہلا عمل 'قیام' ہے۔'قیام کا آخری مرحلہ 'اقامت' ہے۔'اقامت' کا آخری مرحلہ 'اقامت جہاد' ہے۔'اقامت جہاد' کا پہلا مرحلہ 'اقامت صلوٰۃ' ہے اور 'اقامت صلوٰۃ' کا پہلا مرحلہ 'بناء مسجد' ہے۔

(۲) روئے ارض پر صالح ترین اور پاک ترین مسجدیں کون کون سی ہیں اور وہ کیسے بنیں؟ اور اسی کے تتبع میں مسجدیں کیسے بن سکتی ہیں؟

(۳) روئے ارض پر صالح ترین اور پاک ترین مسجدیں صرف وہ مسجدیں ہیں جو انفاقی (اور وہ بھی درجۂ اول اور درجۂ دوم میں) طور پر بنائی گئی ہیں۔ایسی مشہور ترین انفاقی مسجدیں درج ذیل ہیں:

(۱)	مسجدِ تین،	جسے حضرت آدم علیہ السلام نے بنائی
(۲)	مسجدِ زیتون	جسے حضرت نوح علیہ السلام نے بنائی
(۳)	مسجدِ بلد امین	جسے حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے بنائی
(۴)	مسجدِ طورِ سینین	جسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے بنائی
(۵)	مسجدِ النبی	جسے نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی

(۴) ایسی صالح ترین اور پاک ترین مسجدوں کے تتبع میں مسجد بنانے میں درج ذیل امور کا لحاظ

کیا جانا چاہیے:

(۱) ایسی صالح ترین اور پاک ترین مسجد کی تعمیر میں تین امور شامل ہیں:

(۱) ارض (مستقر)

(۲) ارض (متاع)

(۳) عبادت (محنت)

(۲) اس میں:

(۱) ارض (مستقر) اللہ کی جانب سے

(۲) ارض (متاع) اللہ کی جانب سے

(۳) عبادت (محنت) بندہ کی جانب سے

اسی کا ذکر البقرۃ آیت ۱۲۷ میں ہے۔اور یہی مسجد جنتی رنگ کی مسجد ہے اور اس کے بارے میں کہا گیا: مسجدیں جنت کا باغ ہیں۔

(۵) اس روئے ارض پر صالح ترین اور پاک ترین مسجدیں وہ ہیں جو اللہ کی خالصہ زمین پر، اللہ کے خالصہ مواد سے، صرف لوجہ اللہ عبادت (محنت) سے بنی ہوں اور ان میں کسی قسم کے مال کا استعمال نہ ہوا ہو یا درجۂ انفاقی اول و دوم میں ہوا ہو۔

(۶) امر اول: صالح ترین اور پاک ترین زمین (مستقر)

(۱) دین اللہ میں پوری روئے ارض 'خالصہ' ہے یعنی وقف للہ ہے۔چنانچہ عہد حاضر میں اگر کوئی ایسی زمین روئے ارض پر ہے تو وہ صالح ترین اور پاک ترین زمین ہے۔اور اگر ایسی کوئی زمین روئے ارض پر پائی نہیں جاتی جو 'خالصہ' ہو تو گویا روئے ارض کی ساری زمینیں ——— 'غصب شدہ' ——— ہیں۔

(۲) مسجد زمین پر بنائی جائے۔ یعنی رہائشی، تجارتی یا صنعتی مجموں

(Complexes) میں اس طرح قطعاً نہ ہوں کہ:

(۱) نیچے مسجد ہو اور اوپر رہائشی یا تجارتی حصے یا

(۲) درمیان میں مسجد ہو اور نیچے اوپر رہائشی یا تجارتی حصے

(۳) اوپر مسجد ہو اور نیچے رہائشی یا تجارتی حصے۔

(۳) امرِ اوّل کے تحت صورت و گنجائش یہ ہے کہ اگر زمین کی صورت و حالت واقعی انفاقی درجہ اوّل و دوم کی نہ ہو جب بھی بعض عبوری صورتوں میں بنا ممکن ہے۔ [تاہم عبوری صورتوں کو مستقل صورت تسلیم کر لینا نادرست ہوگا۔ اگر بوجوہ ایسی ھیئت حاکمہ نہیں جو اقامتِ صلوٰۃ کر سکے اور اقامتِ صلوٰۃ کے لئے اللہ کی زمین کو واگزار کرا کے اسے خالصہ بنائے تو اولاً ایسی صورت میں مسجد کی بناء سے زیادہ ضروری ھیئت حاکمہ کی تشکیل ہے جو اقامتِ صلوٰۃ کرنے کی اہل ہو اور اس کے لئے زمین کو خالصہ بنائے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے مقامات سے ہجرت لازم قرار پاتی ہے جہاں ھیئت حاکمہ منہدم ہو جائے جو اقامت صلوٰۃ کر سکے اور ایسے مقام سے جہاں ایسی ھیئت حاکمہ قائم ہو ایسے مقام کی طرف ترکِ مکانی حرام ہے جہاں اقامتِ صلوٰۃ کرنے والی ھیئت قائم نہیں خواہ عملاً پہلی ھیئت حاکمہ ظالم و جابر ہی کیوں نہ ہو جائے اس وقت تک وہاں سے اجازت ہجرت نہیں جب تک وہ کفرِ بواح نہ کرے۔] اگر زمین ان معنوں میں خالصہ نہیں کہ وہ کسی فرد کی ذاتی ملکیت ہے تو اسے صالح اور پاک ترین مال کے عوض اپنے حق سے دستبرداری اور زمین کی بحالی کے لئے راضی کیا جا سکتا ہے۔ یہ عاجز اس صورت میں بھی اس کے لئے 'بیع و شراء' کے الفاظ استعمال کرنے کو درست نہیں سمجھتا۔

(۷) امرِ دوم: صالح ترین اور پاک ترین موادِ تعمیر (متاع)

(۱) مسجد کی تعمیر صرف انفاقی مواد سے ہو۔ یعنی، مٹی، پتھر، لکڑی وغیرہ سے۔

(۲) یہ مواد اموالِ خالصہ ہوں اور انھیں انفاقی طور پر حاصل کیا گیا ہو۔

(۳) امرِ دوم میں بھی دو باتوں کی گنجائش ہے:

(۱) اگر بوجوہ تعمیر کے یہ مواد اموالِ خالصہ کی صورت میں دستیاب نہ ہوں تو اس کی گنجائش ہے کہ بدرجۂ آخر مجبوراً انھیں صالح ترین مال سے بیع و شراء کی صالح ترین صورت میں حاصل کی جائے۔

(۲) تعمیر کے دوران تعمیری مواد کا استعمال اگر انفاقی درجۂ اول یعنی درجۂ جارحہ متصل و منفصل میں نہ ہو سکے تو اس کی گنجائش ہے کہ انفاقی درجۂ دوم یعنی درجۂ آلہ میں کیا جا سکے۔

(۸) امرِ سوم: صالح ترین اور پاک ترین عبادت (محنت)*

(۱) روئے ارض پر اعلیٰ ترین درجہ کے اہل ایمان مثلاً اولوالعزم انبیاء، انبیاء اور صالحین کا سب سے محبوب اور سب سے نازک عمل 'بناء مسجد' رہا ہے۔

(۲) ایسی مسجد کی بناء میں 'عبادت' (محنت) اہل ایمان کے لئے سب سے بڑی عبادت ہے۔

(۳) ایسی ہی مسجد کی بناء کے تعلق سے کہا گیا ہے: جو روئے ارض پر اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(۴) کمزور اہل ایمان کے لئے:

(۱) اللہ تعالیٰ سے اپنی عبدیت کے اظہار۔

(۲) اپنے احوال و اعمال کی درستگی اور اصلاح۔

(۳) گناہوں سے نجات۔

(۴) اپنے اموال میں پائی جانے والی خباثت سے بچتے ہوئے عبادت کا یہ سب سے اچھا طریقہ ہے۔

(۹) سب سے اچھی عبادت یہ ہے لوگ ایسی مسجد کی بناء کریں۔ بناء کے شرائط پوری کریں۔ شرائط

پوری ہو جائیں تو مسجد کی بناء کریں۔ اور دوران بناء مواد تعمیر کی فراہمی اور مسجد کی تعمیر میں عبادت (محنت) کریں۔ روئے ارض پر مسجد کی تعمیر ایسا عظیم الشان عمل ہے کہ اگر دنیا کے موجودہ مسلم بادشاہوں اور حکمرانوں کو فی الواقع اس کی عظمت کی حقیقت معلوم ہو جائے تو وہ بناء مسجد کی شرائط پوری کرنے میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں اور جب وہ شرائط پوری ہو جائیں تو اپنے ہاتھوں سے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانے اور سر پر گارا اور پتھر ڈھونے اور چلچلاتی دھوپ میں اپنے ہاتھوں سے مسجد تعمیر کرنے میں لگ جائیں گے۔

(۱۰) تعمیر کے بعد ایسی مسجدوں کی صفائی ستھرائی اور دیکھ ریکھ کا بھی یہی حکم ہے۔ زمان و مکان کو اب تک وہ نظارہ یاد ہے جب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے علاوہ ہر ہفتہ مسجد قباء کی صفائی ستھرائی اور خاک روبی کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

(۱۱) صدیاں بیت گئیں روئے ارض ایسی مسجدوں، ان کے بنانے والوں، اور ان کی خاک روبی کرنے والوں سے خالی ہو گئی۔ بھلا اس صورت میں روئے زمین پر ابلیس کا غلبہ اور دجال اکبر کی آمد اور اس کے استقبال کی تیاریاں نہیں ہونگیں تو کیا خیر و برکت کا نزول ہوگا۔

(۸)

توجیہ و تشکیل: دوم

'انفاقی کسب' کی بحال

(۱) 'متاع' کے تعلق سے پہلا عمل 'کسب' ہے۔ 'کسب' کی سب سے ارفع صورت 'انفاقی عمل' سے 'انفاقی درجہ' میں 'انفاقی کسب' ہے۔

(۲) 'متاع' اور 'کسب' کی کیفیت کیا ہے؟

(۱) اللہ تعالیٰ نے روئے ارض پر پائے جانے والی اشیاء کو آدمی اور دیگر مخلوقات کے لئے 'متاع' بنایا ہے۔

(۲) تمام 'رزق' متاع ہے لیکن ہر 'متاع' "رزق" نہیں۔

(۳) روئے ارض پر 'برکت' انسانوں میں صرف اہل ایمان کے لئے اترتی ہے۔

(۴) روئے زمین پر موجود رزق تمام مخلوقات ارضی کے لئے کافی ہے۔ اس میں کمی کا الزام اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے اور اللہ کے باغیوں اور ابلیس کا قول اور اشتہار ہے۔

(۵) 'طیبات' سے رزق میں برکت اور 'سیئات و خبث' سے اس میں کمی واقع ہوتی ہے۔

(۶) ابلیس کی ہمہ دم کوشش یہ ہے کہ انسان کے رزق میں کمی واقع ہو جائے تا کہ انسان اللہ سے مایوس ہو کر ابلیس کی بات مان لے۔ رزق میں کمی واقع کرانے کے لئے وہ انسانوں کو سیئات اور خبث کو بڑھانے کی ترغیب دیتا ہے۔

(۷) 'حدود اللہ' کی حفاظت سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

(۸) 'حدوداللہ' کی پامالی سے رزق میں کمی ہوجاتی ہے۔

(۹) 'حدوداللہ' کی خود حفاظت کرنے اور دوسروں سے حفاظت کروانے سے رزق میں برکت کی بحالی ہوجاتی ہے۔

(۱۰) روئے ارض پر بسنے والے اللہ کے باغیوں کو بھی صرف صالحین، اہل ایمان اور دیگر مخلوقات کے طفیل میں رزق ملتا ہے۔

(۱۱) اہل ثروت مسلمانوں کے رزق میں نادار اور مفلس مسلمانوں کے طفیل میں برکت ملتی ہے۔

(۱۲) جب مسلمان اہل ثروت نادار اور مفلس مسلمانوں پر رزق کے دروازے تنگ کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے رزق سے برکت اٹھالیتا ہے۔

(۱۳) حرام اور مشتبہات سے پاک حلال روزی، ماء طیب' اور ماء حیات' کی طرح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا ہے۔

(۱۴) حرام اور مشتبہ روزی' آگ' کے مانند ہے جو زمین پر ہی انسان کے سارے اعمال جلا کر راکھ کردیتی ہے۔

(۱۵) حرام اور مشتبہات سے پاک تھوڑی مگر حلال روزی حرام اور مشتبہ مال کے پہاڑ سے بہتر ہے۔

(۱۶) 'حاجت' زندگی گزارنے کی کم سے کم صورت وحالت کو کہتے ہیں۔

(۱۷) 'حاجت' سے زیادہ 'اسباب حیات' رکھنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرتا ہے۔

(۱۸) 'حاجت' سے زیادہ مال جمع کرنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرتا ہے۔

(۱۹) 'حاجت' سے زیادہ مکان یعنی رہائش گاہ رکھنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرتا ہے۔

(۲۰) 'حاجت' سے زیادہ سواری رکھنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ کو ناراض کرتا ہے۔

(۲۱) 'حاجت' سے زیادہ اسباب حیات رکھنا دراصل 'کنز اور بذر' ہے اور 'انفاق اور عفو' کی خلاف ورزی۔

(۳) اہل ایمان کے لئے لازم ہے کہ وہ روئے ارض پر 'انفاقی رزق' کی بحالی کریں۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: دجال جلد دوم صفحات (۶۰-۵۹)

توجیہ و تشکیل: سوم

'انفاقی تغذیہ' کی بحالی

(۱) اہلِ ہم لازماً مصنوعی ماہی پروری (Artificial Fishery) سے کلی اجتناب کریں اور اسی طرح مصنوعی ماہی پروری سے پیدا شدہ مچھلیوں کے کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۲) اہلِ ہم لازماً مصنوعی مویشی پروری (Artificial Animal Husbandry) سے کلی اجتناب کریں اور اسی طرح مصنوعی مویشی پروری سے پیدا شدہ مویشیوں کے گوشت کے کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۳) اہلِ ہم لازماً جینیک طریقے سے تبدیل شدہ (Genetically Modified) اناج، مچھلیوں، مویشیوں، پھلوں، سبزیوں، وغیرہ سے کلی اجتناب کریں، نہ اس کام میں شامل ہوں نہ اس طرح پیدا کردہ اشیاء کا بالواسطہ یا بلاواسطہ استعمال کریں۔

(۴) اہلِ ہم لازماً مصنوعی مرغ پروری (Artificial Poultry Farming) سے کلی اجتناب کریں۔ اور اسی طرح مصنوعی مرغ پروری سے پیدا شدہ انڈوں، چوزوں، برائلرز اور مرغوں اور مرغیوں کو کھانے سے سخت پرہیز کریں۔

(۵) اہلِ ہم مصنوعی کیمیاوی کھاد سے سبزیوں کو اگانے اور ایسی سبزیوں کے کھانے سے سخت اجتناب کریں۔

(٦) اہلِ ہم ہائی ٹیک کاشتکاری (Hi-Tech Cultivation) سے کلی اجتناب کریں۔

(۷) اہلِ ہم مصنوعی کیمیاوی کھاد (Artificial Fertilizer) سے کاشتکاری کرنے اور ایسی

کاشتکاری سے پیدا شدہ اشیاء سے حتی الوسع اجتناب کریں۔

(۸) اہلِ ہم بازار میں اشیاء فروخت کرنے والوں مثلاً اناج، پھل، سبزی، گوشت، انڈا بیچنے والوں پر واضح کریں اور انھیں تاکید کریں کہ آپ ان سے پرہیز کرتے ہیں تاکہ کچھ عرصہ بعد ہی سہی وہ تاجرانہ طور پر آپ کی طلب کا لحاظ کرنے لگیں۔

(۹) اہلِ ہم اشیاء کو پیدا کرنے والوں مثلاً اناج، پھل، سبزی، گوشت، انڈا پیدا کرنے والوں پر واضح کریں اور انھیں تاکید کریں کہ آپ ان سے سخت پرہیز کرتے ہیں۔

(۱۰) ہوا، پانی اور مٹی کی ہائی ٹیک '(Commercialization) روئے زمین پر فساد عظیم ہے۔ اہلِ ہم کو ہر سطح پر اسے روکنے کی حسب استطاعت کوشش کرنی چاہیئے یا کم از کم اس سے مجتنب رہنا چاہیے اور بالواسطہ یا بلاواسطہ اس میں شریک کار نہیں ہونا چاہیئے۔

(۱۱) 'بوتلوں میں بند پینے کا پانی' اور 'ڈبوں میں بند سانس لینے کی ہوا' اور اس کی تجارت فتنۂ دجال اکبر کی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے کہ اب اس کی آمد آمد ہے۔

(۱۲) اہلِ ہم مقامی طور پر پیدا کردہ اشیاء مثلاً سبزیوں، اناجوں، حتی کہ جنگلی غذاؤں کو ترجیح دیں۔ بڑی تجارتی کاشتکاری (Large Commercial Cultivation) اور ہائی ٹیک کاشتکاری (High-tech Cultivation) سے حاصل اشیاء سے کلی اجتناب کریں۔

(۱۳) جو لوگ ہائی ٹیک بیج (High-Tech Seed) اور Hybrid قسموں کی چیزوں کا استعمال کر رہے ہیں ایسے لوگ اور ان اشیاء کا استعمال کرنے والے نہ صرف صریح ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں بلکہ ان کا نصیبہ دجال اکبر کی جنت میں داخل ہو کر رہنا ہے۔

(۱۴) اہلِ ہم دودھ، شہد، پھل، جنگلی پھل، روٹی، ستو، گڑ، ابلے اناج، پالتو جانوروں کا بھنا یا ابلا ہوا گوشت، ابلی ہوئی ہری سبزیاں، دیسی مرغا یا مرغی اور ان کے انڈے، حتی کہ پتوں، ڈنٹھلوں اور گھاس کی روٹی کا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔

(۱۵) پوری امت مسلمہ محمدیہ کو بالعموم اور اہل ہم کو بالخصوص چاہئے کہ وہ فی الفور مندرجہ ذیل امور سے کلی یا حتی الوسع اجتناب کرنے کے اقدامات کریں۔مزید اور ہولناک تباہی سے امت کو بچانے کی نسبتاً آسان اور دستیاب راہ فی الوقت یہی ہے:

(۱) ایسی دواؤں، انجکشن، ٹیکہ دیئے اور ڈراپ پلائے جانے سے کلی اجتناب کریں جن کے لئے کلی مہم (Sweeping Drive) چلائی جاتی ہوں۔اب تک جو خرابیاں پیدا کردی گئی ہیں ان کی موجودگی میں ایسا اجتناب کرنے سے ابتداء کچھ نقصانات تو ہوں گے لیکن بالآخر برے نقصان سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔

(۲) جینٹک طریقے سے پیدا کردہ (Genetically Produced/Induced/Modified) اناج، پھل، سبزی، گوشت، مچھلی اور مرغ سے کلی اجتناب کریں۔اسی طرح ان اشیاء سے بنائے گئے کھانوں سے۔

(۳)

(۱) ڈبہ بند تمام نیم تیار غذائی چیزوں سے کلی اجتناب کریں۔

(۲) تمام زود غذاؤں (Fast Food) سے کلی اجتناب کریں۔

(۳) تمام نیم تیار غذائی اشیاء (Semi-Prepared Food Items) سے کلی اجتناب کریں۔

(۴) زیادہ بہتر ہوتا کہ لوگ کل تک نسبتاً محفوظ ایسے عام غذائی اجناس سے بھی کلی اجتناب کرتے مثلاً پسے ہوئے مسالوں سے۔

(۴)

(۱) ہر طرح کے مشروبات (Cold-Drinks) سے کلی، فوری اور سختی سے اجتناب کریں۔اس کی بجائے قدیمی اور روایتی شربت اور دیگر مشروبات کو رواج دیں۔

(۲) اسنس (Essence) کے ہر طرح کے استعمال سے غذا کو بچائیں۔ایسی غذا سے کلی اجتناب کریں۔

(۳) ذائقہ کے لئے عصری تمام اشیاء (Flavour) سے کلی اجتناب کریں۔

(۵)

(۱) گھر یا مقامی طور پر اور معتمد علیہ نانبائیوں کے ذریعہ تیار کردہ بسکٹوں کے علاوہ ہر طرح کے بسکٹوں، چاکلیٹوں اور کنفیکشنری سے کلی اجتناب کریں۔

(۲) ڈبہ بند دودھ، جمائے ہوئے دودھ (Condenced Milk)، سفوف خشک دودھ (Milk Powder) سے کلی اجتناب کریں۔

(۳) ڈبہ بند شہد سے بھی کلی اجتناب کریں الا یہ کہ اطمینان ہو۔

(۴) دودھ، دہی، گھی، پنیر وغیرہ کی ضرورت گھروں یا پڑوس یا محلے میں ہی پوری کرلی جائیں تو بہتر ہے۔

(۶)

(۱) پھولوں یا مشک سے بنایا گیا پاک عطر ملے تو لگائیں ورنہ ہر قسم کے مصنوعی اور کیمیاوی خوشبو سے کلی اجتناب کریں۔مشرق وسطی سے درآمد کردہ مغربی خوشبوؤں سے کلی اجتناب کریں۔عطر نہ لگانا نجس ہونے یا ہلاک ہونے سے بہتر ہے۔

(۲) زیبائش کے تمام عصری اشیاء (Cosmetic Items) سے کلی اجتناب کریں اور اس کی جگہ روایتی طریقوں کا استعمال کریں۔

(۷) لکڑی، چمڑے اور سوتی یا ریشمی کپڑوں سے بنے گھریلو کھلونوں کے علاوہ عصری تمام کھلونوں سے مسلمان بچوں کو کلی اور فوری طور پر بچایا جائے۔کیمیاوی مادوں سے تیار کردہ یہ کھلونے دراصل کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیار ہیں جن سے آئندہ کی پوری مسلم نسل کو

شدید خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔

(۸) ان امور سے کلی، فوری اور سختی سے اجتناب کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عصر حاضر میں یہ تمام راستے دراصل جنگ کے راستے ہیں اور یہ اشیاء نہیں بلکہ غالب قوم کے جراثیمی، حیاتیاتی اور کیمیاوی اسلحے ہیں۔ اب کسی قوم کا خاتمہ کرنے کے لئے ٹینکوں سے حملے اور ہوائی جہازوں سے بمباری نہیں ہوگی بلکہ دوا، ٹیکہ، انجکشن، غذا، پھل، سبزی، اناج، بیج، بسکٹ، چاکلیٹ، دودھ، مشروبات اور مٹھائی بھیجی، پھیلائی اور رائج کی جائے گی اور دیکھتے دیکھتے قوم تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔

توجیہ و تشکیل: چہارم

'اتفاقی تعمیر' کی بحالی

(۱) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'مسجدیں اللہ کا گھر' اور 'جنت کے باغ' ہیں۔

(۲) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ 'بازار ابلیس کا قلعہ ہے اور وہاں اس کا جھنڈا لہراتا ہے۔

(۳) جب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر آدم کی آمد کے مقصد اور اللہ کی رضا اور دین اللہ کے نصب العین کی تکمیل کی تو اللہ تعالیٰ نے تاریخ انسانی میں پہلی بار پوری 'روئے زمین' کو 'مسجد' بنا دیا۔ (وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً ترجمہ: میرے لئے 'الارض' مسجد اور پاک بنادی گئی)

(۴) جب ابلیس روئے زمین پر اپنی پوری قوت سے دجال اکبر کے ساتھ ظاہر ہوگا اور روئے ارض سے 'دین اللہ' کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ پوری 'روئے زمین' کو 'بازار' بنا دے گا۔

(۵) جب زمین پوری طرح 'مسجد' تھی تو مومن کا ہر عمل 'عبادت' بن گیا۔

(۶) جب زمین پوری طرح 'بازار' بنادی جائے گی تو ہر عبادت تجارت اور ہر شئے قابل خرید و فروخت بن جائے گی۔

(۷) حالیہ سو سالوں اور بالخصوص گزشتہ چند سالوں میں:

(۱) پوری دنیا کا بازار بن جانا۔

(۲) تجارت، صناعت، زراعت، خدمت حتیٰ کہ اعضاء جسم کا تجارتی (Commercialization) اور صنعتی (Industrilization) ہو جانا۔

(۳) سانس لینے کی ہوا اور پینے کے پانی کا تجارتی (Commercilalization) اور صنعتی (Industrilization) ہو جانا۔

پوری زمین پر ابلیس کے غلبے اور دجال اکبر کی آمد کی تہذیبی اور تمدنی علامت ہیں۔

(۸)

(۱) جب روئے زمین پر بڑے بڑے بازار بن جائیں، بلکہ پوری روئے زمین اور اس میں پائی جانے والی ہر چیز، اس کا ہر فرد اور اس کی ہر خدمت قابل بیع وشراء مواد (Commodity) بن کر بازار (Market) کا حصہ ہو جائے۔

(۲) جب روئے ارض کی زمینیں، سمندر اور جنگل تجارتی (Commercialized) ہو کر اور صنعت (Industry) بن کر بازار (Market) کا حصہ ہو جائیں۔

(۳) جب روئے ارض پر کاشتکاری صنعت (Industry) بن کر بازار (Market) کا حصہ ہو جائے۔

(۴) جب روئے زمین پر صناعت (Manufacturing) کو غلبہ ہو جائے۔

(۵) جب روئے زمین بڑی بڑی صنعتوں (Industries) سے بھر جائیں۔

(۶) جب روئے زمین پر بڑے بڑے شہر (Mega Cities & Metros) وجود میں آ جائیں۔

(۷) جب روئے زمین پر رہائش کے لئے بڑی بڑی تعمیرات اور مجمعے (Grand Structures & Complexes) بن جائیں، تو جان لینا چاہئے کہ روئے زمین پر ابلیس اور اس کے متبع جن وانس کا غلبہ ہو چکا ہے اور اب ابلیس نے باور کر لیا ہے کہ اسے اتنی کامیابی مل چکی ہے کہ اب وہ دجال اکبر کو ظاہر کر دے۔

(۹) اس صورت حال میں اہل ہم کے لئے لازم ہے کہ وہ جلد از جلد اتفاقی رہائش گاہوں کی بحالی کریں۔

(۱۰) اہل ہم جلد از جلد شہروں سے قصبوں کی طرف، قصبوں سے گاؤں کی طرف، گاؤں سے چھوٹے گاؤں کی طرف، چھوٹے گاؤں سے جنگلی رہائش گاہوں کی طرف، جنگل رہائش گاہوں سے غاروں کی طرف جانے کی کوشش کریں۔ اور ایسی جگہوں پر بڑے پیمانے پر شجرکاری کریں اور بالخصوص پھل دار اور سایہ دار درختوں کی۔

(۱۱) امت عنقریب واقع ہونے والی اس ہلاکت (Casualties) کا اندازہ نہیں کر سکتی جو بڑے شہروں (Mega Cities & Metros) میں رہنے کے سبب ان پر وارد ہونے والی ہے۔

(۱۲) جو لوگ غذا یا غذائی اجناس کی حفاظت کے لئے مصنوعی ثلاجہ (Fridge) کا استعمال کر رہے ہیں وہ جلد از جلد اس سے چھٹکارا پالیں۔ غذا کی حفاظت کے لئے متبادل، قدیمی اور قدرتی طریقوں کا استعمال کریں۔

(۱۳) 'عام مسلمان' بالعموم اور اہل ہم بالخصوص فون، موبائل، انٹرنیٹ، ای میل اور فیکس کا استعمال صرف ضرورتاً بلکہ اضطراراً کریں۔

(۱۴) جو لوگ پانی کے لئے براہ راست نلوں کا استعمال کرتے ہیں یعنی بجائے بالٹی یا کسی برتن میں پانی لے کر یا رکھ کر غسل کرنے یا وضو کرنے کے براہ راست نلوں کا استعمال کرتے ہیں وہ بھی بڑی سرعت سے دجال اکبر کے سائے کی طرف جا رہے ہیں۔ جب سے انسان نے ابلیس کے اتباع میں اور دجال اکبر کے استقبال کے لئے ربانی اور قدرتی انتظام آب (Divine Water Management) کو درہم برہم کر کے شیطانی انتظام آب (Satanic Water Management) اختیار کیا ہے تب سے اللہ تعالیٰ نے ــــــ 'یا ارض ابلعی' 'و یا سماء اقلعی' (ھود۔۴۴) کا عذاب لادیا ہے جو شدید ہوتا جا رہا ہے۔ اسی صورت عذاب میں دجال اکبر کا دروازہ وا ہوتا ہے۔ جب اس کے طریقہ پر چل کر کوئی وقتی

طور پر یہ محسوس کرے گا کہ اس نے عذاب سے نجات پالی ہے جب کہ حقیقت یہ ہوگی کہ وہ دراصل ہلاکت کی طرف جارہا ہوگا (فمن یا تیکم بماء معین) (الملک ۔۳۰)

ترجمہ: ''پھر کون لائے تمہارے پاس پانی ابلتا''

(۱۵) جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے عالیشان (؟) عادی، ثمودی، فرعونی اور شدادی مسجدیں (؟) بنواتے ہیں اور ان میں براہ راست نلوں سے غسل اور وضو کا نظم کر رکھا ہے اور جو لوگ اس سے غسل اور وضو کر کے نمازیں پڑھتے ہیں وہ ——— نیکی برباد گناہ لازم ——— کے مصداق خود کو ہلاک کرتے ہیں۔ ہر روز غسل اور وضو کرنے والے کروڑوں لوگ خود بھی گناہ بٹورتے ہیں اور اپنے گناہ کا ایک حصہ ان کو بھی منتقل کرتے رہتے ہیں جنھوں نے ایسی مسجدیں بنوائی ہیں اور ان میں ایسے نل لگوائے ہیں۔ جب ایک سے تین لیٹر پانی سے ہونے والا وضو دس سے بیس لیٹر پانی سے ہو اور پانچ سے بیس لیٹر پانی سے ہونے والا غسل پچاس سے ڈیڑھ سو بلکہ دو سو لیٹر پانی سے ہو تو گناہ بٹورے اور تقسیم نہیں کیے جائیں گے تو کیا اجر و ثواب ملے گا۔ جب مسجدوں کی یہ صورتحال ہے تو بآسانی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان افراد اور اشخاص کے نامۂ اعمال کی کیا صورتحال ہوگی جو بڑے بڑے شہروں (Mega Cities) میں بڑی بڑی تعمیرات (Mega Structures)، فلک بوس عمارتوں (Sky Scrappers) اور مجموعوں (Complexes) تعمیر کرتے اور ان میں رہتے ہیں۔

توجیہ و تشکیل پنجم

'اتفاقی حج' کی بحالی

(۱) 'قیام' کا آخری مرحلہ 'اقامت صلوۃ' ہے۔ اور 'اقامت صلوۃ' کا آخری مرحلہ 'اقامت حج' ہے۔ 'اقامت حج' روئے ارض پر اللہ کی کبریائی کی اقامت کا اعلان عام ہے۔

(۲) اس عہد میں اکثر ارادۂ حج، صورت سفر حج، ادائیگی ارکان حج اور انتظامات حج فسادات سے بھر گئے ہیں۔

(۳) اس عہد میں صورت کم و بیش یہ ہوگئی ہے کہ حرام اور مشتبہات سے استفادہ کیے بغیر حج ہو ہی نہیں سکتا یا حرام اور مشتبہات سے استفادہ کرنے والے ہی اب حج کر سکتے ہیں۔

(۴) روئے ارض پر ابلیس کے غلبہ کے سبب صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ مال حرام کمانے، جوا کھیلنے، عیاشی کرنے حتی کہ زنا کرنے کے لئے روئے ارض کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جانے اور گھومنے پر نہ صرف یہ کہ کوئی پابندی نہیں بلکہ ان مشغلوں کے لئے ہر طرح کی سہولت فراہم اور ہر طرح کی رکاوٹ دور کی جاتی ہے اور سفر کو آسان سے آسان اور سستا سے سستا بنانے کی سعی کی جاتی ہے لیکن حلال مال سے (جو لازماً کم مقدار میں ہوگا) حج کرنا ممکن ہی نہیں رہ گیا بلکہ تقریباً محال بنادیا گیا ہے۔ اس لئے اہل ہم اس کی کوشش کریں اور سعی بلیغ کریں تا کہ اتفاقی حج بحال ہو جائے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل صورتیں اختیار کی جائیں اور اس تعلق سے رکاوٹیں دور کرائی جائیں:

(۱) حج پیدل اور بری راستوں سے کیا جائے۔ صرف ضرورتاً بحری راستوں سے حج کیا جائے۔ حج کے لئے ہوائی جہاز کا قطعاً استعمال نہ ہو۔ صرف بعض صورتوں میں اضطراراً اس بات کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

(۲) حج انفرادی یا حسب ضرورت و سہولت دیگر سواریوں پر قافلوں کی شکل میں ادا کیا

جائے۔

(۳) کھانے اور پینے کا سامان قابل عمل حد تک اپنے ساتھ لے جایا جائے۔ مثلاً ستو، شہد، کھجور وغیرہ۔

(۴) حج کے انتظام و آداب کے تعلق سے بہت سے امور جن کا رواج بیسویں صدی عیسوی میں ہوگیا یا کردیا گیا وہ بے جا، تکلیف دہ اور لغو ہیں۔ ان کے سبب حج کی صورت، مقاصد، ہیئت اور روح میں بنیادی تبدیلی ہوگئی ہے۔ ان امور نے اہل تقویٰ کو حج کرنے کے قابل نہیں رکھا یا انھیں فی الواقع بالواسطہ یا بلاواسطہ حج کی ادائیگی کرنے سے روک دیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ 'عام مسلمان' حج کے برکات سے محروم کردیئے گئے۔

گزشتہ صدی عیسوی میں ایسا لگتا ہے کہ یہودیوں کے ذریعہ کیا گیا مشرق وسطی کا نظم جدید، دراصل دجال اکبر کے ورود کی راہ ہموار کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ احادیث کے مطابق دجال اکبر کا ظہور ایسے زمانے میں ہوگا جب وہ پورے مشرق وسطی حتی کہ جزیرۃ العرب میں دندناتا پھرے گا اور حرمین کے قریب تک چلا آئے گا (لیکن اس میں داخل نہیں ہوسکے گا اس لئے کہ اللہ کے ملائکہ اسے ایسا کرنے سے روک دیں گے) لیکن احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پوری دنیا میں حتی کہ حرمین میں حق کی پامالی کی حالت ایسی ہوگی کہ مہدی چھپ کر حج کرے گا اور احادیث کے مطابق وہ ایسے لباس و وضع قطع میں ہوگا کہ بظاہر بنی اسرائیلی (یہودی) نوجوان نظر آئے گا۔

(۵) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال اکبر کے ظہور کے قریبی زمانے میں عام طور پر حج کرنے والے حکمران، حکومتی اہل کار، مال دار، تاجر اور صنعت کار، اپنی ذات یا دیگر عنوانات کے بہانے مانگنے اور سوال کرنے والے مسلمان اور علما اور مشائخ ہوں گے جن میں اکثر لوگوں کا حج مقبول اور مبرور نہیں ہوگا۔ اس سے امت میں برکتوں کی سخت کمی واقع ہوجائے گی۔ اس کمی کی تلافی کرنے اور مقبول حج کی تعداد میں اضافہ کے لئے 'عام مسلمانوں' کو زیادہ سے زیادہ انفاقی حج کرنے کی سعی کرنی چاہیے خواہ اس کے سبب انھیں صعوبتوں کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

توجیہ و تشکیل: ششم

'انفاقی جسد' کی بحالی

(۱) معرکۂ دجال اکبر کے اس مرحلے میں امت ناقابل بیان آزمائش سے عن قریب دوچار ہونے والی ہے۔ اس آزمائش سے کامیاب نکلنے اور امت کو عام ہلاکت سے بچانے کے لئے 'عام مسلمان' بالعموم اور اہل ہمم بالخصوص درج ذیل اقدامات فوری طور پر کریں:

(۱) اس کا قوی اندیشہ ہے کہ عن قریب امت مسلمہ محمدیہ کی طبعی، غیر عادی، غیر معتاد ہلاکت کی شرح ناقابل بیان حد تک بڑھ جانے والی ہے۔ خدانخواستہ یہ شرح ایک کروڑ سے دو کروڑ فی سال تک جاسکتی ہے۔ مسلمانوں کی یہ اموات اور ہلاکت سالانہ عام طبعی موت سے مرنے والوں سے الگ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آنے والے دنوں میں فی سال دو سے پانچ 'قتل عظیم' (Megadeath) کا سامنا ہو۔ 'قتل عظیم' (Megadeath) اس موت کو کہتے ہیں جو ایک ہی جگہ ایک ہی وقت میں واقع ہو اور اس میں کم از کم دس لاکھ افراد ہلاک ہوں۔ اللھم احفظنا

(۲) اس صورتحال سے نبرد آزما ہونے کے لئے عام مسلمانوں پر بالعموم اور اہل ہمم پر بالخصوص ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ شرح پیدائش اور شرح تولید کو جہاں تک اور جتنا ممکن ہو جلد از جلد بڑھائیں۔ اور اس مقصد کے لئے کثرت ازدواج اور کثرت تولید کی ہر جائز صورت اختیار کریں۔

(۲) مسلم جسد کو زیادہ سے زیادہ شدائد اور تکالیف برداشت کرنے کا عادی ابھی سے بنائیں تاکہ جب زمینی حقائق فی الواقع شدید ہوجائیں (عن قریب ہوجانے والے ہیں) تو مسلمانوں کی جسمانی اور ذہنی مدافعت کی قوت بہت متاثر نہ ہو۔ روکھا سوکھا کھانا ابھی سے کھائیں۔ کنویں، ندی اور تالاب کا

Unfiltered قدرتی پانی (گندا اور غلیظ پانی نہیں) پینے کی عادت ڈالیں۔ جدید سہولتوں کے بغیر جینے کی عادت ڈالیں۔ تاکہ جسم و ذہن Resistant ہو جائیں۔

(۳) اہل ہم ادویہ بصورت غذا یعنی غذائی ادویہ کی معلومات اور تجربہ کو تازہ کریں اور ان کو زیر استعمال لائیں۔ خواتین اور بچوں کو ان کی معلومات فراہم کریں اور ان کو ان کا عادی بنائیں کہ خود ان تدابیر کو اختیار کریں۔

(۴) تاریخ میں پہلی بار مسلم معالجین کو اللہ رب العالمین ایسی عظیم آزمائش سے دوچار کرنے والا ہے جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس تعلق سے چند ضروری امور مسلم معالجین کے لئے درج ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں:

(۱) یوں تو ہر طریقۂ علاج کے مسلم معالجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس آزمائش کے لئے خود اور امت کو تیار کریں لیکن سب سے زیادہ ذمہ داری ان معالجین پر عائد ہوتی ہے جو قدرتی اشیاء سے براہ راست علاج کرتے ہیں یا جن کا طریقۂ علاج ابھی اس (Commercialization) کا شکار نہیں ہوا ہے۔ جس سے ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک ہو چکے ہیں۔ اس عاجز کے علم کی حد تک طب یونانی کے معالجین پر سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خواہ مفردات کے تعلق سے ہو یا مرکبات اور جراحی کے تعلق سے یا بطور خاص سمیات کے تعلق سے۔

(۲) اس تعلق سے سب سے اولین ذمہ داری بالکل بے سروسامانی کی حالت اور جنگل میں علاج اور جراحی کرنے کی صلاحیت اور مہارت بڑھانے کی ہے۔

(۳) اس تعلق سے دوسری بڑی ذمہ داری مسلم مردوں، خواتین، بچوں اور بچیوں اور بالخصوص کم عمر کے لوگوں کو طبی مددگار اور ابتدائی علاج کی مہارت فراہم کرنے سے ہے۔

(۴) اس تعلق سے تیسری بڑی ذمہ داری زچگی کرانے بالخصوص بالکل بے سروسامانی کی حالت میں زچگی کرانے اور علاج و معالجہ کی مہارت کے بڑھانے کی ہے۔

(۵) اس تعلق سے چوتھی بڑی ذمہ داری زچگی میں مددگار خواتین کی تربیت اور ان کو زچہ بچہ کے ابتدائی علاج اور دیکھ ریکھ کی مہارت فراہم کرنے سے ہے۔

(۶) اس تعلق سے پانچویں بڑی ذمہ داری قدرتی اشیاء بالخصوص جنگلوں اور گاؤں میں براہ راست دواسازی کی مہارت بڑھانے سے ہے۔

(۷) اس تعلق سے چھٹی بڑی ذمہ داری سمیات اور اس کے معالجہ سے متعلق مہارت میں اضافہ کرنے سے ہے بالخصوص بے سروسامانی کی حالت میں سمیات کے معالجہ کی۔

(۸) اس تعلق سے ساتویں بڑی ذمہ داری روایتی سمیات سے جداگانہ جدید کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیاروں کی سمیات اور اس کے معالجہ سے متعلق مہارت بڑھانے سے ہے بالخصوص بے سروسامانی کی حالت میں۔

(۹) اس تعلق سے آٹھویں بڑی ذمہ داری غیر روایتی سمیات مثلاً جوہری تابکاری سے متاثر اور کیمیاوی، حیاتیاتی اور جراثیمی ہتھیاروں کی سمیات سے متاثر نعشوں کی تدفین کی مہارت پیدا کرنے اور مرد و خواتین کو اس کی تربیت دینے سے متعلق ہے۔

(۱۰) اس تعلق سے نویں بڑی ذمہ داری بالخصوص چیچک اور اس کے وسیع پیمانے پر اور بڑی سرعت کے ساتھ پھوٹ پڑنے کی صورت میں اس کے علاج و معالجہ اور تیمارداری کی مہارت بڑھانے سے ہے خصوصاً بے سروسامانی کی حالت میں۔

(۱۱) ایک عام اندازہ کے مطابق ——— پورے عالم اسلام سے قطع نظر ——— صرف برصغیر میں طبی مددگاروں اور زچگی میں مددگار مرد و خواتین کی آئندہ ضرورت فی کس دس لاکھ سے بیس لاکھ کی ہوگی۔

(۵) عہد موجودہ میں امت مسلمہ محمدیہ کے لئے بالعموم اور ان میں اہل ہم کے لئے بالخصوص لازم ہے کہ وہ ہر اس مہم (Campaign) اور کوشش (Drive) سے خود کو محفوظ رکھیں جس میں (Sweeping Approach) اختیار کیا گیا ہو۔ مثلاً بیمار اور صحت مند ہر فرد کو بلا لحاظ بچاؤ کے نام پر

احتیاطی دوا دینا۔ موجودہ زمانہ تاریخ انسانی کا سب سے 'کھلا' اور 'معلوم' زمانہ نہیں بلکہ سب سے 'چھپا' اور 'خفیہ' زمانہ ہے۔ اسی زمانے میں تاریخ انسانی میں پہلی بار 'Patent Right' اور 'Copy Right' کے نام پر علوم، دریافت اور ایجادات کی حقیقت چھپائی گئی ہے۔ اور غریب اقوام پر بڑی بڑی جنگیں محض ہتھیاروں کا تجربہ کرنے کے لئے تھوپی گئی ہیں۔ ایسی حالت میں ہم چند نام نہاد مسلم دانش وروں اور ماہرین کی آراء پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ گزشتہ سو سالوں میں متعدد بار یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے دانش وروں کی حیثیت اور حقیقت 'Record Player' سے زیادہ کچھ نہیں۔ وہ وہی کہتے ہیں جو مغربی استعمار ان کو باور کراتا ہے۔ جہاں تک مغربی استعمار کی حقیقت جاننے کا سوال ہے تو وہ اس سے اکثر نابلد ہوتے ہیں۔ ایسے مسلم دانش وران اور حکمران انسان ہوتے ہوئے بھی اتنے ذی فہم اور اپنی قوم کا اچھا برا سمجھنے والے ثابت نہیں ہوئے جتنے جنگل کے جانور۔ مغربی یہودی غیر انسانی تجربوں پر جانوروں کے رد عمل کو جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Cindy Engel: Wild Health: How Animals Keep Themselves Well and What We Can Learn From Them: Houghton Mifflin, 2002.

(۹) کثرت ازدواج اور کثرت تولید کے تعلق سے الحمد للہ 'عام مسلمانوں' کو سمجھانے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ تاہم امت مسلمہ کے 'ضعفاء' اور بالخصوص 'معتز بین' کو چاہئے کہ وہ عن قریب شائع ہونے والی فلپ لانگ مین (Phillip Longman) کی کتاب "The Empty Cradle: Basic Books, 2004" ضرور پڑھ لیں۔ جس کا کچھ حصہ Foreign Affairs: May/June 2004 میں شائع ہوا ہے۔ اس عاجز کو قوی امید ہے کہ اگر 1968 میں پال اہرلخ (Paul Ehlrich) کی کتاب (Paul Ehlrich: The Population Bomb) ان کی سمجھ میں آئی تھی تو ان شاء اللہ یہ کتاب بھی ——— بلکہ کتاب سے زیادہ اس کا بین السطور ——— ان کی سمجھ میں ضرور آ جائے گا۔

(۷) عصر حاضر میں طرح طرح کی وبائی اور متعدی اور غیر متعدی بیماریاں پھیل رہی ہیں جن کے علاج کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ دواؤں اور طریقوں کی تشہیر کی جاتی ہے جس سے تاثر ملتا ہے کہ مغربی طریقہ حیات میں کتنی آسانیاں میسر ہیں۔ جب کہ عام طور پر یہ بیماریاں پھیلتی نہیں بلکہ پھیلائی جاتی ہیں۔ اس وقت ان کے ذرائع درج ذیل ہیں:

(۱) جراثیمی جنگ۔

(۲) حیاتیاتی جنگ۔

(۳) جوہری جنگ۔

(۴) جراثیمی، حیاتیاتی اور جوہری تجربے خواہ وہ تجربے ہوں یا دواؤں کے تجربے۔

(۵) بعض دوائیں جو در اصل در پردہ بیماریاں پیدا کرتی ہیں خواہ راست کریں یا بطور سائڈ ایفیکٹ مثلاً حاملہ عورتوں کو متلی کے لئے دی جانے والی دوا Thalidomide عام طور پر ناتمام بچوں کی پیدائش، اپاہج بچوں کی پیدائش یا پولیو زدہ بچوں کی پیدائش پر منتج ہوتی ہے۔

(۶) جینیٹک طور پر تبدیل شدہ اناج، پھلوں، سبزیوں گوشت، مچھلی، مرغ کے ذریعہ۔

(۷) ڈبہ بند کھانوں کے ذریعہ۔ مثلاً مرغ بانی میں جس طرح بے تحاشا اینٹی بایوٹک کا استعمال صرف جلد فربہی کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے۔

(۸) مشروبات (Cold Drinks) کے ذریعہ۔

(۹) کیمیاوی مواد سے تیار کردہ کھلونوں اور دیگر گھریلو سامان کے ذریعہ۔

(۱۰) معالجہ کے طریقوں سے مثلاً ——— ایکس رے (X-Ray) کے ذریعہ ——— سی ٹی اسکین (CT Scan) کے ذریعہ ——— پیٹ (PET) کے ذریعہ ——— ایم آر آئی (MRI) کے ذریعہ۔ اطباء کو چاہئے کہ وہ ان امور کے تعلق سے اپنی قومی و ملی ذمہ داریاں پوری کریں۔ ایسے طبی طریقے وضع کریں یا ماضی میں پائی جانے والی صلاحیتوں مثلاً نباضی کو

بڑھائیں تاکہ ان کی مدد سے ان مضر طریقوں سے محفوظ رہا جاسکے۔

(۸) احادیث مبارکہ میں جن نیم آدمی یا آدمی نما مخلوقات کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی ہے ایسا لگتا ہے کہ وہ گھڑی آن پہنچی ہے۔

(۹) لہٰذا تمام مسلمانوں اور بالخصوص اہل ہم کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ فطرت کو حتی المقدور بچائیں۔ مغربی طبی معالجہ اور دواؤں بالخصوص جینٹک میڈیسن (Genetic Medicine) سے کلی اجتناب کریں۔ آدمی کی نسل کو بچائیں۔ اناجوں، پھلوں، سبزیوں وغیرہ کے بیجوں کی حفاظت کریں۔ فطری بیجوں کو محفوظ رکھیں۔ اور صرف ان کی ہی کاشت کریں۔ پالتو جانوروں کی نسل کو بچائیں۔ اور انھیں مصنوعی اور غیر فطری نسل بننے سے بچائیں۔

توجیہ و تشکیل: ہفتم

'اتفاقی قیادت' کی بحالی

(۱) عہد حاضر میں مسلمانوں کی قیادت کے اہل لوگوں اور ان کے اعوان و انصار کے مطلوبہ صفات درج ذیل ہیں:

- **(۱)** نوجوان ہوں۔
- **(۲)** صحت مند ہوں۔
- **(۳)** صالح ہوں۔
- **(۴)** قرآن پڑھتے وقت ان پر گریہ، لرزہ یا حیرت طاری ہو جاتی ہو۔
- **(۵)** شہید ہونے کا جذبہ رکھتے ہوں اور اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہوں۔
- **(۶)** اسرار دین سے واقف ہوں۔
- **(۷)** سنت رسول ﷺ سے واقف ہوں۔
- **(۸)** 'علت شرع' یا 'شرعۃ' سے واقف ہوں۔
- **(۹)** 'صورت منہاج' سے واقف ہوں۔
- **(۱۰)** 'ایام اللہ' سے واقف ہوں۔
- **(۱۱)** فی زمانہ 'الارض' کے احوال و حیثیت سے واقف ہوں۔
- **(۱۲)** فی زمانہ 'تقلب فی البلاد' سے واقف ہوں۔
- **(۱۳)** فی زمانہ 'تداول ایام' سے واقف ہوں۔

(۱۴) فی زمانہ 'طاغوت' سے واقف ہوں۔

(۱۵) فی زمانہ 'قردۃ' 'خنازیر'، 'عبد طاغوت'، 'غاوون' اور 'شعراء' سے واقف ہوں۔

(۱۶) فی زمانہ مسلم معاشرہ میں 'طیب' اور 'خبث' کی حالت سے واقف ہوں۔

(۱۷) فی زمانہ 'افک' اور 'افتراء' سے واقف ہوں۔

(۱۸) فی زمانہ 'سحر' سے واقف ہوں۔

(۱۹) فی زمانہ 'اجل'، 'اجل امت' اور 'اجل مسمیٰ' سے واقف ہوں۔

(۲۰) فی زمانہ 'تلاوت آیات' سے واقف ہوں۔

(۲۱) فی زمانہ 'منقلب' 'مقام'، 'تکبیر'، 'رجز'، اور 'تمنیٰ'، سے واقف ہوں۔

(۲۲) فی زمانہ، 'مثویٰ'، 'عرض قریب'، 'سفر قاصد'، 'قرح'، 'تقم' اور 'انقلاب عقب' سے واقف ہوں۔

(۲۳) فی زمانہ 'اقامت صلوۃ' سے واقف ہوں۔

(۲۴) فی زمانہ 'اقامت صبر' سے واقف ہوں۔

(۲۵) اللہ تعالیٰ سے 'قصد سبیل'، 'تاویل احادیث'، 'استقامت'، 'نصرت' اور 'فتح' کے طالب ہوں۔

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ اول)

لائحہ فکر و عمل برائے غیر اہل ہمم، مستضعفین و اہل عذر

تمہید

(۱) امت مسلمہ صرف ایک جسد واحد ہے۔ اس کے لئے بنیادی طور پر صرف ایک نصب العین، ایک مقصد اور ایک ہدف ہو سکتا ہے۔

(۲) اجتماعی زندگی میں ایک نصب العین، ایک مقصد اور ایک ہدف ہوتے ہوئے بھی کاموں کی تقسیم کی جاسکتی ہے جس سے کارکردگی میں اضافہ اور حصول مقصد میں آسانی ہو جاتی ہے۔

(۳) امت مسلمہ محمدیہ کے لئے اصلی لائحہ فکر و عمل تو وہی ہے جس کا ذکر تدبیر و توجیہ حصہ سوم میں گزر چکا ہے۔

(۴) اس حصہ میں امت مسلمہ محمدیہ کے بعض افراد اور اجتماعیات کے مخصوص احوال کو دیکھتے ہوئے اس لائحہ کی ایک مخصوص توجیہ (Orientation) کی گئی ہے۔

(۵) اس حصہ کا بنیادی مقصد

(۱) امت میں بعض طبقات میں موجود فکری، علمی اور عملی پراگندہ خیالی کے مضر اثرات کا سدباب کرنا ہے۔

(۲) امت میں موجود 'قوت کار' کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا ہے۔

(۳) امت میں موجود 'حرکیت' کو لایعنی اور بعض اوقات مضر کاموں میں ضائع ہونے سے بچانا ـــــ ہے، ـــــ اور ـــــ

(۴) پوری امت مسلمہ میں بنیادی ربط کو استوار اور مضبوط کرنا ہے۔

تدبیر و توجیہ ۲ (حصہ دوم)

صالح ترین اور خبیث ترین معاشرہ

(۱) صالحیت سے پر، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں سے قریب تر اور عذاب الٰہی سے دور تر معاشرہ صالح ترین معاشرہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس خباثت سے پر، اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب الٰہی سے قریب تر معاشرہ خبیث ترین معاشرہ ہوتا ہے۔

(۲) صالح ترین معاشرہ وہ ہے:

(۱) جہاں لوگ حکمراں اور اس کے اعوان وانصار اور ان کے مصاحب بننے سے اس طرح بچیں جیسے کوئی دہکتی ہوئی بھٹی میں گرنے سے بچتا ہے۔ اس کے برعکس اہل افراد سے لوگ عاجزانہ درخواست کریں حتی کہ اس کے انکار کرنے اور ذمہ داری سے بچنے کے باوجود پکڑ کر انھیں اپنا حکمراں اور ان کے اعوان وانصار بنائیں۔ اور ان کے لئے رات کی تنہائی میں دعاء کریں۔

اس کے برعکس سب سے برا اور خباثت سے بھرا ہوا معاشرہ وہ ہے جہاں حکمراں اور اس کے اعوان وانصار بننے کے لئے لوگ بے قابو ہو کر باہم مسابقت کریں۔ معاشرے کے بد اطوار، ناپاک مال رکھنے والے اور ناپاک طریقوں اور قوتوں سے کام لینے والے لوگ اس کی بالواسطہ یا بلا واسطہ حمایت کریں اور اسے حکمراں بنانے کی کوشش کریں۔ اور عام انسان رات کی تنہائی میں حکمراں بننے کے اس خواہش مند فرد یا طبقے کے لئے بد دعا کریں اور ان سے خدا کی پناہ چاہیں۔

(۲) جہاں قتل ناحق کے سب سے کم واقعات ہوتے ہوں اور مظلوم کو کم سے کم وقت

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں قتل ناحق کے سب سے زیادہ واقعات ہوتے ہوں، مظلوم کو عدل نہیں ملتا اور مجرم اکثر بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہوں۔

(۳) جہاں زنا بالجبر اور زنا بالرضاء کے سب سے کم واقعات ہوتے ہوں اور بفرض محال اگر ایسے حادثات ہو ہی جائیں تو زانی اور زانیہ اپنے فعل پر خود شرمسار ہو کر محض آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنے اوپر حد جاری کرنے کے خواہش مند ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں زانی اور زانیہ باوقار مناصب پر فائز کئے جائیں اور حکمراں، علماء، مشائخ اور اعیان معاشرہ ان سے مصاحبت رکھیں۔

(۴) جہاں کسی شخص کی موت کے بعد وراثت جلد تقسیم ہوتی ہو اور وراثت کی مقدار و مالیت کم سے کم ہو۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں وراثت تقسیم نہ ہوتی ہو اور وراثت کی مقدار و مالیت زیادہ سے زیادہ ہو اور اس وراثت سے مستفید ورثاء کی تعداد کم سے کم۔

(۵) جہاں یتیم گھروں میں حسن سلوک کے ساتھ پالے جاتے ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں غیر سرکاری طور پر بڑے بڑے یتیم خانے چلائے جاتے ہوں۔ جہاں تک تیسری صورتحال کی بات ہے یعنی وہ معاشرہ جہاں یتیم نہ گھروں میں پالے جاتے ہوں نہ سرکاری اور غیر سرکاری یتیم خانوں میں تو ایسے معاشرے پر عذاب الٰہی کے دروازے کھل چکے ہوتے ہیں۔

(۶) جہاں مسافر گھروں میں ٹھہرائے جاتے ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں بڑے بڑے سرائے اور عالیشان ہوٹل پائے جاتے ہوں۔

(۷) جہاں مہمان اور مسافر گھروں میں پکے ہوئے کھانے کھاتے ہوں۔

اس کے برعکس سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں گھر کے مرد، خواتین اور بچے معمول کا کھانا ہوٹلوں میں جا کر کھاتے ہیں۔

(۸) جہاں مفلس محتاج اور مصیبت زدہ کم سے کم علانیہ دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہوں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں مفلس اور محتاج علانیہ دست سوال دراز کرنے پر زیادہ سے زیادہ مجبور کر دیے جائیں۔

(۹) جہاں اسٹاک ایکس چینج پایا ہی نہ جاتا ہو۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں منظم اور ترقی یافتہ اسٹاک ایکس چینج (Highly Organised & Developed Stock Exchange) پایا جاتا ہو۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسٹاک ایکس چینج 'فتنہ مال' کی چھاؤنی اور دجال اکبر کے ہراول دستہ کا پیش خیمہ ہے۔ اسٹاک ایکس چینج کی سرپرستی کرنے والے حکمران اور اس سے منسلک ہر فرد در اصل دجال اکبر کے جاؤش ہیں۔

(۱۰) جہاں اکثر لوگ۔ مرد، خواتین اور بچے صبح صادق کے وقت بیدار ہو جاتے ہیں اور عشاء کے معاًبعد بستروں پر چلے جاتے ہیں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں لوگ مرد، خواتین اور بچے دیر رات سوتے ہیں اور طلوع آفتاب کے بہت بعد دن چڑھے بیدار ہوتے ہیں۔

(۱۱) جہاں اموال غیر نامیہ کی زکوۃ کے نصاب کے اہل لوگ کم سے کم ہوں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں لوگوں کے پاس اموال غیر نامیہ کی مقدار زیادہ سے زیادہ ہو اور وہ زکوۃ نہ دیتے ہوں۔

(۱۲) جہاں انتظامی اور تجارتی دفاتر میں ذمہ دار ان کے اسٹینو، پرسنل اسسٹنٹ،

پرائیوٹ سکرٹری، اور کنسلٹینٹ کی حیثیت سے خواتین سب سے کم پائی جاتی ہوں۔

اس کے بالمقابل سب سے برا معاشرہ وہ ہے جہاں ان امور میں خواتین کی تعداد سب سے زیادہ ہو۔

تدبیر و توجیہ۔۲ (حصہ سوم)

دنیا میں تمکن کے تقاضے

(۱) روئے ارض پر کس قوم کا نظام غالب ہوتا ہے؟ دنیا میں کون سی قوم امتِ وَسَطْ بن سکتی ہے؟ امتِ وَسَطْ کے منصب پر قائم رہنے کے موضوعی تقاضے کیا ہیں؟۔ ان سوالوں کا جواب درج ذیل ہے:

(۱) وہ قوم جو 'تاریخ اکبر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم رکھتی ہے اور عمل کرنے سے پہلے انفرادی اور اجتماعی طور پر اس کا استحضار اور ہر عمل کے بعد اس سے احتساب کرتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے بعد روئے ارض پر 'تاریخ اکبر' کا سب سے مستند اور سب سے بڑا ذخیرہ 'قران وسنت' کی شکل میں امت مسلمہ کے پاس ہے لیکن بحیثیت مجموعی پچھلے سات سو سالوں سے 'تاریخ اکبر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم رکھنے والی قوم یہودی ہیں۔

(۲) وہ قوم جو 'تاریخ اصغر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم رکھتی ہے۔ اور ہر عمل کرتے وقت انفرادی اور اجتمائی طور پر اسے پیش نظر رکھتی ہے۔ پچھلے دو ہزار سالوں سے عہد نبوی اور عہد خلافت راشدہ کو چھوڑ کر 'تاریخ اصغر' کا سب سے زیادہ اور براہ راست علم یہودیوں کے پاس ہے۔

(۳) وہ قوم جو 'علم ألسنة' (Knowledge of Languages) میں سب سے فائق ہو اور اس قوم کی دینی، فکری اور علمی کتابیں 'علم السنة' سے سب سے زیادہ اور ہمہ جہت طور پر مستفید اور نقد یافتہ ہوں اور اس میں تاریخی تسلسل پایا جاتا ہو۔

(۴) وہ قوم جو 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' (Multidisciplinary Knowledge

(Base) رکھنے کے اعتبار سے سب سے فائق اور ارفع ہو۔

(۵) وہ قوم جس کی قیادت ——— حکمران، علماء، مشائخ اور اعیان معاشرہ ——— 'تاریخ اکبر'، 'تاریخ اصغر'، 'علم السنة' اور 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' رکھنے میں عامة الناس سے فائق ہوں۔

یہودیوں میں 40 عیسوی سے 2004 تک فکری اور علمی صلاحیتوں کے رکھنے کے اعتبار سے درج ذیل ترتیب بلافصل قائم رہی ہے:

(۱) اس قوم میں سب سے ارفع، کثیر الفنون معلوماتی سطح، علماء اور مشائخ کی رہی ہے ——— اس سے فروتر عصری علوم کے دانش وران کی ——— اس سے فروتر اعیان معاشرہ کی ——— اور 1948 کے بعد سب سے فروتر ان کے حکمرانوں کی۔ حکمران یہودیوں میں نسبتاً سب سے کم صلاحیت کے مالک افراد ہوتے ہیں جو فی الواقع "تعمیل" کے ماہر ہوتے ہیں۔ یہودیوں میں تفکیر ہمیشہ بلافصل علماء و مشائخ کے ہاتھوں میں ——— ان کے نزدیک محض برکت کے لئے نہیں بلکہ از روئے حقیقت ——— رہی ہے اس لئے کہ یہودی علماء اور مشائخ سے زیادہ علم رکھنے والا ان کی قوم میں کوئی عموماً دوسرا نہیں ہوتا۔

یہ عاجز خوب سوچ سمجھ کر اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ امت مسلمہ محمدیہ کو خلافتِ راشدہ کے بعد ایک عظیم سازش کے تحت منہدم کیا گیا۔ تاریخی حقائق بتاتے ہیں کہ خلافت راشدہ کے معاً بعد ہی امت میں صورتحال بحرانی ہو چکی تھی۔ اب تو اس کی کوئی انتہا ہی نہیں رہی۔ چنانچہ امت میں 'کثیر الفنون معلوماتی سطح' رکھنے کے تعلق سے خلافت راشدہ کے بعد ترتیب بالکل مختلف ہو گئی۔ جواب تقریباً الٹ گئی ہے۔ امت مسلمہ محمدیہ میں سب سے زیادہ باصلاحیت حکمراں ہوئے ——— ان سے فروتر عصری علوم کے دانش وران ——— ان سے فروتر اعیان معاشرہ ——— اور سب سے فروتر علماء و مشائخ۔ یہ بحران دوسری صدی ہجری آتے آتے راسخ ہو چکا تھا جس کا مظہر امام محمد الشیبانی کا یہ قول ہے: من لا يعرف أهل زمانه فهو جاهل (جو عالم دین اپنے زمانے کے لوگوں اور احوال کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے)۔ اس کا واضح مفہوم ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد امت میں سازش کرنے والوں

نے معاشرے میں ایسی بنیادی تبدیلیاں کیں کہ دوسری صدی آتے آتے 'علماء وقت' کہلائے جانے والے ایسے لوگ کثیر تعداد میں پائے جانے لگے تھے جو عصر حاضر سے ناواقف محض تھے اور علوم دین سے مراد کچھ ایسی باتیں سمجھی جانے لگیں تھیں جن کا لوگوں کے احوال سے حقیقی تعلق نہ ہو۔ چنانچہ یہ سوال پیدا ہوا کہ جو علماء عصر حاضر سے ناواقف ہیں انھیں عالم دین کہا جائے یا نہیں؟

عصر حاضر میں علماء و مشائخ کی بات جانے دیجئے امت کے سب سے بیدار اور با خبر طبقہ یعنی حکمرانوں کی ذہنی، فکری، علمی درماندگی اور واماندگی کن حدوں کو چھو رہی ہے اس کا اندازہ صرف اس تجزیہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ "ظہیر الدین محمد بابر (1483-1530) مسلمانوں میں وہ آخری حکمراں گزرا ہے جو عصر حاضر کو جانتا تھا۔"

علماء وقت کی اپنے تعلق سے خوش فہمی اور اپنے کو اس منصب جلیلہ پر فائز رکھنے کی ہوس اب تو بے حیائی کی حدوں کو پار کر چکی ہے۔ چنانچہ اسی ہوسنا کی کا نتیجہ ہے کہ انھوں نے اپنے احوال کی اصلاح کی حقیقی فکر کرنے کی بجائے ایک نئی اصطلاح رائج کی ہے تاکہ کم از کم عندالناس ان کی چلی آرہی حیثیت برقرار اور مستحکم رہے خواہ ایسا کرنے سے دین اللہ اور ملتِ مسلمہ کی جو درگت بنے اس سے انھیں کوئی مطلب نہیں۔ عیارانہ طور پر رائج کردہ وہ اصطلاح ہے ——— 'عرض مسئلہ'۔

(۶) وہ قوم جو 'منصبی نقل مکانی' کرے۔ یا کم از کم 'مقصدی نقل مکانی' میں سب سے زیادہ متحرک اور فائق ہو۔ 'اجباری نقل مکانی' نقص اور مجبوری ہے اور "حریصانہ نقل مکانی" تو صریح غلامی۔

(۷) وہ قوم جس میں اہل علم 'ماوراء نسل' (Transgeneration) علمی تخلیق' کا عزم رکھتے ہوں۔ مثلاً

(۱) قوم یہود میں اس قبیل کے سینکڑوں زندہ اہل علم میں سے صرف ایک اہل علم کا ذکر کافی ہوگا۔ اور وہ ہیں: جے نیوسنر (J. Neusner) جو بیسویں صدی کی تیسری دہائی سے

اس دم تحریر تک یہودیوں کی تاریخ بابل ثانی (Second Babylon) پر تحقیق کر رہے ہیں اور اس کے فکری اور علمی سرمایوں کو جمع کرنے کی کوشش کر رہے اور ان کے تقریباً پچاس سے زائد جلدوں پر مشتمل کام ——— جو متعدد پہلوؤں سے متعلق ہے ——— اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ جس کی ہر جلد اپنے موضوع پر علم اور تحقیق کی دنیا کا ایک شاہکار ہے۔ اس عاجز نے نیوسنر کی متعدد کتابیں پڑھیں ہیں اور وہ اس کی گواہی دیتا ہے۔

(۲) رومن کیتھولک طبقہ میں وہ مصنف جس نے شہرۂ آفاق کتاب مگنے گریکا (Migne Graeca) اور مگنے لیٹینا (Migne Latina) مرتب کی ——— جو نادر الوجود اور کثیر الفنون دستاویزات کی ترتیب کا محیر العقول شاہکار ہے۔ مصنف انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں پیدا ہوا۔ غالباً 1838 میں اعلیٰ علمی سند حاصل کی۔ اور اسی سال مگنے گریکا (M.G) کی ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ 69-1868 میں مگنے گریکا (M.G) کی سو سے زائد ضخیم جلدوں کی ترتیب سے فارغ ہوا اور اسی سال مگنے لیٹینا (M.L) کی ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ 1898 میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت تک اس نے مگنے لیٹینا (M.L) کی اٹھتر (78) ضخیم جلدیں مرتب کر لی تھیں۔ اس عاجز نے M.G اور M.L کے بعض حصے پڑھے ہیں۔ علمی اور تحقیقی کاوش اور اپنے سرمائے کی حفاظت کی فکر دیکھ کر آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

(۳) اسی طرح مشہور انگریز مستشرق مونیر۔ ولیم (Moneir - William) جس نے استشراقی علم کی تلاش میں پہلے سنسکرت سیکھی۔ پھر نصف صدی سے زاید عرصے تک قوم کے لئے ایک اچھی اور جامع سنسکرت۔ انگریزی ڈکشنری مرتب کرتا رہا۔ کتاب کے پہلے ایڈیشن کے پیش لفظ میں مرتب کے بیٹے نے لکھا ہے:

"یہ سوچ کر دل کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ ابا جان نے نصف صدی سے زیادہ مدت پر محیط انتھک محنت کے بعد اپنی مرتب کردہ ڈکشنری کے تعلق سے آکسفرڈ یونیورسٹی پریس کے ذمہ داران کی طرف سے ان کے نام بھیجا ہوا وہ خط اپنے انتقال سے صرف دو دن پہلے دیکھ لیا تھا جس

میں ذمہ داران نے انہیں مطلع کیا تھا کہ وہ اب اس کی طباعت و اشاعت کا فیصلہ کر چکے ہیں اور کتاب ایک سال کے اندر طبع ہو کر منظرِ عام پر آجائے گی۔"

(۸) وہ قوم جس میں ہر فن کے الگ الگ اور یکجا قوامیس (Encylopaedias) کی تصنیف، تالیف اور اشاعت ہو رہی ہو۔ اور اس کے پس منظر میں بنیادی محرک اس قوم میں اس کی طلب ہو۔

(۹) وہ قوم جس میں 'کثیر الألسنہ ڈکشنریاں' Multi-Lingual Dictionaries اور "کثیر الألسنہ جامع ڈکشنریاں" (Multi-Lingual Poly-Dictionaries) اور ('Poly-Glot') کتابیں سب سے زیادہ تصنیف و مرتب ہو کر شائع ہوتی ہوں، اور قوم میں اس کی طلب ہو۔

(۱۰) وہ قوم جس کی مادری زبان (ذیلی زبان اور لہجہ نہیں) اس کی علمی زبان ہو اور اس علمی زبان میں ڈکشنریوں کے ایڈیشن نئے علمی الفاظ کے وجود میں آنے کے سبب کم ترین عرصے میں از کار رفتہ ہو جاتے ہوں۔

(۱۱) وہ قوم جس میں شائع ہونے والی علمی اور تحقیقی کتابیں نہ صرف Indexed ہوں بلکہ ان میں متعدد اقسام کے اشاریئے (Indices) پائے جاتے ہوں۔ قوم کی حقیقی ترقی معاشی اعداد و شمار، مجموعی قومی پیداوار (GDP)، فی کس آمدنی (PCI)، اور اسٹاک ایکسچینج کے اتار چڑھاؤ سے نہیں جھلکتی بلکہ حقیقی ترقی کے پیمانوں میں سے ایک بنیادی پیمانہ ہے قوم کی مادری زبان میں تحقیقی اور علمی کتابوں میں متعدد اقسام کے اشاریوں (Indices) کی موجودگی اور عدم موجودگی۔ جس قوم میں علمی اور تحقیقی کتابیں بھی انڈکس سے عاری ہوں وہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اس قوم کا قومی جسد جاں کنی کی حالت کو پہنچ چکا ہے۔

(۱۲) وہ قوم جس میں شائع ہوتے والی تحقیقی، علمی اور فنی کتابیں زیادہ سے زیادہ حواشی سے مزین (Annotated) اور معرب (Punctuated) ہوں۔

(۱۳) وہ قوم جس میں شائع ہوتے والی تحقیقی، علمی اور فنی کتابیں 'اجری علم' ([illegible] Knowledge) سے لازماً بحث کرتی ہوں اور قوم میں ہر عنوان کے تعلق سے اجری علم (Marginal Knowledge) خاص و عام میں معلوم اور شائع ہو۔

(۱۴) وہ قوم جس کی علمی زبان میں دنیا کے ہر خطے میں شائع ہونے والے علمی، تحقیقی اور فنی کتابوں کے تبصرے اور تلخیصات کم سے کم مدت میں دستیاب ہوں۔ تبصرے اور تلخیصات ایک سال کے اندر اور تراجم دو سال کے اندر۔

(۱۵) وہ قوم جس میں محلہ کی سطح سے مرکز المراکز کی سطح تک نہ صرف عوامی لائبریریاں پائی جاتی ہوں بلکہ ان لائبریریوں میں علمی مصادر، مراجع اور منابع کی قابل لحاظ کتابیں موجود اور دستیاب ہوں۔

(۱۶) وہ قوم جس میں رونما ہونے والے حوادث و واقعات پر ایک سال سے پانچ سال کے اندر بیشتر متعلق دستاویزات، روز نامچے، سفرنامے اور آپ بیتیاں طبع ہو کر شائع ہو جاتی ہوں۔ اور ان اشاعتوں سے قومی اجتماعی زندگی میں احتسابی عمل جاری ہو۔

(۱۷) وہ قوم جس کے حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ کی خود نوشت یا غیر نوشت سوانح عمری اور ان کی زندگی سے متعلق دستاویزی مواد کی طباعت و اشاعت ان کی موت سے قبل ہو جاتی ہو۔ اور ان کی مقدار اتنی ہو کہ ان کی موت ان میں صرف سن اور تاریخ موت کا اضافہ کرتی ہو۔

(۱۸) وہ قوم جس کے حکمراں اس قوم کی شستہ زبان میں گفتگو، تقریر اور تحریر کرتے ہوں اور ان میں قوم سے اس کی تلمیحات میں ربط رکھنے کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہو اسی کے ساتھ ساتھ وہ معاصر اقوام کی شستہ زبان اور ان کی تلمیحات پر بھی قدرت رکھتے ہوں۔

(۱۹) وہ قوم جس میں 'علم الآخرۃ' کی توہمی اور فرضی حساسیت کی بجائے حقیقی اور عینی حساسیت پائی جاتی ہو اور اس قوم کا فکری، علمی، عملی اور رویہ جاتی منہج اسی حقیقی اور عینی حساسیت سے متحرک ہو۔

(۲۰) وہ قوم جس کی 'علمی زبان' اپنے صوتیوں (Phonems) یعنی مصوتوں اور مصمتوں کو نہ

صرف 'مضبوط' رکھنے پر قدرت رکھتی ہو بلکہ دنیا کی زیادہ سے زیادہ زبانوں کے صوتیوں کو بھی بعینہٖ مضبوط ومرسوم رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

(۲۱) وہ قوم جس میں ''بال جبریل'' یا ''کار جہاں دراز ہے'' جیسی تخلیقات جب منظر عام پر آتی ہوں تو پوری قوم کے ہر خاص و عام میں کہرام برپا ہو جاتا ہو اور قوم ایسے تخلیق کاروں کو اپنے نوبل پرائز سے سرفراز کرتی ہو۔

اس کے برعکس کسی قوم کی قومی حیات کی جاں کنی کی علامت یہ ہے کہ جب اس میں یمیم نورائیم (Yamim Noraim) جیسی تخلیق سامنے آتی ہو تو عوام تو عوام اس قوم کے خواص بھی نہ اسے پڑھ سکتے ہوں اور اگر بفرض محال پڑھ بھی ڈالیں تو کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

(۲۲) وہ قوم جس میں تفکیر کے تعلق سے تصنیفات کرنے اور افکار دینے میں سولہ سے پچیس سال کی عمر کے افراد کا حصہ پچاس فیصد سے زیادہ ہو۔ اور:

(۱) قوم کے حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ایسے افراد کی تلاش میں رہیں۔

(۲) ان کی فوری نشاندہی کے لئے قوم میں باضابطہ ذرائع اور ادارے قائم ہوں۔

(۳) ان کی نشاندہی کے بعد ان سے استفادہ کی شکل فوری طور پر نکالی جاتی ہو۔

(۴) ایسے نوعمر ذکی لوگوں سے استفادہ کے نام پر بے گار نہ لیا جاتا ہو بلکہ ضرورت پڑے تو ان کے لئے جگہ اور کرسی خالی کردی جاتی ہو۔

اسحاق برراؤ (Isaac Barrow 1630-1677) مشہور یہودی سائنسدان تھا اور مشہور عالم یہودی سائنسدان اسحاق نیوٹن (Isaac Newton 1643-1727) کا اصل استاذ اور اس سے صرف تیرہ سال بڑا تھا۔ اس کی یہودیوں کے لئے سائنس کی تحقیق میں بڑی خدمات ہیں۔ لیکن یہودی آج تک اس کا فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس کے دو کارناموں میں زیادہ بڑا کارنامہ کون سا ہے۔

اس کا پہلا کارنامہ تھا سائنس میں نادر تحقیق اور اسحاق نیوٹن جیسی شخصیت کو سائنس کی تعلیم دینا۔ اور اس کا دوسرا کارنامہ تھا 1669 میں کیمبرج یونیورسٹی میں لوکیسین پروفیسر (Lucasian Professor) کے منصب سے از خود استعفاء دے دینا تاکہ اس کا شاگرد نیوٹن اس پر فائز ہو سکے۔ جب کہ خود اس وقت اس کی عمر 39 سال اور شاگرد کی عمر 26 سال تھی۔

(۲۳) وہ قوم جس میں تعمیل کے تعلق سے اہل افراد کا اسی فیصد سولہ سے تیس سال کی عمر پر مشتمل ہو۔ قوم کے حکمراں، علماء، مشائخ اور اعیان معاشرہ علانیہ طور پر ایسے افراد کی تلاش میں سرگرداں ہوں اور اس کے لئے قوم میں ڈھانچہ (Infrastructure) موجود اور فعال ہو۔

(۲۴) وہ قوم جس کے اندر ملی علمی سرمایہ کی تمام زبانوں اور عالمی زبانوں میں ترجمہ کا فن بے حد بالیدہ ہونے کے باوجود اس قوم کے صف اول اور صف دوم کے اہل علم ہر حال میں اصلی مصادر کی طرف ہی مراجعت کرتے ہوں۔

(۲۵) وہ قوم جس میں قوم کے اندر موجود علمی سرمایہ کی تمام زبانوں اور فی زمانہ اس عہد کی ہم عصر عالمی زبانوں اور دیگر فنون کی کتابوں کے نقول تیار کرنے والے اور موجودہ عہد میں کتابت کرنے، کمپوز کرنے، تصحیح کرنے، ایڈٹ کرنے اور چھاپنے والے سب سے زیادہ دستیاب ہوں۔ عصر حاضر میں عالم اسلام کے بڑے علمی مراکز مثلاً کراچی، لاہور، تہران، قاہرہ اور دہلی میں بمشکل ۱۰ عالمی زبانوں میں کتابوں کی کتابت کرنے، کمپوز کرنے، تصحیح کرنے، اور چھاپنے والے مسلمان دستیاب ہوں گے۔ ہماری موجودہ حالت کا اندازہ صرف اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1870 میں پیرس، لندن اور برلن میں چار ہزار عالمی زبانوں میں ایسے کام کرنے والے دستیاب تھے۔

(۲۶) وہ قوم جس کی علمی زبان میں دنیا کے ہر خطے سے متعلق تازہ ترین دقیق معلومات سے پر رہنماء سفر (Travel Guide) اور سفرنامے (Travelogue) سب سے زیادہ دستیاب ہوں۔ اور ان کا ہر اگلا ایڈیشن بغیر نظر ثانی کے قبول نہ کیا جائے۔ اور سفرنامے دقیق معلومات سے پر ہوں۔ کسی قوم کی

ترقی اور تنزلی کی حقیقی صورتحال کا اندازہ مرتب تاریخ کی کتابوں، کارناموں اور قصیدوں سے نہیں ہوتا بلکہ سفرناموں اور روزنامچوں سے ہوتا ہے۔ قوم نصب العین کی حامل ہے یا اس سے عاری، اس میں عزم اور زندگی پائی جاتی ہے یا وہ جاں کنی سے گزر رہی ہے اس کا اندازہ سفرناموں اور روزنامچوں سے ہوتا ہے۔

یہی سبب ہے کہ یہ عاجز مسلم حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وروں، اور بالخصوص تحریک اسلامی سے وابستہ افراد کے سفرناموں اور روزنامچوں کو بغور پڑھتا ہے۔ اور سفری روداد بیانی کی مجلسوں میں بھی بتواتر شریک ہوتا تھا۔ اس عاجز کے خیال میں امت کے حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور ان میں بالخصوص تحریک اسلامی کے افراد اور بالاخص اس کے ذمہ داران ——— کتنے ——— بے نشاط، بے مقصد، بیمار، ذہنی، فکری اور علمی طور پر پس ماندہ بلکہ درماندہ اور غلام اور فی الواقع اکثر اہل ہوس ہیں ——— اس کا اندازہ ان کے سفرناموں اور روزنامچوں سے ہو جاتا ہے۔

یہودیوں کے سفرناموں اور روزنامچوں مثلاً عہد وسطی میں پیتاحیہ اور بن یمین اور عہد حاضر میں ویمبری (Vambery) اور آریل اسٹین (Aurel Stein) کی بات تو جانے دیجئے، ستر ہویں، اٹھارہویں، انیسویں، اور بیسویں صدی کے یوروپی عیسائیوں کے سفرناموں اور ان کے روزنامچوں کو ہی دیکھ لیں جو جرمن، فرنچ، اسپینی، پرتگالی، اطالوی، ڈچ اور انگریزی زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں دستیاب ہیں اور ان کا تقابل اہل اسلام میں انیسویں صدی کے علماء اور مشائخ اور بیسویں صدی کی تحریک اسلامی کے افراد کے سفرناموں اور روزنامچوں سے کرلیں تو اندازہ ہو جائے گا کہ جب اہل ہوس اور غلام (مغرب کے عیسائی) بھی مقصدی ہو جاتے ہوں تو ان میں کیسی عقابی روح بیدار ہو جاتی ہے اور وہ کیا کچھ کر سکتے ہیں اور دوسری طرف ایمانی اور منصبی طور پر شہید علی الناس قوم مسلمان اور بالخصوص اس کے حکمراں، علماء، دانش وران اور تحریک اسلامی کے افراد جب جامد، معطل، بے نشاط اور غلام ہو جاتے ہیں تو ان کی ذہنی سطح کتنی پست ہو جاتی ہے۔

(۲۷) وہ قوم جس میں اس کے اپنے علمی سرمایہ کے تمام یا بیشتر مخطوطات اور اولین دستاویزات خود اس کی اپنی تحویل میں ہوں۔

(۱) وہ قوم ذہنی، فکری اور اخلاقی طور پر دیوالیہ اور غلام ہے جو اپنی قوم کے ایسے

مخطوطے قیمتاً یا دوسروں کو خوش کرنے کے لئے تحفتاً دوسری اقوام کے حوالے کر دیتی ہے۔

(۲) وہ حکمراں اور حکومتیں بھی اسی صف میں ہیں جو اپنے قومی سرمایوں کو واپس لانے کی بجائے اپنے اہل علم کو انھیں بھول جانے کی بالواسطہ یا بلاواسطہ ترغیب دیتی ہیں۔

(۳) وہ کتاب فروش اور لائبریری کے اہل کار بھی اسی صف میں ہیں جو محض چند ٹکوں کے لئے اپنی قوم کے سرمایہ کو لائبریریوں سے چُرا کر یا لوگوں سے حاصل کر کے غالب اقوام کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں۔

(۴) اسی طرح آج کے حکمراں، علماء، دانش وران اور اعیان معاشرہ بھی اسی صف میں ہیں جو یہودیوں کے دام ہم رنگ زمین سے بے پروا ہو کر اور ان کی رائج کی ہوئی علمی نیٹ ورکنگ (Knowledge Networking) اور کنورجینس (Convergence) کے دیوانے ہو کر اپنا سارا سرمایہ یہود کے ہاتھوں میں سونپ رہے ہیں۔

(۵) کیا امت مسلمہ محمدیہ کے ان نام نہاد سربرآوردہ لوگوں کو معلوم ہے کہ:

(۱) نیویارک کا یشیوا (Yesheva) ۹ لاکھ مخطوطات اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔ جن میں ۳ لاکھ ایسے مخطوطے ہیں جن کا کوئی دوسرا نسخہ پوری دنیا میں کہیں اور پایا نہیں جاتا۔ ان مخطوطوں کو کوئی غیر یہودی خواہ وہ امریکہ یا برطانیہ کے کسی تحقیقی مرکز یا یونیورسٹی کی جانب سے ہی کیوں نہ انھیں دیکھنے کا خواہش مند ہو وہ اس کا مجاز نہیں۔

(۲) واضح ہو کہ ان میں بن یمین اندلسی کے ہاتھوں کا لکھا ہوا وہ سفرنامہ بھی ہے جو 1843 تک بوڈلین لائبریری (Bodelien Library) کی ملکیت تھا لیکن غالباً 1863 کے اواخر میں اسے وہاں سے غائب قرار دیا گیا اور اب نیویارک کے مذکورہ یشیوا میں ہے۔

(۶) اسی طرح آج امت مسلمہ کے حکمراں، علماء، دانش وران، اور اعیان معاشرہ بھی

اسی صف میں ہیں جو معاصر عہد میں اپنی آنکھوں کے سامنے ان تبرکاتوں کی لوٹ اور غارت گری کا مشاہدہ کررہے ہیں لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ نہ وہ صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں نہ قوم کو ان المیوں سے آگاہ کرتے بلکہ اکثر پوری قوم کو بے خبر رکھنے اور یہودیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور ان کے عطا کردہ عزت افزائیوں کو اس بے غیرتی کے عوض قبول کرتے ہیں۔ عصر حاضر میں امت میں ہونے والی بڑی بڑی غارت گری میں سے چند درج ذیل ہیں جن سے ہمارے قائدین نے امت کو بے خبر رکھا اور اس کے عوض اہل مغرب کی ضیافتیں قبول کیں:

(۱) مصر اور شام سے 'Geniza' دستاویزات کی لوٹ اور منتقلی۔

(۲) ٹرانس جارڈن سے بحر مردار کے مخطوطات (Dead Sea Scroll DSS) کی لوٹ اور منتقلی۔

(۳) سلطنت آصفیہ کے علمی ذخائر کی تباہی، لوٹ اور منتقلی۔

(۴) اسی کی دہائی میں افغانستان کے علمی خزانوں اور دستاویزات اور نوادرات کی تباہی، لوٹ اور منتقلی۔

(۵) گزشتہ تین سالوں میں افغانستان کے علمی خزانوں، دستاویزات، نوادرات کی لوٹ اور منتقلی۔

(۶) پچھلے ایک سال میں عراق کے عظیم خزانوں بالخصوص، بابل، نینوا، بغداد، موصل، بصرہ کے علمی ذخائر، دستاویزات اور نوادرات کی تباہی، لوٹ اور منتقلی۔

تدبیر و توجیہ ۔۲ (حصہ چہارم)

ہمارا منصب اور ہماری حالت

(۱) روئے ارض پر 'تاریخ اکبر' کا سب سے بڑا خزانہ قرآن اور سنت رسول ﷺ ہے لیکن یہ ایک المیہ ہے کہ مسلمان بالعموم اور مسلم قیادت ——— حکمراں، علما، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ——— بالخصوص 'تاریخ اکبر' کے تعلق سے سب سے زیادہ نابلد ہیں۔

(۲) حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اسی 'تاریخ اکبر' کا بھرپور شعور اور علم تھا۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب نبی آخر الزماں ﷺ کی وفات حسرت آیات ہوئی تو حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''آج زمین کا تعلق عرش سے ختم ہوگیا'' (او کما قال)۔

(۳) روئے ارض پر کسی قوم کی سربلندی کا فیصلہ سائنس اور ٹکنالوجی میں اس کی فوقیت کے اعتبار سے نہیں ہوا بلکہ 'تاریخ اکبر' اور 'تاریخ اصغر' کے ادراک اور اس کے مطابق رویہ اختیار کرنے سے ہوا۔

(۴) 'تاریخ اکبر' کا درست ادراک تو صالحیت کی حفاظت سے آتا ہے اور 'تاریخ اصغر' کا ادراک حقیقت شناسی، حقیقت رسی اور غور و فکر سے پیدا ہوتا ہے لیکن ہر دو کے تعلق سے 'علم السنۃ' (Knowledge of Languages) کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ روئے ارض پر پچھلے ایک ہزار سال کے دوران 'علم السنۃ' میں یہودی علماء، اور مشائخ سے فائق کسی عالمگیر قوم کے علماء اور مشائخ نہیں رہے اور اسی ایک ہزار سال کے دوران 'علم السنۃ' میں مسلمان علماء و مشائخ سے پس ماندہ کسی عالمگیر قوم کے علماء اور مشائخ نہیں رہے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس دوران ان کی اسی پس ماندگی اور کورانہ زلہ ربائی نے ہمارے علمی خزانے کو کوڑا کرکٹ سے بھر دیا۔

(۵) 'تاریخ اکبر' اور 'تاریخ اصغر' کے تعلق سے مسلم قیادت ——— حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران

اور اعیان معاشرہ کی لاعلمی، پس ماندگی، واماندگی حتیٰ کہ درماندگی کی انتہاء یہ ہے کہ جن عنوانات کے تحت ان کی معلومات ساری دنیا میں بے مثال اور عدیم النظیر ہونی چاہیے تھی اور ساری دنیا کا ان کو آخری مرجع ہونا چاہیے تھا ان عنوانات کے تحت ان کی معلومات نا قابل بیان حد تک پس ماندہ ہی نہیں بلکہ مبتدیانہ اور لاعلمانہ ہے۔ ایسے عنوانات میں سب سے منفرد عنوان "سیرت نبی آخر الزماں ﷺ" ہے۔

(۶) اگر 'سیرت رسول اللہ ﷺ کے علم' کے دس درجات فرض کر لئے جائیں جن سے حضرات صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین واقف تھے تو آج امت کے پورے ذخیرۂ علم کے حوالے سے مسلم قائدین ـــــــ حکمران، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــــ کے یہاں پایا جانے والا سیرت کا علم پہلے درجے کے برابر بھی نہیں۔

ظاہر ہے اس کی صرف ایک وجہ ہو سکتی ہے اور وہ ہے مسلم قائدین ـــــــ حکمران، علماء، مشائخ، دانش وران، اور اعیان معاشرہ ـــــــ کی عام طور پر قرآن و سنت ﷺ سے غیر معلوم لاعلمی ـ اور اس کی وجہ ہے ان علوم سے لاعلمی جس کے بغیر قرآن و سنت ﷺ کے رازہائے سربستہ وا نہیں ہو سکتے ـ اس تعلق سے بنیادی امر ہے عربی مبین کا علم۔

(۷)

(۱) اللہ تعالیٰ کی مصلحت خاصہ کے تحت جس کو 'اجل امت' بھی کہتے ہیں، فی زمانہ کسی خطے میں ایک 'تاریخی مدت' تک 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' کی نمود ہوتی ہے۔ اس خطے میں فی زمانہ بسنے والے افراد کے لئے یہ گھڑی فیصلہ کن اور آزمائش کی ہوتی ہے۔ وہ چاہیں تو اہل ثابت ہو کر اللہ کے مزید انعامات کے مستحق ہو جائیں۔ یا ان قوتوں کو ضائع کر کے خسران اٹھائیں۔ عصر حاضر میں پورے عالم اسلام میں سب سے 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' کی نمود پاکستان میں نظر آتی ہے۔ لیکن گزشتہ پچاس سالوں کے دوران اس 'انعام خاص' کے باوجود وہاں کے اکثر حکمران، علماء، مشائخ، دانش وران، اور اعیان معاشرہ فی الواقع کوتاہ اور بے توفیق ثابت ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے اس 'اجل امت'

کی ایسی بے توقیری کی اور اس 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' کو اتنا ضائع اور ایسا پامال کیا جس کی نظیر حالیہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ کم سواد اور کم ہمت لوگ یہ دیکھ کر عموماً خوش ہو لیتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا حاصل کر لیا جب کہ اہل نظر یہ دیکھ دیکھ کر روتے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا گم کر دیا اور کیا کیا حاصل نہ کر کے مستوجب سزا بن گئے۔

مصاف حیات میں مسابقت کرنے والی عالمگیر قوموں کی دانش ورانہ قوت و صلاحیت، کو اگر ناپا جائے تو صورت حال یوں سامنے آتی ہے:

سو (۱۰۰) کے پیمانہ (Scale) پر اگر یہودی ۹۹ پر ہیں، جرمن لوتھیرین ۸۰ پر، رومن کیتھولک ۷۵ پر، اینگلو سیکسن ۷۰ پر، اور برہمن ۴۰ پر تو پاکستان کا دانش ور طبقہ صرف ۱۰ پر ہے۔

جب عالم اسلام میں سب سے 'غیر معمولی دانش ورانہ قوت و صلاحیت' رکھنے والے ملک کی یہ حالت ہو تو بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دیگر مسلم ملکوں اور خطوں کی کیا صورت حال ہوگی۔

(۸) ''غیر معمولی دانش ورانہ صلاحیت و قوت' کے درست اور کما حقہ' اظہار میں دو امور کو بنیادی طور پر دخل ہے۔ یہ دو امور ہیں:

(۱) قوم میں علوم السنہ (Knowledge of Languages) کی صلاحیت اور اس کا استعمال'۔

(۲) قوم میں 'تاریخ اکبر' اور 'تاریخ اصغر' سے مضبوط تاریخی شعور اور اس کا استعمال۔

(۹) 'قوم میں علوم السنہ کی صلاحیت' کے فارمیٹ الگ الگ اقوام کے جداگانہ ہوتے ہیں۔ مثلاً عہد حاضر میں اور بالخصوص برصغیر کے تناظر میں امت مسلمہ محمدیہ کا فارمیٹ درج ذیل ہو سکتا ہے:

(۱) یک لسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ ایک زبان اردو جانتے ہیں تو ان

کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو درج ذیل سطح پر جاننے والے ہوں۔

(الف) اردو	مطول
(ب) فارسی	متوسط
(ت) سنسکرت	متوسط
(ث) عربی	متوسط

اگر وہ اتنا علم نہیں رکھتے تو ان کی اردو دانی معتبر نہیں اور وہ یک لسانی صلاحیت کے حامل نہیں۔

(۲) دولسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ صرف دو زبانیں جانتے ہیں یعنی پہلی اپنی زبان اور دوسری جاری عہد کی عالمی زبان تو ان کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو اور مثلاً انگریزی کا علم درج ذیل سطح پر جاننے والے ہوں۔

(الف)		(ب)	
(۱) اردو	مطول	(۱) انگریزی	مطول
(۲) فارسی	متوسط	(۲) جرمن	متوسط
(۳) سنسکرت	متوسط	(۳) فرانسیسی	متوسط
(۴) عربی	متوسط	(۴) لاطینی	متوسط

(۳) سہ لسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ صرف تین زبانیں جانتے ہیں یعنی پہلی اپنی زبان دوسری جاری عہد کی عالمی زبان اور تیسری اپنی تاریخی متعالی زبان تو ان کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو، انگریزی، اور مثلاً عربی کا علم درج ذیل سطح پر جاننے والے ہوں۔

(۱) اردو (مطول)،	فارسی (متوسط)	سنسکرت (متوسط)	ترکی (متوسط
(۲) انگریزی (مطول)	جرمن (متوسط)	فرانسیسی (متوسط)	لاطینی (متوسط)
(۳) عربی (مطول)	نبطی (متوسط)	یونانی (متوسط)	عبرانی، کلدانی/ارامی (کوئی ایک) (متوسط) پارسی/پہلوی (متوسط)

(۴) چہار لسانی صلاحیت کے حاملین: جو لوگ صرف چار زبانیں جانتے ہیں یعنی پہلی اپنی زبان دوسری جاری عہد کی عالمی زبان، تیسری اپنی تاریخی متعالی زبان اور چوتھی عصری ملی زبان تو ان کے دعویٰ کی اعتباریت اس وقت قائم ہوگی جب وہ اردو، انگریزی، عربی اور مثلاً بھاشا وغیرہ کا علم درج ذیل سطح پر جاننے والے ہوں۔

(۱) اردو (مطول)	فارسی قدیم (متوسط)	سنسکرت (متوسط)	ترکی (متوسط)
(۲) انگریزی (مطول)	جرمن (متوسط)	فرانسیسی (متوسط)	لاطینی (متوسط)
(۳) عربی (مطول)	نبطی (متوسط)	یونانی (متوسط)	عبرانی، کلدانی/ارامی/ (متوسط) پارسی/پہلوی (متوسط)
(۴) بھاشا (مطول)	صومالی (متوسط)	سواحلی (متوسط)	پشتو (متوسط)

(۱۰) "قوم میں تاریخ اکبر اور تاریخ اصغر سے مضبوط تاریخی شعور" سے مراد درج ذیل امور ہیں:

(۱) اپنی قومی ملی تاریخ، تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رنج و طرب کے ایام، تلمیحات، اور سنین کی معلومات۔

(۲) متعالی و متقابل تاریخی قوموں کی تاریخ، ان سے متعلق تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رنج و طرب کے ایام، تلمیحات اور سنین کی معلومات۔

(۳) عالمی تاریخ کے تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی

کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رنج وطرب کے ایام، تلمیحات اور سنین کی معلومات۔

(۴) عصری اور جاری تاریخ کے روزانہ کے حوادث کے تعلق سے تاریخ، ان سے متعلق تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، تاریخی حوادث، تاریخی کارناموں، تخلیقات، تہذیبی، تمدنی، ثقافتی ورثہ، رنج وطرب کے ایام، تلمیحات اور سنین کی معلومات۔

(۵) مذکورہ تمام عنوانات سے متعلق تمام اسماء اور افعال کا صحیح تلفظ کرنے پر قدرت اور اس کے معانی اور تناظر کی معلومات۔

واضح ہو کہ جس قوم میں 'علوم السنۃ کی صلاحیت اور اس کا استعمال' ہوتا ہے اس میں از خود 'تاریخی شعور' پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۱) پوری دنیا میں یہودی 'علوم السنۃ' کی صلاحیت اور اس کے استعمال' اور 'تاریخی شعور' کے تعلق سے گزشتہ ایک ہزار سال سے سب سے فائق چلے آرہے ہیں۔ اس صورت حال کو درج ذیل امور سے واضح کیا جا سکتا ہے:

(۱) یہودی علماء، مشائخ اور عصری علوم کے دانش وران عام طور پر چہار لسانی صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ اور پوری دنیا میں ایسے لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

(۲) ایسے یہودی علماء، مشائخ اور عصری علوم کے دانش وران کی تعداد بھی سینکڑوں میں ہے جو اس سے بھی زیادہ 'علوم السنۃ' کی صلاحیت اور 'تاریخی شعور' کے حامل ہیں۔ اگر اس صورت حال کو یہ عاجز بیان کرنا چاہے تو وہ یوں مثال دے گا:

پوری دنیا میں علوم وفنون کے تنوع اور اعلیٰ صلاحیتوں کے حاملین کے اعتبار سے مسلمانوں کی سب سے بڑی اور جامع یونیورسٹی بلاشبہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی ہے جہاں کم و بیش تین ہزار جید اساتذہ تعلیم دیتے ہیں اور جہاں عباقرہ کی ایک تاریخ گزری ہے۔ اس عاجز نے یہودی 'عباقرہ' کی ایسی چند کتابیں دیکھی ہیں جنہیں ایک ایک عبقری نے تنہا

تصنیف کیا ہے۔ یہ تصنیفات گہرے تجزیے اور مباحث لئے ہوئے ہیں اور ان میں ان کے علوم السنۃ' اور ایسے 'تاریخی شعور' کا استعمال ہوا ہے کہ اس عاجز کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی موجودہ صورت حال کا جو کچھ علم ہے اس کی بنیاد پر وہ ایسا کہنے میں خود کو حق بجانب پاتا ہے کہ یونیورسٹی کے سارے مسلم اساتذہ مل کر بھی ایسی ایک کتاب کو پڑھ کر اس کے ہر حصے کی تفہیم نہیں کر سکتے۔ جو حضرات عبداللہ یوسف علی مرحوم کی صلاحیتوں کو جانتے ہیں وہ اس بات سے اندازہ کرلیں کہ اس وقت اس صلاحیت کے یہودی صرف امریکہ میں دس ہزار سے زائد ہوں گے۔

یہودیوں کی بنائی ہوئی ـــــــ 'علوم السنۃ' کی صلاحیت اور اس کے استعمال' اور تاریخی شعور اور اس کے استعمال کی ـــــــ دنیا میں:

(۱) ٹائنبی کی 'اسٹڈی آف ہسٹری' (Toynbee: The Study of History) تاریخ میں۔

(۲) فریزر کی 'گولڈن بو' (Frazer: The Golden Bough) نسلیات میں۔

(۳) ٹولکین کی 'دلارڈ آف دِرنگ' (Tolkien: The Lord of The Ring) تصوراتی ناول میں اور

(۴) گرم برادران کی 'کنڈر اوند ہاؤز مارخین' (Grimm Brothers: Kinder und Hausmarchen) جیسی کتاب بچوں کی کہانیوں میں لکھی جاتی ہیں اور پوری قوم اس کی طرف آناً فاناً یکسو ہو کر متوجہ ہو جاتی ہے اور ان کے اندر دیئے جانے والے ایمائی اور اشارتی پیغام کو فوراً سمجھ لیتی ہے۔

(۱۲) ان دونوں امور یعنی ـــــــ ''علوم السنۃ'' کی صلاحیت اور اس کا استعمال اور ''تاریخی شعور'' اور اس کا استعمال ـــــــ کے تعلق سے قوم کی اجتماعی سطح کے بہترین اشاریئے عصر حاضر میں ریڈیو اور ٹیلی

ویژن کے 'نیوز ریڈر، کمپیئر اور اس کے پروگراموں میں تبصرہ کرنے والے ماہرین ہیں۔ اس تعلق سے بی بی سی ورلڈ (BBC World) (بی بی سی اردو نہیں) کی مثال دی جاسکتی ہے۔

(۱) بی بی سی ورلڈ' کے نیوز ریڈر' کمپیئر اور مبصرین بالعموم اور ان میں یہودی بالخصوص علوم السنۃ کی صلاحیت اور اس کے استعمال اور تاریخی شعور اور اس کے استعمال کے کس اونچے مقام کے حامل ہوتے ہیں اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(۲) اس کے برعکس سارے عالم میں مسلمانوں کے درمیان غیر معمولی ''دانش ورانہ صلاحیت'' کے سب سے بڑے حامل ملک پاکستان کے ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے 'نیوز ریڈر' کمپیئر اور مبصرین ''علوم السنۃ'' کی صلاحیت اور اس کے استعمال اور تاریخی شعور اور اس کے استعمال کے حوالے سے کس پس ماندگی میں ہیں اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس عاجز کے اس خیال کا مفہوم قطعاً یہ نہیں ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن اور ریڈیو میں بے صلاحیت لوگ نیوز ریڈر، کمپیئر اور مبصر ہیں بلکہ یہ دراصل پورے ملک کی مجموعی اوسط صورت حال کے اشاریے ہیں۔ ایسے اشاریئے سے عام انسانوں سے لے کر یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں میں اعلیٰ ترین صلاحیت کے افراد تک، مقامی سطح کے سیاستدانون سے ملکی سطح کے اعلیٰ سیاستدانون تک، مقامی علماء اور دانش وروں سے اعلیٰ ترین علماء اور دانش وران تک کی مجموعی صلاحیت کے تعامل سے معاشرے میں جو علمی تناظر قائم ہوتا ہے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

جب پی ٹی وی میں نیوز ریڈر اور مبصر 'مازندران' کو 'مازندرن' 'انبار' کو انبر، عنبر اور 'ان بر' کہتا ہے، جب مکۃ المکرمۃ کو 'مکہ' اور 'عسقلان' کو 'اسکلون' کہتا ہے تو بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ امت کے پاس علوم السنۃ کی صلاحیت اور اس کا 'تاریخی شعور' کس جاں کنی سے دوچار ہے۔ اگر اس اشاریہ کو اور توسیع دے دی جائے اور اس میں اس بات کو بھی شامل کرلیا جائے کہ جب ملک کے حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ نیوز ریڈر کو مازندرن اور انبر تلفظ کرتے ہوئے پاتے ہیں اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور منٹوں میں تصحیح کے لئے استدراکی ٹیلی فون کا ڈھیر نہیں لگاتے تو سمجھنا چاہئے

کہ پورا ملک جاں کنی کی حالت میں پہنچ چکا ہے خواہ دو ہرے پر شور اشاریئے اس کی قومی صحت مندی کے لاکھ احصائیات پیش کررہے ہوں۔

اس سے شاید ہی کوئی باخبر شخص عدم اتفاق کرے کہ تیرھویں صدی عیسوی میں منگولوں کے ہاتھوں عالم اسلام کی تباہی سے کیف و کم کے اعتبار سے بڑی تباہی 1946 سے 1980 کے مابین برصغیر میں ہوئی، جن پر امت جتنا روئے کم ہے۔ ڈھاکہ، چٹاگاؤں، راج شاہی، سلہٹ، مرشد آباد، عظیم آباد، الہ آباد، فیض آباد، لکھنو، دہلی، رام پور، علی گڑھ، حیدرآباد (دکن)، خلد آباد، سرنگا پٹم، بھوپال، ٹونک، برہان پور، آگرہ، کراچی، حیدرآباد (سندھ)، ملتان، اور لاہور کے قبرستانوں میں آرام کرنے والوں کو کیا خبر کہ ان کے اخلاف ثریا سے کس تحت ثریٰ تک آگئے ہیں۔

(۱۳) لائبریریاں دولت سے قائم ہوتی ہیں اور برقرار رکھی جاسکتی ہیں نہ حکومت اور قوت سے۔ لائبریریاں فی الواقع قوم کے نشاط، عزم، مقصد کار اور نصب العین کے اظہار کا نتیجہ بھی ہوتی ہیں اور ان کی عکاس بھی۔ اگر قوم میں نشاط اور نصب العین نہیں تو خواہ کتنی ہی عظیم الشان لائبریری کیوں نہ قائم کرلی جائے وہ زیادہ دیر برقرار نہیں رہتی۔ قوم میں 'حرکیت' ہو تو صحرا میں اور درختوں کے پتوں پر اور غاروں میں لائبریریاں بن جاتی ہیں۔

(۱۴) ہمارے مدارس اور جامعات اسلامیہ کی لائبریریاں عموماً مردہ خانوں کے مثل ہیں جہاں ابتدائی ایک حد سے آگے مردہ گھر کے جمعدار کے سوا کوئی نہیں جاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں نہ مطالعہ کی اجازت ہے، نہ فرصت اور نہ حاجت۔ طلبہ کو عموماً اجازت نہیں۔ اساتذہ کو فرصت نہیں اور مہتمم اور ناظم کو حاجت نہیں۔ ابوحنیفہ النعمان، ادریس شافعی، مالک بن انس، احمد بن حنبل اور جعفر الصادق ساری امت کی طرف سے پڑھنے کا فرضِ کفایہ ادا کرکے چلے گئے ہیں اور متاخرین کے بقول اپنے پیچھے تفقہ، تدبر اور نقد و نظر کے دروازے اچھی طرح مقفل کر گئے ہیں۔ اور ہر لائبریری کے دروازے پر 'جمہور علماء' نامی ایک دستہ تعینات کر گئے ہیں جس کی ذمہ داری ہے کہ اگر کسی ابن قتیبہ، ابن سعد، ابنِ جریر طبری، مسعودی

اور ابن حزم جیسے آدمی نے لائبریری کی کھڑکی کے دراز سے اندر جھانکنے کی بھی جراءت کی تو اسے مار کر لائبریری کے احاطہ سے باہر کر دیا جائے۔

(۱۵) عالم اسلام میں عصری علوم کی یونیورسٹیوں کا طور جدا ہوتے ہوئے بھی ان کا حال بالعموم دار العلوموں اور جامعات اسلامیہ سے مختلف نہیں۔ گزشتہ صدیوں سے اب تک مغربی طرز کی یہ یونیورسٹیاں جو عالم اسلام میں قائم کی جاتی رہی ہیں وہ دراصل مغربی یونیورسٹیوں کا چربہ یا نقل نہیں۔ وہاں کے مقاصد جدا ہیں اور یہاں کے جدا۔ عالم اسلام میں قائم بظاہر ان مغربی طرز کی یونیورسٹیوں کی مثال گویا ایسی تعلیم گاہوں کی ہے جہاں فطری طور پر بینا پیدا ہونے والے بچوں کو طریقہ بریل (Braille System) پر تعلیم دی جاتی ہو۔ ان یونیورسٹیوں میں پیدائشی طور پر صحت مند لوگوں کو پڑھا کر اندھا، اپاہج، نقال، سہارا لے کر چلنے والا، بے ہمت، بے مقصد، پریشان خیال، ژولیدہ فکر، شکم پرور اور میدان عمل سے گریز پا بنائے جانے کا عمل جاری ہے۔ چنانچہ عالم اسلام میں موجود یونیورسٹیاں، وہاں کا نصاب تعلیم، طریقہ تعلیم، اکثر اساتذہ، ان میں اکثر کی اخلاقیات، یونیورسٹی انتظامیہ، حکمراں، سرکاری پالیسیاں، سینیٹ اور تعلیمی کمیٹیاں، فارغین کو بروئے کار لانے والے ادارے اور محکمے، یونیورسٹی میں نصابی اور غیر نصابی اشغال، طلبہ کے اکثر والدین اور مربیان حتی کہ بیشتر طلبہ سب اسی کے غماض ہیں۔ ان سب کی حقیقت اور وہاں کی تعلیم کی اوقات جاننا ہو تو وہاں کی لائبریریوں کا حال دیکھ لیں۔

(۱۶) برصغیر کی ایک یونیورسٹی ہے۔ دنیا کے اعلیٰ ترین علمی، سائنسی، تاریخی اور لسانی جرائد اور مجلوں سے وہاں دو ایک اساتذہ کو چھوڑ کر اکثر ناواقف ہیں۔ کتابوں اور جرائد کی خریداری کے نام پر کروڑوں روپے سالانہ گرانٹ ملتی ہے۔ ان پیسوں سے خریدے جانے والے جرائد، مجلّے اور کتابیں سینٹرل لائبریری میں دستیاب ہوتے ہیں نہ متعلقہ شعبوں کی سیمینار لائبریریوں میں۔ سینٹرل لائبریری میں کتابیں نہیں ——— ہیں ——— تو اپنی جگہوں پر نہیں ——— اس لئے کہ روزانہ انہیں اپنی جگہوں پر واپس رکھنے اور ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ جزوی یا کلی عملاً ترتیب جدید کرنے کو غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے اور اکثر قیاسی خانہ پری سے کام چلا لیا جاتا ہے۔ اس یونیورسٹی کے دیگر شعبوں کی طرح یہاں شعبۂ اسلامی علوم اور

شعبۂ عربی بھی قائم ہیں جو خیر سے مشہور بھی ہیں۔ اس عاجز کو کچھ دن اس یونیورسٹی کے جوار میں ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ یکے بعد دیگرے وہاں کے تین طلبہ سے میں نے سیرت ابن ھشام منگوائی۔ تینوں نے آکر کہا کہ اس نام کی کوئی کتاب سینٹرل لائبریری میں نہیں ہے۔ چوتھے نے خبر دی کہ تلاش بسیار کے بعد سینٹرل لائبریری کے اس شعبے کی فہرس کتب مل گئی ہے اور لائبریرین نے اسے دیکھنے کی اجازت دے دی ہے۔ فہرس کی ورق گردانی سے معلوم ہوا کہ وہاں ایک نسخہ ہے۔ لیکن لائبریری کے ریک پر موجود نہیں۔ کس کو کتاب ایشو کی گئی لائبریرین کو معلوم نہیں۔ بالآخر سیرت ابن ہشام مطبوعہ مصر شعبۂ اسلامی علوم کی سیمینار لائبریری میں ملی۔ وہاں بھی ایک نسخہ تھا۔ کتاب 1949 میں شائع ہوئی تھی (فی الواقع مجھے اصل ضرورت اس نسخہ کی تھی جو انیسویں صدی میں ہالینڈ میں شائع ہوا تھا)۔ لائبریری میں اندراج کا سن 1951 درج تھا۔ کسی صاحب نے 1951 کے اواخر غالباً نومبر میں اسے پہلی بار ایشو کرایا تھا اور دوسری بار 1999 میں اس عاجز کے اصرار پر ایک طالب علم کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ واضح ہو کہ اس دوران یونیورسٹی سے سینکڑوں طلبہ نے علوم اسلامی میں ایم اے کی ڈگری لی ہوگی اور پچاس سے زائد طلبہ نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں۔

اس صورت حال سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان یونیورسٹیوں اور امت کو ان سے پہنچنے والے فیض کا کیا حال ہے۔

اسی مقام پر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ کیا تعلیم واقعی امت کا مسئلہ ہے۔ کیا امت میں تعلیم کی کمی ہے؟ کیا امت میں اسکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں کی کمی ہے؟ کیا نئے اسکول اور کالج اور یونیورسٹیاں قائم کرنا ہمارے مسئلوں کا حل ہے؟

کیا یہ ایک تلخ حقیقت نہیں کہ جو تعلیمی ادارے، اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہیں اور امت کا ان پر تصرف رہا ہے وہ Optimally مفید مطلب ثابت نہیں ہو رہی ہیں۔

(۱۷) یوں تو اس صورتحال کے بیسیوں اسباب بیان کئے جا سکتے ہیں جو اپنی جگہ درست بھی ہوں گے۔ اور ظاہر ہے اس صورت حال کے لئے کسی ایک یا دو طبقوں کو ذمہ دار بھی ٹھہرایا نہیں جا سکتا۔ تاہم 'عام مسلمان' اس صورت حال کی مجموعی طور پر عام ذمہ داری اگر اپنے قائدین ———

حکمراں، ارباب حل وعقد، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ — پر ڈالیں اور انہیں اس کا اصل ذمہ دار اور قصوروار قرار دیں تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ امت کی اس صورت حال کی اصل ذمہ دار اس کی قیادت — حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران، اور اعیان معاشرہ — ہے جو گزشتہ سو سالوں میں خود بھی جامد، بے حس، بے مقصد، بے عزم، بے حوصلہ، بے کار، بے بصیرت اور بے نشاط ہوئی اور اس نے اپنی قیادت اور سیادت کو بچانے کے لئے پوری قوم کو اور بالخصوص 'عام مسلمانوں' کو ژولیدہ فکر، بے حوصلہ اور بے نشاط بنانے کی اپنی حد تک پوری کوشش کی۔ مسلمانوں کی یہ یونیورسٹیاں اور یہ جامعات اسلامیہ اور یہاں پایا جانے والا جمود چلی آرہی مسلم قیادت کی عکاس اور پرتو ہے عامۃ الناس کی نہیں۔

(۱۸) بالخصوص پچھلے ڈیڑھ دو سو سالوں میں جس طرح ملت اسلامیہ جامد، بے حس، بے مقصد، بے سمت، بے عزم، بے حوصلہ، بے کار، بے حیثیت، اور بے نشاط بنائی جاتی رہی ہے اس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اب یہ جمود زہریلا دائرہ (Vicious Circle) بن چکا ہے۔ چنانچہ سیاسی قیادت ہو یا مذہبی قیادت فکری قیادت ہو یا علمی قیادت، تعلیمی قیادت ہو یا روحانی قیادت، انتظامی قیادت ہو یا ادارہ جاتی قیادت سب بے نشاط اور معطل ہو چکی ہے۔ ان تمام المیوں کی انتہاء یہ ہے کہ گزشتہ ستر سالوں سے سامنے آنے والی تحریکی قیادت بھی اب دم توڑ چکی ہے یوں تو دنیا میں ہر باخبر مسلمان کا سینہ اس طرح کی مثالوں کا گنجینہ ہوگا لیکن چلی آرہی قیادت کی بے نشاطی امت کے رگ و پے میں کس طرح سرایت کر گئی ہے اس کی چند مثالیں جو اس عاجز کا ذاتی تجربہ ہیں اسے تحریر کرتا ہوں تاکہ 'عام مسلمانوں' کو حقیقی صورت حال کا درست اندازہ ہو۔

(۱۹) 1984 سے 1988 کے دوران اس عاجز نے عالم اسلام میں بڑی سرعت سے رونما ہونے والے واقعات کے تناظر میں ایک قابل عمل تجویز تیار کی اور امت کے معروف بیس اعلیٰ ترین دماغوں کی خدمت میں اسے پیش کیا۔ اس تجویز کے تعلق سے اس عاجز کا اب بھی یہی خیال ہے کہ اگر اس پر جزوی طور پر بھی عمل درآمد کر لیا جاتا تو عالم اسلام میں نہ یہ موجودہ صورتحال پیدا ہوتی، نہ امت کو ان حوادث سے گزرنا ہوتا جو 1985 سے اس پر عارض ہوئے۔ اور اگر بدقسمتی سے یہ سب واقع ہو ہی جاتے تو امت

کے لئے اتنے جانکاہ اور مہلک نہ ہوتے جتنے ہوئے۔ لیکن صد افسوس بجز ایک شخص کے کسی نے کان نہیں دھرا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی قبر کو نور سے بھر دے اور ان کی مغفرت فرمائے صرف وہی ایک ایسے شخص تھے جو اس تجویز پر بے خود ہو گئے اور بے حد جذباتی ہو کر اس عاجز کی تجویز کی تحسین کی اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ اس کے برعکس تحریک اسلامی کے ایک عالمی سطح کے قائد نے تو ایک ایسا 'عارفانہ' مشورہ دیا کہ اس عاجز نے سر پیٹ لیا۔ انہوں نے فرمایا: تفصیلات لکھ کر بھیج دو اسے شائع کرا دیا جائے گا۔

(۲۰) 1989 سے 1991 کے دوران اس عاجز نے ملک کے سات معروف دماغوں کے سامنے تیزی سے رونما ہونے والے حالات کے تناظر میں ایک مفصل اور قابل عمل تجویز رکھی۔ اس عاجز کا اب بھی یہی خیال ہے کہ اگر اس وقت اس پر جزوی عمل درآمد بھی ہو جاتا تو 1992 سے ملت پر جس تکلیف دہ اور کربناک دور کا دروازہ وا ہوا وہ شاید نہ ہوتا۔ افسوس ان معروف دماغوں کو اپنے اپنے مفاد کی فکر زیادہ لاحق تھی۔

(۲۱) 1986 میں ایک مؤقر دینی درس گاہ کے ایک تحریکی طالب علم سے ملاقات ہوئی۔ علم، صلابت اور جودت میں نمایاں۔ وہ مشورہ کے طلب گار ہوئے۔ کئی سالوں تک وقفہ وقفہ سے آ کر ملاقات کرتے رہے۔ اچھے اور ذہین نوجوانوں کو امت کے کام آنے اور کارہای ضروری انجام دینے کے لئے پر نشاط بنانا اس عاجز کی کمزوری ہے۔ فضیلت کے بعد انھوں نے معاشیات میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور امت کے لئے کچھ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس عاجز نے معاشیات کے تناظر میں امت کو درپیش اصل چیلنج کی نشاندہی کی اور تاکید کی کہ آپ وہاں معاشیات میں اعلیٰ ڈگری لینے نہیں بلکہ امت کو درپیش چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہونے جا رہے ہیں۔ وہ آکسفرڈ گئے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ کئی سالوں تک یہ عاجز بے خبر رہا۔ پھر ملاقات ہوئی۔ جھجھکتے ہوئے ملے۔ معلوم ہوا سود اور نظام سود کو پیارے ہو گئے ہیں اور ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں معاشی ایڈوائزر ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۲) 1987 میں ایک دوسرے مؤقر دینی درس گاہ کے ایک اور تحریکی طالب علم سے ملاقات ہوئی۔ فضیلت کے بعد وہ یونیورسٹی میں داخل ہوئے۔ ہر ہفتے ملاقات کو آتے۔ بے حد سرگرم تحریکی لگتے

تھے۔ معاشیات پڑھنا چاہتے تھے۔ مشورہ طلب کیا۔ کہا کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ غیر معمولی کرنے کا ایسا جذبہ طاری نظر آیا کہ میں حیران رہ گیا۔ میں نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خاص پہلو کی جانب اشارہ کیا۔ جس کا ذکر صرف ابن خلدون نے کیا ہے۔ میرے علم کی حد تک اس سے پہلے کسی نے کیا نہ اس کے بعد۔ ایک معاصر یہودی ماہر معاشیات پیٹن کن (Patinkin) نے غالباً 1975-1980 میں یہودیت کے تناظر میں اس پر کام کیا تھا۔ اس عاجز کی خواہش تھی کہ قران وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کوئی مسلمان اس پر کام کرتا۔ میں نے اس جانب ہمت افزائی کی۔ مشورہ لے کر چلے گئے۔ ایک سال بعد ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا معاشیات چھوڑ دی ہے اور عربی میں ایم اے کر رہے ہیں۔ کہا کہ فلاں نے مشورہ دیا عربی میں ایم اے کرلو۔ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔ میں نے کہا خیر عربی میں ہی کچھ ضروری کام کیجئے۔ ایم فل کے بعد تشریف لائے۔ کہا: پی ایچ ڈی کرنا چاہتا ہوں مشورہ دیجئے۔ اسلامک اسٹڈیز اور عربی دونوں شعبوں کو سامنے رکھ کر مشورہ دیجئے۔ انھیں دنوں اسلام کے تین نہایت کارآمد موضوعات پر جرمنی کے ہمبرگ، برطانیہ کے کیمبرج اور امریکہ کے غالباً پنسلوینیا یونیورسٹی میں کام چل رہے تھے اور تینوں محققین غیر مسلم تھے۔ موضوع ایسا تھا کہ اس پر یہاں کی یونیورسٹیوں میں بخوبی تحقیق کی جاسکتی تھی۔ بلا شبہ اس کے لئے علم، محنت اور اسلام کے لئے کچھ کرنے کا اٹل جذبہ درکار ہوتا۔ میں نے انھیں موضوعات پر تحقیق کرنے کا مشورہ دیا۔ اور اپنی طرف سے حتی المقدور مدد کا وعدہ بھی کیا۔ چند مہینوں کے بعد تشریف لائے۔ بتایا کہ ان موضوعات پر گائڈ تیار یا راضی نہ تھے۔ کہا محنت کرنی پڑے گی۔ علمی کام بعد میں کر لینا۔ پہلے پی ایچ ڈی کرلو۔ مزید معلوم ہوا کہ دیگر لوگوں نے جن میں تحریکی لوگ بھی تھے اسی مشورہ کو صواب قرار دیا۔ چنانچہ انھوں نے "متنبی" پر تحقیق کرلی۔ اب ایک یونیورسٹی میں استاذ ہیں اور تحریک اسلامی میں سرگرم۔

(۲۳) 1984 کی بات ہے۔ ایک نوجوان سائنسداں اس عاجز سے ملنے تشریف لائے۔ بتایا کہ جب وہ اس شہر کو منتقل ہو رہے تھے جہاں یہ عاجز رہتا تھا تو ان کے شہر کے ایک بزرگ نے انھیں تاکید کی کہ مجھ سے ملتے ضرور رہا کریں۔ ملاقات ہوئی۔ جودت، ذہانت، اسلام کے لئے مرمٹنے کا جذبہ خون کی طرح رگ و پے میں دوڑ رہا تھا۔ بے حد خوشی ہوئی۔ معلوم ہوا کہ مائیکرو پروسیسنگ شعبے میں Mind اور

Memory پر کام کر رہے ہیں۔ قران سے شغف تھا۔ کئی سالوں تک قران میں تدبر کرتے رہے۔ امت کے لئے کئی نادر چیزیں کرنے کا عزم رکھتے تھے۔ اعلی تحقیق کے لئے یوروپ گئے۔ پیرس جاکر حمید اللہ صاحب سے بنفس نفیس انھوں نے ہی میری جانب سے بات چیت کی تھی۔ پھر جانے کیا ہوا سعودی عرب چلے گئے۔ اب بقول شاعر ع

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے

(۲۴) 1990-91 کی بات ہے۔ ایک مسلم نوجوان ملنے تشریف لائے۔ بتایا کہ ہارورڈ میں پوسٹ ڈاکٹورل ریسرچ کر رہا ہوں۔ اس وقت مواد کی فراہمی کے لئے نکلا ہوں۔ یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ایک مسلم نوجوان جو صورتاً اور عادۃً مسلمان ہے ہارورڈ میں تحقیق کر رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کسی (سادہ لوح یا ناعاقبت اندیش) صاحب نے انھیں تاکید کی ہے کہ اس عاجز سے ضرور ملوں۔ کئی گھنٹوں کی گفتگو کے بعد وہ نوجوان چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد میرے ایک رفیق نے جو گفتگو کے موقع پر موجود تھے دریافت کیا کہ گفتگو کے ابتدائی حصے کو چھوڑ کر پوری مدت میری باتیں بڑی عجیب اور خلاف معمول کیوں تھیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں خود نہیں جانتا۔ بس اتنا جانتا ہوں کہ مجھے تھوڑی دیر بعد سخت انقباض محسوس ہونے لگا تھا۔ جہاں اس بات کی خوشی عندالملاقات ہوئی تھی کہ ایک نوجوان ہارورڈ میں ریسرچ کر رہا ہے اور ذہناً بھی مسلمان معلوم ہوتا ہے وہیں سخت حیرت ہو رہی تھی کہ اس سے بات کرنے سے طبیعت یکسر اچاٹ ہوگئی۔ چار سالوں بعد ایک تحریر نظر سے گزری جس سے معلوم ہوا کہ وہ صاحب "Clash of Civilizations" کا مواد فراہم کرنے کی مہم پر تھے۔

(۲۵) 1986-87 کی بات ہے۔ فوکویاما (Fukuyama) کے مقالہ کی اشاعت سے دو سال قبل اس عاجز نے "اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج" تحریر کیا۔ عالم اسلام کے ایک مؤقر اشاعتی ادارے سے شائع کرنا چاہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عالم اسلام کے معروف ذی علم اس کے ادارتی پینل میں تھے۔ دو سال کی چھان پھٹک کے بعد ادارے نے مطلع کیا کہ کتاب ناقابل اشاعت ہے۔ اس دوران فوکویاما کا مقالہ منظر عام پر آ گیا اور اس پر بحث کا آغاز ہوا۔ سالوں بعد عاجز کی کتاب شائع ہوئی اور اشاعت کے

پندرہ دنوں کے اندر اندر سب سے پہلے پروفیسر سید محمد سلیم صاحب مرحوم نے 'افکار معلم' لاہور میں غیر معمولی تبصرہ فرمایا اور عالم اسلام کے اہل علم اور بالخصوص اس کے حکمرانوں کو اس کتاب کی جانب متوجہ کیا اور اس کے معاً بعد پروفیسر قاضی اشفاق صاحب نے سڈنی آسٹریلیا سے نکلنے والے جریدہ "Insight" میں دوسرا غیر معمولی تبصرہ کیا اور مغرب میں رہنے والے مسلم اہل علم کو اس کتاب کی جانب متوجہ کیا اور مصنف سے شکایت کی کہ یہ کتاب سارے عالم اسلام کا ورثہ اور حق ہے اسے میں نے صرف اردو میں کیوں شائع کیا اور تاکید کی کہ کتاب جلد از جلد کم از کم عربی اور انگریزی میں بھی شائع ہو جائے۔

(۲۶) 1980 کی بات ہے۔ ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی۔ عالم اسلام کی ایک بڑی تحریک اسلامی کے قائد اعلیٰ کے پرائیویٹ سکریٹری تھے۔ عربی تحریر و تقریر میں طاق۔ روز ملاقات ہوتی۔ انھوں نے بتایا کہ پہلے میٹرک تک انھوں نے تعلیم حاصل کی پھر ایک مؤقر دینی درس گاہ میں داخل ہوئے۔ 'فضیلت' کی پھر 'تخصص فی الادب' کی سند حاصل کی۔ اسلام کے لئے کچھ کر گزرنے کا جذبہ رگ و پے سے ابل رہا تھا۔ کہا اعلیٰ تعلیم کے لئے مغرب جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ یوروپ چلے گئے۔ متعدد یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی۔ پی ایچ ڈی ہوئے۔ ابھی پی ایچ ڈی کر رہے تھے کہ ملاقات ہوئی۔ رنگ ہی نہیں ڈھنگ بھی بدلا نظر آیا۔ اکھڑے اکھڑے سے رہے۔ اب معلوم ہوا کہ یوروپ کے ایک شہر میں کباب کی دوکان کھول لی ہے۔ اور فارغ البال ہیں۔

تدبیر و توجیہ ۲ (حصہ پنجم)

قائدین کی امت کو فریب دہی

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ بالخصوص گزشتہ سو سالوں میں اس نے اپنے قائدین ——— حکمراں، علماء، مشائخ، عصری علوم کے دانش وران اور اعیان معاشرہ ——— پر اعتماد اور بھروسہ کیا۔ لیکن اس کا سب سے بدترین پہلو یہ ہے کہ امت کو نہ صرف ان کے انھیں قائدین نے فریب دیا بلکہ اس کے اعتماد کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے محض اپنے مفادات کے لئے غیروں کے ہاتھوں میں فروخت کر دیا۔

(۲) اس تعلق سے امت مسلمہ محمدیہ کو اس کی ہر قسم کی قیادت (حکمراں قیادت، سیاسی قیادت، مذہبی قیادت، روحانی قیادت، علمی قیادت، انتظامی قیادت حتی کہ تحریکی قیادت) نے فریب دیا ہے۔ یہ فریب دہی درج ذیل عنوانات کے تعلق سے ہے:

(۱) امت مسلمہ محمدیہ پر مقامی، علاقائی اور عالمی ہر سطح پر وارد ہونے والے خطرناک المیوں اور تباہی اور اس کے مضمرات و عواقب کی صحیح اور تفصیلی صورتحال سے اسے آگاہ کرنا۔

(۲) امت کی جانوں، مالوں، علمی، تہذیبی، ثقافتی، تمدنی اور عسکری موجود اثاثوں اور قوتوں کو محفوظ رکھنا اور اس کو محفوظ رکھنے کے لئے امت کو اعتماد میں لینا اور اس تعلق سے اسے آگاہ کرنا۔

(۳) امت مسلمہ پر مقامی، علاقائی، اور عالمی ہر سطح پر آئندہ وارد ہونے والے ممکنہ خطروں اور مہلکات اور ان کے مضمرات و عواقب کی صحیح صورتحال سے آگاہ کرنا اور ان سے بچانے کے تعلق سے اسے اعتماد میں لینا اور اس کی آگہی اور شراکت سے سامنا کرنے کی تیاری کرنا۔

(۴) امت مسلمہ محمدیہ کی منصبی اور واقعی امنگوں بالخصوص اس کی منصبی حیثیت کی بحالی کی امنگ کو پورا کرنے کے لئے اس میں طویل مدتی تیاری کے منصوبوں پر کام کرنا اور اس تعلق سے امت کو آگاہ کرنا اور اسے اعتماد میں لینا۔

(۳) یوں تو اس تعلق سے امت مسلمہ محمدیہ کو اس کے قائدین کی جانب سے دیئے گئے فریب کی [illegible] طویل ہے لیکن یہاں صرف دو امور کا ذکر کافی ہوگا۔ اس عاجز کا خیال ہے کہ گزشتہ سو سالوں [illegible] امت کے سیاسی، مذہبی، روحانی، علمی اور انتظامی قائدین نے قومی کاموں کے نام پر امت سے جو [illegible] ہیں اور ان کو محض اپنے ذاتی مفادات کی تکمیل میں یا لایعنی امور میں بے جا صرف کیا ہے اگر [illegible] آٹھواں حصہ بھی درج ذیل کاموں پر صرف ہوتا تو امت آج سے پچاس سال قبل ہی اقوام عالم [illegible] باخبری کی منصوبہ بندی کی تکمیل میں مصروف ہو چکی ہوتی۔ اور جن الم ناک مسائل سے وہ [illegible] شاید وہ پیدا ہی نہیں ہوئے ہوتے۔ مذکورہ دو امور درج ذیل ہیں:

(۱) امت کے فکری، علمی، تہذیبی، ثقافتی اور تمدنی اثاثوں کی بحالی۔

(۲) امت کی حیثیت کی بحالی میں ضروری فکری استعداد کی بحالی کے لئے فکری و علمی اثاثوں کے تناظر میں علمی تیاری۔

(۴) امت مسلمہ محمدیہ کے فکری، علمی، تہذیبی، ثقافتی اور تمدنی اثاثوں کی بحالی کے تعلق سے ضروری [illegible] درج ذیل تھے:

(۱) اپنی تحویل میں موجود اثاثوں کی حفاظت کا نظم۔

(۲) دوسروں کی تحویل میں موجود اثاثوں کی نشاندہی۔

(۳) اپنی اور دوسروں کی تحویل میں موجود غیر متعین یا غیر شمار شدہ اثاثوں کی فہرست سازی۔

(۴) ہر دو اقسام کے اثاثوں کی اصلی اور حقیقی صورتحال کی معلومات کا حصول اور ان

کے معاینہ کا نظم۔

(۵) ہر دو اقسام کے اثاثوں کے تعلق سے امت مسلمہ محمدیہ کے عامۃ الناس کو آگاہ کرنا۔

(۶) ہر دو اقسام کے اثاثوں کی اشاعت اور ان پر منظم کام کرنا اور اس تعلق سے امت میں موجود صلاحیتوں اور موجود اداروں کی توجیہ (Orientation) کرنا اور انھیں بروئے کار لانا۔

(۷) دوسروں کی تحویل میں موجود اثاثوں کی بازیابی کی کوشش کرنا۔

(۵) امت مسلمہ محمدیہ کی حیثیت کی بحالی میں ضروری فکری استعداد کی بحالی کے لئے موجود فکری و علمی اثاثوں کے تناظر میں علمی تیاری کے تعلق سے ضروری کام درج ذیل تھے:

(۱) امت مسلمہ میں موجود اولین اثاثوں (Primary Sources) کی اشاعت اور اس پر کام کا آغاز کرنا۔ تقریب فہم کے لئے صرف ایک مثال دیتا ہوں: ایلیٹ اور ڈاؤسن (Eliot & Dowson) نے "The History of India Told by Its own Historians" کے عنوان سے جن جن کتابوں کے اقتباسات اور تلخیصات کا ترجمہ شائع کیا ہے ان کتابوں کو ان کی اصل زبان میں بعینہ شائع کر کے امت کو ان کے محتویات سے براہ راست آگاہ کرنے کی صورت پیدا کرنا اور امت کے مابین انھیں محفوظ کرنا۔ اسی پر پورے عالم میں بکھرے ملی اثاثوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

(۲) ماضی قریب کی صورتحال اور اس کے پیچ وخم اور دروبست کو راست سمجھنے کے لئے موجود اولین اثاثوں کی اشاعت اور اس پر کام کا آغاز کرنا۔

تقریب فہم کے لئے چند مثالیں دیتا ہوں:

(1) Aitchison C.U: Collection of Treaties, Engagements and Sunnads. Calcutta, 1909

جیسی کتابوں کی اشاعت اوران پر کام جن سے امت باخبر ہوتی کہ اس کی حیثیت نوعی اور حیثیت قانونی کیا ہے۔

(2) Middle East Treaties & Agreements, 2 Volumes, Oxford University Press.

آکسفرڈ کے ذریعہ شائع کردہ دوجلدوں پر مشتمل اس کتاب کی اشاعت اوراس کے ترجمہ کی اشاعت تاکہ امت باخبر ہوتی کہ ان کے اصل قاتلین کون کون ہیں اوران کی کمیں گاہیں کہاں کہاں ہیں۔

(3) Clive Parry: The Consolidated Treaty Series, Oceana Publications Inc. New York.

جیسی کتاب اوراس کے ترجمہ کی اشاعت تاکہ امت باخبر ہوتی کہ ان کے اردگرد ان کے خلاف صدیوں سے کیا ہورہا تھا جس سے ان کے قائدین نے انھیں بے خبر رکھا۔

(۳) جناب یونس سلیم مرحوم اور دیگر افراد کے پاس محفوظ سلطنت آصفیہ کی تباہی کے دستاویزات اور معلومات کے ذخیرہ کی اشاعت اوران پر کام اوراسی طرح دیگر امور سے متعلق ذخائر کی اشاعت اوران پر کام مثلاً تقسیم ہند کے بعد ستر کی دہائی میں تیار کردہ نہال سنگھ رپورٹ۔

(۴) ہیک لیویٹ سوسائٹی (Hakluyat Society) کے ذریعہ شائع کردہ کتابوں کے تراجم کی اشاعت یا متعلقہ مواد کی تلخیص کی اشاعت۔

(۵) اور مے کلیکشن (Orme Collection)، ہل کلیکشن ("Hill Collecetion) وغیرہ میں متعلقہ کتابوں کی اشاعت یاان کی تلخیص۔

(۶) ایشیاٹک سوسائٹی کے ذریعہ کئے گئے کاموں کو محفوظ رکھنا اوراس سمت میں آگے کام کرنا۔

(۷) دائرۃ المعارف عثمانیہ کی تباہی کے بعد اسی نہج پر قوم کا از خود کام کا آغاز کرنا۔

(۸) منشی نول کشور پریس، نامی پریس اور مجتبائی پریس جیسے طباعتی واشاعتی اداروں کی تباہی کے بعد امت سے متعلق کاموں کو امت کے ذریعہ خود کرنا۔

(۹) سلطنت برطانیہ اور فرانسیسی سلطنت کے Declassified دستاویزات میں سے امت سے متعلق حصوں کی اشاعت کرنا۔

(۶) تاریخ عالم اور اقوام کی زندگی کے گہرے مطالعہ کے بعد یہ عاجز پورے جزم کے ساتھ کہتا ہے کہ مذکورہ قسم کے بڑے کام فی الواقع 'حکومت' اور 'دولت' سے تاریخ میں کبھی نہیں ہوئے۔ اوراگر ہوئے تو پائیدار اور ٹھوس نہیں ہوئے۔ ایسے پائیدار اور ٹھوس کام صرف

(۱) قوم میں موجود اصل قیادت کی بصیرت اور قوم کے لئے اس کے ایثار

(۲) اور قوم کے عزم اور قربانی

سے انجام پاتے رہے ہیں۔ قوم میں عزم اور قربانی کا جذبہ قیادت کی بصیرت اور قوم کے لئے ایثار سے پیدا ہوتا ہے۔

(۷) مذکورہ ان دو قسموں کے اثاثوں کے براہ راست مطالعہ کے بعد آئندہ کے خطوط کار کی اجمالی تفصیلی، تجزیاتی، احصائی، اثاثوں کی امت میں تیاری اوراس کی اشاعت کرنا:

تقریب فہم کے لئے چند مثالیں دیتا ہوں۔

(۱) امت مسلمہ کو مسلم وغیر مسلم علاقوں کی ایسی معلومات کی فراہمی ——— جو امت کے عزائم، اور تاریخ کی آئینہ دار ہو مثلاً ایسے گزیٹیرس Gazatteers جو اہل مغرب نے پورے عالم اسلام سے متعلق اور ہندوستان میں بالخصوص 1833 سے قبل تیار کئے۔ یا ایسے گزیٹیرس جو 1858-1910 کے مابین تیار کئے گئے۔ یا ایسے گزیٹیرس جسے لارڈ کرزن نے اپنی نگرانی میں تیار کروایا۔

(۸) امت مسلمہ محمدیہ کی قیادت نے گزشتہ دوسو سالوں میں مذکورہ دونوں امور یعنی:

(۱) امت کے فکری، علمی، تہذیبی، ثقافتی، اور تمدنی، اثاثوں کی بحالی اور

(۲) امت کی حیثیت کی بحال میں ضروری فکری استعداد کی بحالی کے لئے فکری وعلمی اثاثوں کے تناظر میں علمی تیاری۔

کے تعلق سے امت کو صرف فریب دیا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(۹)

(۱) مملکت ہاشمیہ نے چند ٹکوں کے عوض بحر مردار کے سارے دستاویزات یہودیوں، راک فیلر فاونڈیشن (Rockefeller Foundation)، آکسفرڈ یونیورسٹی (Oxford University) اور یہودی یروشلم یونیورسٹی کے حوالے کر دیا۔

(۲) حکومت پاکستان نے سلطنت برطانیہ سے (تقریبا) خفیہ معاہدہ کرلیا کہ وہ برصغیر کے مسلمانوں کے فکری، علمی، تہذیبی، تمدنی، اثاثوں اور ان کی تاریخ سے متعلق اثاثوں اور ان کی تحویل کے دعوے سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہوتی ہے۔

(۱۰) امت مسلمہ محمدیہ کے قائدین کی گزشتہ سو سالوں کے دوران کیا صورت حال رہی ہے اس کا درج ذیل خاکہ تقریب فہم کے لئے زیادہ معاون ہوگا۔

(۱) حکمران: مسلم حکمرانوں میں بیشتر کو ان امور کے تعلق سے نہ شعور ہے نہ ادراک، نہ علم ہے، نہ سلیقہ، نہ ہمت ہے، نہ عزم اور نہ ہی خواہش۔

(۲) علماء ومشائخ: مسلم علماء ومشائخ میں بیشتر کو ان امور کے تعلق سے عام طور پر علم ہی نہیں ہے۔ اگر علم ہو بھی تو پرواہ نہیں، اس لئے کہ ان کا موجودہ دینی فہم ان امور کو حصول جنت کے لئے ضروری نہیں سمجھتا۔ مدارس میں ایسا کوئی علم دیا ہی نہیں جاتا جن سے اس تعلق سے پیدا ہونے والے تقاضے پورے کئے جائیں اور اگر بفرض محال کسی کو اس کا احساس بھی ہو

جائے تو اس کا تناظر علمی اسے کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی کرے لیکن وہ حلقہ اس کی پزیرائی نہیں کرتا۔ یہی سبب ہے کہ مولانا سعید اکبر آبادی مرحوم کے بقول 15 یا 16 اگست کی شام کو مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے مولانا سعید اکبر آبادی اور مولانا حفظ الرحمن صاحب کو اس جانب متوجہ کیا اور کہا کہ اب کرنے کے یہ کام ہیں۔ لیکن ان پچپن سالوں میں جو نتیجہ برآمد ہوا وہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ علماء ومشائخ کے تناظر علمی میں ان باتوں کی کوئی جگہ نہیں۔ ایک عام اندازے کے مطابق صرف 1947 سے اب تک ہندوستان میں عہد اسلامی کے لاکھوں میٹرک ٹن مخطوطات دیمک اور پانی کے نذر ہو گئے ہوں گے۔

(۳) سیاسی قیادت: بیسویں صدی کے آغاز سے ہی امت میں بے بصیرت اور بے علم قیادت کی تعداد بڑھنے لگی تھی۔ لیکن 1947 سے تو بے غیرت اور بے علم قیادت کی تعداد روز افزوں بڑھنے لگی۔ امت اتنی کمزور، بے حیثیت، بے عزم، اور بے تشاکل تھی اور نہ آج ہے۔ یہ تو اس کی سیاسی قیادت تھی جس نے لوگوں میں مشہور کر دیا اور اقوام عالم نے باور کرلیا کہ امت اتنی ہی بے حقیقت ہے جیسی اس کی سیاسی قیادت۔ اس قیادت نے سرکاری اور غیر سرکاری پلیٹ فارموں سے صرف ایسے کام انجام دیئے جو ان کی سیاسی حیات کی ضمانت فراہم کرنے میں مددگار تھے خواہ ایسا کرنے میں امت کی ایمانی، فکری، علمی، اور طبعی موت ہی واقع کیوں نہ ہو جاتی۔

(۴) عصری علمی قیادت: بیسویں صدی کے آغاز سے امت کی عصری علمی قیادت فکری اور علمی طور پر غلام ہو کر غالب قوتوں کی ریکارڈ پلیئر ہو گئی۔ ان میں سے بعض تو اتنے بے حوصلہ ہو گئے کہ وہ عملا مفت خور، اور شکم پرور ہو کر رہ گئے۔ مسلمانوں کے تحفظ کے لئے حاصل کردہ مراعات کے تحت قائم مسلم انتظام میں چلنے والے اسکولوں، کالجوں، اور یونیورسٹیوں میں یہ اپنی صلاحیتوں کو امت کی حیثیت کی بحالی کے لئے بروئے کار لانے کے لئے نہیں بلکہ اپنی عدم صلاحیت کے باوجود دنیا کے عیش وآرام سے فیضیاب ہونے کے لئے

پناہ گزین ہوئے۔ اپنی عدم صلاحیت کو چھپانے اور دنیاوی عیش کو یقینی بنانے کے لئے انہوں نے وہاں کے نصاب تعلیم، طریقہ تعلیم اور نظام تعلیم کو معطل اور بے کار اور غالب قوتوں کی دریوزہ گری کرنے کے لئے مجبور کر دیا اور قوم کے بچوں کو اپنی طرح بے صلاحیت، بے حوصلہ اور شکم پرور بنا کر رکھ دیا۔

اقوام عالم کا مطالعہ بتاتا ہے کہ محصور و مجبور قوم کی صلاحیتیں اور قوت کار گھٹتی اور معطل نہیں ہوتیں بلکہ بڑھتی اور برقائی ہوئی ہو جاتی ہیں بشرطیکہ اس کی علمی قیادت با مقصد، باغیرت اور مخلص ہو۔ صرف ایسی محصور و مجبور قوم کی صلاحیت اور قوت کار گھٹ جاتی اور معطل ہو جاتی ہے، جس کی علمی قیادت بے مقصد، بے غیرت اور غیر مخلص ہو چکی ہو۔

ملکی سطح ہو یا عالمی امت مسلمہ کے چلے آرہے قائدین کتنے بے حوصلہ بلکہ بے غیرت ہو چکے ہیں اس کا اندازہ حکومت ملائشیا کے ایک ذیلی ادارہ اصلی (ASLI) کی طرف سے مشہور امریکی جریدہ فارن افیرس مئی رجون (Foreign Affairs, May/June 2004) میں صفحات 42-43 کے مابین 'Malaysia 2004' کے عنوان کے تحت شائع چار صفحوں کے اشتہار سے کیا جا سکتا ہے۔

(۱۱) مذکورہ سارے کام نسبتاً کم وسائل اور کم صرفہ کے ساتھ بھی ہو سکتے تھے اور موجود وسائل، ڈھانچہ اور صلاحیتوں کو محض متوجہ (Oriented) کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ یہ بات ضرور ہے کہ ایسے کام خاموشی اور صبر آزمائی کے ساتھ ہی ہو سکتے تھے۔ مخلص اشخاص کے لئے خاموشی نعمت اور قوت ہوتی ہے غیر مخلص اشخاص کے لئے عذاب اور خودکشی۔ اس غیر مخلص قیادت نے گزشتہ پچاس سالوں میں اپنے مفادات کے سارے کام خاموشی سے اور امت کے مفادات کے سارے کام پرشور طریقے سے کئے اس لئے کہ وہ اپنی ذات کے لئے مخلص تھے اور امت کے لئے غیر مخلص۔

یہاں اس بات کا اظہار بے جا نہ ہوگا کہ امت مخلص حکمراں، علماء، مشائخ اور سیاسی و علمی قائدین سے یکسر خالی نہیں ہوئی لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں رہ گئی ہے۔ ایسے مخلصین نے کئی کام خاموشی سے کئے۔ اور اس عاجز کو اللہ تعالیٰ کی ذات کریم سے امید واثق ہے کہ وہ ان مخلصین کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور ان کا بہترین اجر عطا فرمائے گا۔

تدبیر و توجیہ-۲ (حصہ ششم)

ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی

(۱) امت مسلمہ محمدیہ کو 'ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی' کی فی الفور کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی فی الفور ضرورت دو وجوہ سے ہے جو درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ کی نصرت کے حصول کے لئے ـــــ اور

(۲) اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے۔

(۲) امت مسلمہ محمدیہ کو 'ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی' کے لئے فی الفور 'انفاقی عمل' یعنی انفاقی زندگی کی طرف انفرادی اور اجتماعی طور پر مراجعت کرنی چاہئے۔

(۳) 'ربانی کائناتی ہم آہنگی کی بحالی' کے لئے درج ذیل کام فوراً کئے جانے چاہئیں۔

(۱) کائناتی فساد میں کمی کرنا۔

(۲) ربانی کائناتی ہم آہنگی میں اضافہ کرنا۔

(۴) کائناتی فساد میں کمی درج ذیل طریقوں سے ہو سکتی ہے:

(۱) قتل ناحق: روئے ارض پر قتل ناحق سے اجتناب کرکے۔ 'قتل ناحق' کی بدترین شکل اہل ایمان کا ناحق قتل ہے۔ اس کی کوشش کی جائے کہ مسلم معاشروں میں کوئی شخص ناحق قتل نہ کیا جائے۔ اور اگر کسی کا قتل ناحق ہو تو قاتل پر حد ضرور جاری ہو۔

(۲) زنا: روئے ارض پر زنا سے اجتناب کرکے۔ زنا بالرضا، ہو یا زنا بالجبر اس کا مسلم معاشروں سے تقریباً خاتمہ ہو جائے۔ اگر بالفرض اس کا کوئی ارتکاب کرے تو اس پر حد ضرور

جاری ہو۔

(۳) کسب حرام: روئے ارض پر حرام ذرائع سے دولت یا سامان حاصل کرنے کو ختم کرے۔ موجودہ عصر میں مشہور حرام صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) سود

(۲) رشوت

(۳) ناجائز کمیشن

(۴) چوری

(۵) غصب

(۶) رہزنی

(۷) قزاقی

(۸) عصر حاضر کی قزاقی (Piracy)

(۹) نام نہاد 'حیل' کا سہارا لے کر حاصل کیا ہوا مال وغیرہ۔

(۴) رزق حرام: روئے ارض پر رزق حرام سے مراد ہے عینی طور پر یا حکمی طور پر حرام اشیاء سے استفادہ خواہ بشکل غذا ہو یا لباس یا رہائش۔ چنانچہ رزق حرام سے کلی اجتناب کرے۔

(۵) حدود کی پامالی: روئے ارض پر اللہ کے مقرر کردہ حدود کو پامال کرنے سے اجتناب کرے۔

(۶) شعائر اللہ کی بے حرمتی: روئے ارض پر اللہ کے شعائر کی بے حرمتی سے کلی اجتناب کرے۔

(۷) حقوق کی پامالی: روئے ارض پر اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں اور چیزوں کا جو حق مقرر کیا ہے ان کو وہ حق نہ دینا اس کی پامالی ہے۔

چنانچہ حقوق کی اس پامالی سے اجتناب کرے۔

(۸) اسراف: اللہ تعالیٰ نے روئے ارض پر دیئے گئے مستقر اور متاع کے لئے جو حدود و قیود اور اقتصاد مقرر فرمایا ہے ان کی خلاف ورزی اسراف ہے۔ مشہور شکلیں اسراف درج ذیل ہیں:

(۱) بذر کرنا

(۲) کنز کرنا

(۳) عریانی کرنا

(۴) بے حیائی کرنا

(۵) فحاشی کرنا وغیرہ

چنانچہ ان امور سے کلی اجتناب کرے۔

(۹) سبت: اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن تھوڑی دیر کے لئے 'سبت' کا حکم فرمایا ہے تاکہ روئے ارض پر صرف 'عبادت' کو چھوڑ کر سارے انسانی اعمال بالکلیہ روک دیئے جائیں۔

چنانچہ اس کا اہتمام کرے اور اس کی پامالی سے کلی اجتناب کرے۔

(۱۰) سبات: اللہ تعالیٰ نے رات کو 'سبات' قرار دیا ہے۔ لہٰذا عشاء کے بعد صبح صادق سے قبل تک روئے ارض پر مجاز کاموں کے سوا بقیہ تمام کاموں کا محدود ہو جانا سبات کا اہتمام ہے۔

چنانچہ سبات کی پامالی سے کلی اجتناب کرے۔

(۱۱) بری اعمال: انسان فی واقع 'رجل' اور رجال' ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بنیادی مصاف حیات 'بر' کو قرار دیا ہے لہٰذا اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کو 'بری اصلی' بنائے۔ انسان کے بری اعمال پر ہی اس کے لئے 'نصرت' اور 'فتح' کا وعدہ ہے۔ 'نصرت اور فتح' 'فی الواقع' 'بر' پر ہی آئے گی اور وہی معتبر ہے۔ چنانچہ غیر بری اعمال سے

کلی اجتناب کرے۔

(۱۲) ریڈیو ویو اعمال: اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ 'ریڈیو ویوز' سے متعلق اعمال سے جلد از جلد یا کم از کم حتی الوسع اجتناب کرے۔ 'ریڈیو ویوز' سے متعلق اعمال درج ذیل ہیں:

ٹیلیفون، ٹیلکس، موبائیل، ریڈیو، ٹیلی ویژن، فیکس، انٹرنیٹ، نیٹ ورکنگ، کورجنس، مائکروویو سسٹمز وغیرہ۔

(۱۳) مصحف کی بے حرمتی: روئے ارض پر 'کتاب اللہ' کی بے حرمتی سے کلی اجتناب کرکے۔ عصر حاضر میں روئے ارض پر 'کتاب اللہ' کی بے حرمتی درج ذیل طریقوں سے زیادہ ہو رہی ہے:

(۱) مصحف کا غیر مسلموں کے ہاتھوں، گھروں اور علاقوں میں ہونا۔

(۲) مصحف کی طباعت، بائنڈنگ اور ترسیل میں جدید طریقوں کا رائج ہونا۔

(۳) مصحف کی ریڈیو، ٹی وی پر ریکارڈنگ اور اس کے کیسٹس تیار ہونا اور انٹرنیٹ پر اس کا جاری ہونا۔ کم از کم مسلمانوں کی جانب سے۔

(۵) 'ربانی کائناتی ہم آہنگی' میں اضافہ درج ذیل طریقوں سے ہو سکتا ہے:

(۱) 'اقامت طہارت' کرکے۔ اقامت طہارت سے مراد ہے

(۱) اکثر اوقات باغسل، باوضو، یا باتیمم رہ کر

(۲) لباس، مکان، مقام، یعنی عبادت کی جگہ کو پاک رکھ کر

(۳) حیض اور نفاس میں صحبت سے اجتناب کرکے۔

(۲) اقامت صلوٰۃ کرکے۔

(۳) اقامت جہاد کرکے۔

(۴) اقامت ذکر و تسبیح کرکے۔ اقامت ذکر و تسبیح کے تحت بنیادی طور پر چند اعمال آتے ہیں:

(۱) قرآن پڑھنا۔ یعنی

(۱) قراءت قران کرنا (قراءت قران سے مراد معروف قراءت نہیں بلکہ اس طرح صوتیوں کی ادائیگی ہے جس طرح حضرت جبرئیل نے آنحضور ﷺ کے قلب پر کی تھی۔

(۲) ترتیل قران کرنا۔

(۳) تلاوت قران کرنا۔

(۲) تعوذ، بسملہ، تسبیح، تحمید، تکبیر، استغفار، اور درود پڑھنا۔

(۳) سلام کو پھیلانا۔

(۵) اکتشافی ماحول و اعمال سے ہجرت کرکے انفاقی ماحول اور اعمال کی طرف جانا۔

(۶) روئے ارض پر زیادہ سے زیادہ۔

(۱) پھل دار اور سایہ دار پیڑ لگا کر۔

(۲) گھاس لگا کر۔

(۳) گھوڑے اور اونٹ پال کر۔

(۴) گائے، بھیڑ اور بکری پال کر۔

(۶) 'ربانی کائناتی ہم آہنگی' کی بحالی کی کوشش ہر دو سطح پر فی الفور کی جانی چاہئے یعنی:

(۱) انفرادی سطح پر یعنی ہر فرد مومن اور مومنہ کے ذریعہ۔

(۲) اجتماعی سطح پر یعنی تمام عالم کے مسلمانوں کے ذریعہ۔

☆☆☆

اختتام جلد اول

معرکۂ دجّالِ اکبر

تفکیر، تدبیر اور تعمیل

جلد دوم

اسرار عالم

دارالعلم، نئی دھلی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً!

نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی نوع انسان میں وہ آخری امت ہے جو منصب شہادت پر فائز کی گئی ہے۔ چنانچہ پوری انسانیت کی کامیابی کا انحصار اب اسی گروہ پر ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کی آخری دہائی تک آتے آتے واضح طور پر محسوس ہونے لگا کہ یہ امت تاریخ انسانی کے اس مرحلے میں داخل ہو چکی ہے جس کی خبر دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا: عنقریب قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوا دیں گی جیسے بھوکے (جانور) کھانے پر ٹوٹ پڑنے کے لئے بلاوا دیتے ہیں (ابوداؤد و بیہقی)

اس اندوہناک صورت حال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ ـــــ جو دنیا کی وہ واحد گروہ ہے جسے ماضی، حال اور مستقبل کا کافی علم (ما کان وما ھو کائن) دیا گیا ـــــ آج حیران اور ناواقف راہ بھٹک رہی ہے اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت کے ظاہر ہونے کی رفتار تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے گویا کوئی ہار ٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے دانے گرنے لگیں۔

ان حالات کا تقاضا تھا کہ قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کی صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لیا جاتا، موجودہ حالات کی تبدیلی کو صحیح زاویہ سے دیکھا جاتا اور آئندہ کے لئے خطوط کار کی نشاندہی کی جاتی تاکہ یہ امت اپنے فرض منصبی کو کماحقہ سرانجام دے کر پوری انسانیت کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ چنانچہ انہیں امور کو پیش نظر رکھ کر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے جس میں مختلف عناوین کے تحت بحث کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

انہ سمیع قریب مجیب

اسرار عالم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص ہے کہ یہ عاجز "معرکۂ دجالِ اکبر: تفکیر، تدبیر اور تعمیل ـــــ جلد دوم امت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

صورتحال کی نزاکت بڑھتی جارہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امت کی ذمہ داریاں بھی۔ صورتحال کی نزاکت اس کی متقاضی ہے کہ اس کتاب کے محتویات سے امت کا ہر خاص و عام زیادہ سے زیادہ اور جلد از جلد واقف ہو جائے۔ لہذا امید ہے کہ قارئین اور بالخصوص اہلِ ہمم حسبِ استطاعت اسے عام کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس میں برکت عطا فرمائے۔

واللہ المستعان و علیہ التکلان

اسرار عالم

آثارِ قیامت

(۱) قیامت کے آنے اور اس سے قبل ہونے والی جنگوں اور تصادمات و حادثات کا ابلیس، دجال اکبر، اہل ایمان، الذین اشرکوا، الذین کفروا، اصحاب الکہف والرقیم، الکہف، فجوۃ الارض یا فجوۃ الشمس، مجمع یا مجمع البحرین، صخرۃ، سبیل فی البحر، مغرب الشمس، مطلع الشمس، (الموقع) بین السدین اور (الموقع) بین الصدفین سے براہ راست تعلق ہے۔

(۲) معارکِ قیامت دراصل متعدد اقسام اور محیر العقول معرکوں کا وہ سلسلہ ہے جس کا دوسرا نام "معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم" ہے۔ (الکہف:۹ اور الاعراف:۲۷)۔ معرکوں کا یہ وہ سلسلہ ہے جس کا آغاز فی الواقع عہد خاتم النبیین ﷺ میں ہی ہو گیا تھا جس کی پہلی کڑی غزوۂ بدر الکبریٰ تھی۔ یہ وہی سلسلۂ معارک ہے جس کی دیگر کڑیاں غزوۂ خیبر، غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ ہوازن، غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک تھیں۔ غزوۂ بدر الکبریٰ اور غزوۂ فتح مکہ کے سلسلے کی دو درمیانی کڑیاں غزوۂ احد اور غزوۂ احزاب تھیں۔

(۳) غزوۂ خیبر ہی منصوبۂ معارک خیر و شر میں مقدر معرکۂ خاتمۂ الذین ھادوا تھا جسے روئے ارض پر نبی آخر الزماں ﷺ کی بنفس نفیس موجودگی کے خوف سے ابلیس نے معرض

التواء میں ڈال کر توسیع دینے اور معرکہ کو اس وقت حتمی انجام تک پہنچانے سے گریز کیا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو غزوۂ خیبر ہی وہ معرکہ ثابت ہوتا جس میں روئے ارض پر بیشتر الذین ھادوا کا خاتمہ ہو جاتا جو دراصل مقدر سبب ہوتا دجالِ اکبر کے غصہ اور اس کے نتیجہ میں ظہور کا۔ چونکہ ابلیس دجالِ اکبر کو روئے ارض پر نبی آخر الزماں ﷺ کے براہ راست سامنے لانے اور مقابلہ آرا کر دینے کے بعد اس کے ممکنہ انجام سے خوف زدہ ہو گیا اس لئے اس نے تدبیری پس پائی (Tactical & Strategic Retreat) اختیار کرلی اور اس طرح وہ الـــذیـــن ھـــادوا کے کلی خاتمہ اور دجالِ اکبر کے ظہور کو چند سالوں کے لئے مؤخر کرنے میں کامیاب ہو گیا جس کا اس کو اختیار تھا۔ روئے ارض پر حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد اور ان کی قیادت میں فی الواقع غزوۂ خیبر کی تعمیل مکرر (Reenactment) اور حتمی تکمیل (Completion) ہوگی۔

(۴) غزوۂ تبوک ہی منصوبۂ خیر و شر میں مقدر معرکۂ اصحاب مدین تھا جسے روئے ارض پر نبی آخر الزماں ﷺ کی بنفس نفیس موجودگی کے خوف سے ابلیس نے روبہ عمل لانے سے گریز کیا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو غزوۂ تبوک ہی وہ معرکہ ثابت ہوتا جس میں روئے ارض پر بیشتر اصحاب مدین کا خاتمہ ہو جاتا جو دراصل مقدر سبب ہوتا دجالِ اکبر کے غصہ اور ظہور کا۔ چنانچہ اس موقع پر بھی ابلیس نے تدبیری پس پائی (Tactical & Strategic Retreat) اختیار کی تاکہ ظہور دجالِ اکبر کو مؤخر کر سکے۔ روئے ارض پر حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد اور ان کی قیادت میں بالآخر الملحمۃ الکبریٰ کی مقاومت در اصل غزوۂ تبوک کی تعمیل مکرر (Reenactment) اور حتمی تکمیل (Completion) ہوگی۔

(۵) غزوۂ حنین، غزوۂ ہوازن اور غزوۂ طائف ہی منصوبۂ معارک خیر و شر میں مقدر

معرکۂ شرک یا معرکۂ اصحاب فیل تھا، جسے ابلیس نے توسیع دینے اور حتمی انجام تک پہنچانے سے گریز کیا۔ ظاہر ہے اس کا واحد سبب روئے ارض پر نبی آخر الزماں ﷺ کی موجودگی تھا۔ اگر یہ معرکہ آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی تکمیل پا جاتا تو یہی غزوۂ ہند ہوتا۔ اور اس میں "الـذین اشرکوا" یعنی "اصحاب فیل" کا خاتمہ مقدر تھا۔ چونکہ ابلیس نے اس موقع پر بھی تدبیری پس پائی (Tactical & Strategic Retreat) اختیار کرلی لہٰذا اب یہی معرکہ عن قریب "معرکۂ ہند" یا "غزوۂ ہند" کی صورت میں ظہور پزیر ہوگا۔ امت مسلمہ محمدیہ کے ذریعہ غزوۂ ہند میں شرکت دراصل غزوۂ حنین، غزوۂ ہوازن اور غزوۂ طائف میں شرکت اور ان کے مقاصد کی تکمیل ہوگی۔

(۶) یہی سبب ہے کہ آنحضور ﷺ نے معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم کے سلسلہ کی مذکورہ جنگوں کو غزوۂ ہند، غزوۂ روم اور غزوۂ مسیح الدجال کے نام سے پکارا ہے۔ (سنن نسائی، مسند احمد)۔ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ان معرکوں میں دراصل نبی آخر الزماں ﷺ کی قائم مقامی یا اگر اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس انہیں بھیج دیا تو ان کی نیابت فرمائیں گے اور اس طرح اہل ایمان کی ان معرکوں میں شرکت گویا آنحضور ﷺ کی معیت ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

(۷) اب اس آخری عہد میں روئے ارض پر نبی آخر الزماں ﷺ کے ذریعہ قائم کردہ 'الحکم' کے کلی انہدام (1923) اور نتیجتاً 'فساد فی الارض' کے قائم ہونے (صحیح ابن حبان بروایت ابو امامہ نیز مسند احمد بروایت حضرت حذیفہ) کے بعد معرکہ ہائے قیامت یا معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم اغلباً درج ذیل معرکوں پر مشتمل ہوگا

(۱) معرکۂ دجاجلہ

(۲) معرکۂ اصحابِ موسیٰ

(۳) معرکۂ اصحابِ مدین

(۴) معرکۂ اصحابِ فیل

(۵) معرکۂ ابناء فسادِ ملکوت

(۶) معرکۂ شیاطین ملجمہ

(۷) معرکۂ دجالِ اکبر

(۸) معرکۂ یاجوج وماجوج

(۸) معرکۂ دجاجلہ: "معرکۂ دجاجلہ" کئی معرکوں کا مجموعہ ہے۔ یہی "معرکۂ جبت" ہے۔ اسی کا دوسرا نام "معرکۂ خبث" ہے۔ یہی وہ سلسلہ ہے جس کی ذیلی کڑیاں "معرکۂ طاغوت" یا "معرکہ ہائی طواغیت" ہیں۔ "الحکم" کے حقیقی انہدام (661 عیسوی) سے لے کر اعتباری انہدام (1923) تک وقوع پزیر ہونے والے معرکوں کی یہی حقیقت ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ کو "معرکۂ ملک اللہ" بھی کہا جاسکتا ہے۔

(۹) معرکۂ اصحابِ موسیٰ: "معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم" کے چار بنیادی سلسلوں میں یہ پہلا سلسلہ ہے۔ "معرکۂ اصحاب موسیٰ" بھی کئی معرکوں کا مجموعہ ہے۔ یہی "معرکۂ الذین کفروا" ہے۔ یہ اصحاب موسیٰ ہی تھے اور ہیں جو سینکڑوں انبیاء بنی اسرائیل کی بعثت کے باوجود "میثاق ابراہیمی" کے پورا کرنے میں کوتاہ ثابت ہوئے اور جس کی پاداش میں بالآخر معزول کردیئے گئے اور ان کی جگہ امت محمدیہ برپا کی گئی جس نے اپنے رسول ﷺ کی معیت وقیادت میں نہ صرف "میثاق ابراہیمی" کو پورا کیا بلکہ اس ایفاء عہد کے صلے میں "میثاق محمدی" سے بھی سرفراز کی گئی۔ اپنی معزولی اور امت محمدیہ کی "میثاق محمدی" سے سرفرازی کے بعد

حاسدانہ طور پر ابلیس کی حمایت میں الذین ھادو اکے ذریعہ چھیڑا گیا یہ وہ معرکہ ہے جسے "معرکۂ الذین کفروا" سے موسوم کیا گیا۔ یہی وہ سلسلۂ جنگ ہے جس کی ایک خصوصیت "معرکۂ بیت اللہ" ہے۔

(۱۰) معرکۂ اصحابِ مدین: "معرکۂ اصحاب مدین" متعدد معرکوں پر مشتمل ابلیسی معرکوں کا وہ سلسلہ ہے جس کے اہم شرکاء اصحاب الایکۃ، اصحاب الرس اور اصحاب الحجر کے باقیات اور مظاہر جدید ہیں۔ اسی سلسلہ کا اہم ترین معرکہ "الملحمۃ الکبریٰ" ہے۔

(۱۱) معرکۂ اصحابِ فیل: "معرکۂ اصحاب فیل" ہی "معرکۂ الذین اشرکوا" ہے۔ یہی وہ سلسلۂ معارک ہے جس کا دوسرا نام "معرکۂ ابناء قابیل" بھی ہے۔ "معرکۂ اصحاب فیل" ——— "معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم" کے چار بنیادی سلسلوں میں دوسرا سلسلہ ہے اور یہ بھی "معرکۂ بیت اللہ" کی دوسری کڑی ہے۔ معرکۂ اصحاب فیل کے سلسلہ میں وقوع پذیر ہونے والا اہم ترین معرکہ "غزوۂ ہند" ہوگا۔ یہی حقیقی "معرکۂ مہابھارت" ہے۔

(۱۲) "معرکۂ ابناء فساد ملکوت: معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم کا یہ وہ غیر معمولی اور ہیبت ناک تیسرا سلسلہ ہے جو روئے ارض پر غیر انسانی، نیم انسانی، حیوانی، نیم حیوانی اور غیر حیوانی مخلوقات کے ظہور اور تغلب کے سبب ہوگا۔ معرکۂ ابناء فساد ملکوت کے ذیل میں ہونے والی تصادمات وحوادث کے شرکاء درج ذیل ہوں گے۔

(۱)	ابناء فسادِ ملکوت نوری	بالخصوص ابناء فسادِ ملکوت ملکی
(۲)	ابناء فسادِ ملکوت ناری	بالخصوص ابناء فسادِ ملکوت شمسی

(۳)	ابناءِ فسادِ ملکوتِ ارضی	

ان معرکوں میں ابناءِ فسادِ ملکوتِ ارضی بجائے خود بری، بحری، فضائی ہونے کے ساتھ ساتھ بنیادی طور پر ابناءِ فسادِ ملکوتِ ارضی انسانی، نیم انسانی، حیوانی، اور نیم حیوانی پر مشتمل ہوں گے۔

(۱۳) معرکۂ شیاطین ملجمۃ: معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم کے تحت ابلیس کی نوری، ناری، ارضی اور ظلماتی افواج کی یہ وہ جنگ ہے جس کا آغاز مذکورہ انسانی و نیم انسانی معرکوں کے متوازی ہوگا۔ ظاہر ہے اس کا مقصد وحید اہلِ حق کو کمزور کرنا اور اہلِ شر کو تقویت پہنچانا ہے۔ یہ معرکہ دراصل ان قوتوں کے ذریعہ اہلِ حق پر کیا جانے والا حملہ ہے جو ابلیس کی محفوظ افواج (Reserve Forces) کہلاتی ہیں اور ارض و ماوراء ارض میں مختلف مقامات پر چھپی ہوئی، پناہ گزیں یا روکی ہوئی ہیں اور روئے ارض پر طیبات کے کم ہونے کی صورت میں تیزی سے باہر آ کر حملہ آور ہو رہی ہیں۔

(۱۴) معرکۂ دجالِ اکبر: معرکۂ دجالِ اکبر ——— دجاجلہ، اصحابِ موسیٰ، اصحابِ مدین، اصحابِ فیل، ابناءِ فسادِ ملکوت اور شیاطین ملجمۃ کا سب سے بڑا اور آخری تجمع ہوگا جس کی سربراہی دجالِ اکبر ابلیس کی سرپرستی میں کرے گا۔ ابلیس کے ذریعہ روئے ارض پر خیر کے خاتمہ کی یہ سب سے بڑی اور مہیب ترین کوشش ہوگی۔ لیکن دجالِ اکبر کے قتل ہوتے ہی یہ ساری فوج درہم برہم ہو جائے گی۔

(۱۵) معرکۂ یاجوج و ماجوج: "معرکۂ یاجوج و ماجوج" "معرکۂ دجالِ اکبر" کی شکست کے بعد ابلیس کی وہ حرکت مذبوحی کے مانند ہے جس کا ارتکاب وہ اپنی آخری فوج کو صف بستہ کر کے کرے گا۔ یہ فوج مخلوقاتِ فسادِ ملکوت پر مشتمل ہوگی۔

(۱۶) ہر چند کہ نبی آخر الزماں ﷺ کامیابی کے ساتھ مقصدِ رسالت تک پہنچ گئے اور ابلیس اپنے مقصد میں حقیقی طور پر ناکام و نامراد ہو گیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا کلمہ بالآخر بلند ہوا اور ابلیس کا کلمہ سرنگوں (ورضیت لکم الاسلام دینا۔ المائدہ ۳) لیکن ابلیس کی جانب سے سپر اندازی نہیں ہوئی۔ چنانچہ "میثاقِ محمدی" کے تحت اس معرکہ کو حتمی اور منطقی انجام تک لے جانا اور پورے بنی نوعِ انسان کو کامیاب کرنے کی ذمہ داری امتِ محمدیہ پر لازم آئی (سورۃ التوبہ) اور اس تعلق سے:

(۱) حفاظت، اقامت اور توسیعِ عدل

Establishment, Protection and Extension of Adl

——— (الشوریٰ ۱۳ تا ۱۵)

(۲) مراقبتِ عامہ و خاصہ

Watchfulness (General & Special)

(الاعراف۔۱۲۷ اور الانفال۔۶۰)

(۳) استعداد **Preparedness** (الانفال ۶۰) ——— اور ———

(۴) جہاد **Jihad** ——— (التوبہ)

امتِ محمدیہ کا فرضِ منصبی اور مقصدِ وجود قرار پایا۔ لیکن خلافتِ راشدہ کے ختم ہوتے ہوتے دین اللہ میں فسادِ عظیم پیدا کر دیا گیا۔ حجۃ الوداع سے ظہورِ مہدی و عیسیٰ علیہما السلام اور قتلِ دجالِ اکبر تک ایک لمحے کے لئے بھی من جانب اللہ

(۱) اقامت، حفاظت اور توسیعِ عدل

(۲) مراقبتِ عامہ و خاصہ

(۳) استعداد ــــــ اور

(۴) جہاد ــــــ کی ذمہ داری امت پر ساقط نہیں ہوئی۔

لیکن 661 عیسوی کے بعد عملاً ایسا کر دیا گیا۔ (ملاحظہ فرمائیں دجال جلد سوم) اور اس کی سرتاسر ذمہ داری امت محمدیہ کی قیادت ــــــ حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ پر ہے جن کے ہاتھ اس جرم میں آلودہ ہیں۔ ہر چند کہ اس جرم میں سب شریک ہیں لیکن ان میں سب سے بڑے مجرم وہ علماء و مشائخ ہیں جنہوں نے اسے نہ صرف سندِ جواز عطا کیا بلکہ اپنے قول و عمل، قرآن کی تفسیروں، سنت کے خاتمہ اور جعلی سنت کے اجراء احادیث کی من مانی ترتیب و شرح، فقہ کی تدوین، اور بالخصوص تصوف کے رواج کے ذریعہ ــــــ اسلام کو دین اللہ کی بجائے مذہب، مسلک اور مشرب بنا کر رکھ دیا۔ چنانچہ:

(۱) اقامت، حفاظت اور توسیع عدل عملاً جرم قرار پایا۔ یہی سبب ہے کہ مسلم معاشرے میں حضرت حسن بن علی، حضرت حسین بن علی، حضرت عبداللہ بن زبیر سے لے کر تا این وقت اہل ہمم کو دین اللہ پر چلنے کی قیمت چکانی پڑتی ہے۔

(۲) مراقبتِ عامہ اور خاصہ (الاعراف: ۱۶۷ اور انفال ۶۰) کے فریضہ کا نام و نشان اسلامی معاشرہ میں مٹا دیا گیا اور 661 عیسوی سے آج تک امت اس تعلق سے معطل اور ناواقف محض بنا کر رکھ دی گئی چنانچہ اس طرح ابلیس، دجال اکبر، دجاجلہ اور شیاطینِ انس و جن کو پوری روئے زمین بشمول دار الاسلام میں کھل کھیلنے اور منصوبہ بند طور پر مضبوط تر ہونے کے لئے کھلی اجازت دے دی گئی۔

(۳) استعداد (الانفال: ۶۰) کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔

(۴) جہاد کو پہلے عملاً "مکر خفیہ" پھر قولاً اور عملاً ــــــ اور بالآخر اعلاناً ساقط کر دیا

گیا۔ ہر چند کہ یہ سارے کام بظاہر حکمرانوں کے ہاتھوں ہوئے لیکن انھیں عملی جامہ پہنانے والے حقیقتاً علماء اور مشائخ تھے۔ یہ وہ فساد ہے جس کے خطرے سے اللہ تعالیٰ نے اسی "میثاق محمدی" میں آگاہ کر دیا تھا۔ (التوبۃ آیات ۳۰ تا ۳۵)

علاماتِ معرکہ

(۱) معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم اور اس سلسلہ کے تمام معرکوں کی حقیقی زمین بالکل تیار ہو چکی ہے اور اس کے بیشتر علامات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو چکے ہیں اس تعلق سے جو کچھ قابلِ بحث ہے وہ صرف ان کی معلومات ہے۔ جہاں یہ سارے علامات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو چکے ہیں۔ وہیں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان کے حوالے سے امت کا بڑا طبقہ بالخصوص اس کی قیادت ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ـــــ عام طور پر نابلد اور ناواقف ہیں۔ یہ تمام طبقات ناواقفیت میں مشترک ہوتے ہوئے بھی پانچ قسموں پر مشتمل ہیں:

(۱) حکمراں، دانش وران اور اکثر اعیانِ معاشرہ: ان میں اکثر ناواقف اور بعض مجہول ہیں۔

(۲) علماء و مشائخ: ان میں اکثر نہ صرف ناواقف ہیں بلکہ اپنے خلاف قرآن و سنت مخصوص علوم اور ماحول میں صدیوں سے رہنے کے سبب اس قوتِ فہم سے بھی محروم ہو چکے ہیں جس کا ادراک عام انسان حواسِ خمسہ اور عقل کے ذریعہ بھی کر لیتا ہے۔ بلکہ اکثر اس سے بھی ناواقف ہیں کہ وہ ایسے ہو چکے ہیں۔

(۳) حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ کا وہ طبقہ جو پچھلی صدی میں برپا ہونے والی تحریکاتِ اسلامی سے علاقہ رکھتا ہے۔ ان میں اکثر گویا "تخبط"

کی حالت میں ہیں۔

(۴) علماء، مشائخ اور تحریکِ اسلامی کا سودی طبقہ: علماء، مشائخ، اہلِ مدرسہ اور تحریکِ اسلامی کا وہ طبقہ جو بالخصوص پیٹرو ڈالر کے پردے میں سود اور ربا سے خوب سیراب ہوا ہے وہ مخبوط الحواس (البقرہ:۲۷۵) ہو چکا ہے۔

(۵) علماء، مشائخ اور تحریکِ اسلامی کا محلی طبقہ: علماء، مشائخ اور تحریکِ اسلامی کا وہ طبقہ جو بالخصوص دجالی چشمہ کے پانی سے خوب سیراب ہوا وہ بھی ذہناً اور جسداً مفلوج (البقرہ:۲۴۹) ہو چکا ہے۔

(۲) معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم اور اس سلسلہ کے تمام معرکوں کے حوالے سے ظاہر و باہر علامات درج ذیل ہیں:

(۱) ابلیسی کوکبی تحالف کا آنحضور ﷺ کی وفات حسرت آیات (632 عیسوی) کے بعد تقریباً تیرہ سو سالوں کی جدوجہد کے نتیجہ میں 47-1945 کے مابین کامیابی سے Take-off Stage کو پار کر لینا۔

(۲) کوکبی قوت کا کائنات میں پائی جانے والی ایسی قوتوں پر قابو پالینا جنھیں انسانی حدِ امکان میں پائی جانے والی قوت تسخیر نہ کر سکے۔ اس عاجز کا اندازہ ہے کہ کوکبی قوت کو ایسی طاقت 1940 آتے آتے حاصل ہو گئی تھی۔

(۳) ایسی قوت پر قابو پالینے کے بعد پوری روئے ارض پر کوکبی قوت کا سپر آف دی سپرس (Super of the Supers) بن جانا۔ اس عاجز کا اندازہ ہے کہ 1945 میں کوکبی قوت سپر آف دی سپرس (Super of the Supers) ہو چکی تھی۔

(۴) ابلیسی کوکبی سائنس اور ٹکنالوجی کی سرعت (Acceleration) کا ناقابل

رجعت (Irreversible) ہو جانا۔

(۱) ابلیسی کوکبی سائنس سے قبل سائنس ـــــ فطرت کو جان لینا (Knowing of the Nature-Scientia) تھا۔ ابلیسی کوکبی سائنس نیوٹن (Newton) کے بعد اور بالخصوص آئین سٹائن (Einstein) کے بعد فطرت کا جاننا یا جان لینا، باقی نہیں رہا۔

(۲) ابلیسی۔ کوکبی ٹکنالوجی سے قبل ٹکنالوجی ـــــــــ ''فطرت کی نقل کر لینا'' (Making like natural or Imitating the Nature-Techne) تھی۔ ابلیسی کوکبی ٹکنالوجی 1945 کے بعد ''فطرت کی نقل کر لینا باقی نہیں رہ گئی۔

(۳) ابلیسی کوکبی سائنس اور ٹکنالوجی سے قبل فطرت (Nature) اصلی اور حقیقی (Original) کا نام تھا اور ٹکنالوجی کے ذریعہ مصنوعی (Artificial) اشیاء وجود میں آتے تھے۔ یعنی کائنات میں جو کچھ پایا جاتا تھا وہ فطرت (Nature) تھا جس کا صانع (بنانے والا) اللہ تعالی یا بالفاظ دیگر قدرت تھی۔ انسان جو کچھ بناتا تھا وہ مصنوعی (Artificial) کہلاتا تھا۔ فطرت سے بنی شیٔ اصلی اور فطری تھی اور انسان کے ذریعہ بنی شیٔ نقل، غیر فطری اور غیر اصلی تھی۔ فطرت مکمل اور پائیدار تھی اور مصنوعی ناقص اور ناپائیدار۔

(۴) ابلیسی کوکبی سائنس اور ٹکنالوجی نے فطرت (Nature) بنانے کا آغاز کر دیا ہے۔ اب فطرت کے ذریعہ بنی شیٔ نقلی، غیر مناسب اور ناقص ہو گئی اور وہ فطرت (Nature) جس کو ابلیسی کوکبی سائنس نے بنانے کا آغاز کیا ہے وہ اصلی، فطری مناسب اور مکمل قرار دی گئی۔ یہ وہ

عمل ہے جسے ''فطرت کی انسانیت سازی (Humanization of Nature) یا انسان کی غیر فطرت/انسانیت سازی (Denaturalization or Dehumanization of Man) کا نام دیا گیا ہے۔

(۵) ابلیسی کوکبی سائنس اور ٹکنالوجی اور اس کی رفتار کا بے قابو ہو کر نا قابل رجعت (Irreversible) ہو جانا۔

(۶) کوکبی نفسیات پر اہلِ ایمان، حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ حضرت الیاس، حضرت ادریس علیہم السلام، آنحضور ﷺ اور ملائکہ بالخصوص حضرت جبریل اور حضرت میکال علیہم السلام اور دیگر مطیع رب مخلوقات کے ہاتھوں زیر عتاب آنے کے خوف کا طاری ہو جانا اور ان کا بدحواسی میں کائنات کی ہر جگہ ـــــ بری، بحری، فضائی، خلائی ماحول اور ماوراء خلاء کے ایک ایک ملی میٹر حصے ـــــ کی ہر لمحے نگرانی کرنا تا کہ کوئی ربانی فوج (Alien) ان پر حملہ آور نہ ہو جائے۔

(۷) کوکبی نفسیات پر ''مکمل خوفِ وجود'' کا طاری ہو جانا اور اس ذہن کے تحت جلد از جلد اپنی اکثر آبادی کو روئے ارض سے دور کسی محفوظ و مامون مقام/مقامات میں پناہ گزیں کر دینے کی بدحواسی کا طاری ہو جانا۔

(۸) کوکبی مقتدرہ کا 'کلی فسادِ ارضی' اور 'کلی خاتمہ مخلوقاتِ ارضی' پر عملاً اور حقیقتاً قادر ہو جانا۔

(۹) ابلیس کا بالآخر دجالِ اکبر ـــــ کوکبی ملاقات' کو یقینی بنا دینے میں کامیاب ہو جانا۔ بعض قرائن اور آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ بظاہر پانچ ہزار سالوں یا کم از کم دو ہزار سالوں کے بعد پہلی بار ابلیس کو روئے ارض پر کوکبی مقتدرہ کے ذریعہ ایسا تسلط، تغلب اور اطمینان

نصیب ہوا کہ اس نے بالآخر دجال اکبر کے ظہور کی کارروائی کا عملاً آغاز کر دیا۔ اس کارروائی کا پہلا مرحلہ تھا دجال اکبر اور کوکبیوں یا اس کے مقتدرہ کے متعدد یا کم از کم ایک فرد کے مابین براہ راست حقیقی تعلق کا قیام۔ چنانچہ بعض قرائن اور آثار کی بنیاد پر اس عاجز کا اندازہ ہے کہ پانچ ہزار سالوں یا جیسا کہ میں نے لکھا ہے کم از کم دو ہزار سالوں کے بعد ابلیس بالآخر دجالِ اکبر اور کوکبی مقتدرہ کے مابین کم از کم ایک حقیقی ٹیلی کانفرنسنگ (Real Teleconferencing) کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ یہ ٹیلی کانفرنسنگ اغلباً 1980-84 کے مابین ہوئی ہے۔

صورتِ مقاومت

(۱) مقابلہ آرا فریق: معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم میں دو فریق مقابلہ آرا ہوں گے۔ یہ دو فریق درج ذیل انواع و افراد پر مشتمل ہوں گے:

(الف) فریق اول: ابلیس، دجال اکبر، دجاجلہ، شیاطینِ نور، شیاطینِ نار، شیاطینِ ارض، شیاطینِ جن، شیاطینِ انس، ابناء فسادِ ملکوت ماوراء ارضی، ابناء فسادِ انس بالخصوص ابناء قابیل، ابناء فسادِ ملکوت ارضی بالخصوص غلام، نیم انسانی مخلوقات، حیوانی۔انسانی مخلوقات، غیر انسانی۔انسان نما مخلوقات اور غیر حیوانی مخلوقات۔

(ب) فریق ثانی: اللہ، آنحضور ﷺ، حضرت عیسیٰ، حضرت مہدی، حضرت ادریس، حضرت الیاس، اہلِ حق نوری، اہلِ حق ناری، امت مسلمہ بالخصوص اہلِ فسطاطِ ایمان، حیواناتِ ارضی، نباتاتِ ارضی، جماداتِ ارضی، حشرات الارض، ملائکہ، مخلوقاتِ ماوراء ارضی۔

(۲) محاذاتِ مقاومت: قرآن و سنت رسول اللہ ﷺ اور دیگر اخبار و آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم میں بنیادی طور پر درج ذیل محاذات (Theatres) ہوں گے۔

(۱)	مشرقی محاذ	Eastern Theatre
(۲)	مغربی محاذ	Western Theatre

(۳)	شمالی محاذ	Northern Theatre
(۴)	جنوبی محاذ	Southern Theatre
(۵)	وسطی محاذ	Central Theatre
(۶)	جنوب مشرقی محاذ	South-Eastern Theatre
(۷)	جنوب مغربی محاذ	South-Western Theatre
(۸)	شمالی مغربی محاذ	North-Western Theatre
(۹)	مشرقِ بعید محاذ	Far-Eastern Theatre
(۱۰)	مغربِ بعید محاذ	Far-Western Theatre
(۱۱)	جزیرہ بحری محاذ	Oceana-Island Theatre
(۱۲)	خلائی۔بری محاذ	Space-Territorial Theatre
(۱۳)	قمری محاذ	Lunar Theatre
(۱۴)	شمسی محاذ	Solar Theatre
(۱۵)	عیالِ شمسی محاذ	Solar-Family Theatre
(۱۶)	ماوراء شمسی محاذ	Trans-Solar Theatre
(۱۷)	زیرِ زمینی محاذ	Sub-Terranean Theatre

(۳) طبقاتِ محاذات: یوں تو ہر محاذ پر ابلیس، دجالِ اکبر اور کوبی مقتدرہ کے تمام حلفاء پائے جائیں گے لیکن بایں ہمہ بنیادی طور پر مختلف محاذات الگ الگ طبقات کے لئے مخصوص ہوں گے۔ اس کے درج ذیل مدارج ہوں گے:

(۱) مدرجِ اول: یہ عالمی بلکہ کائناتی سطح ہے۔ یعنی اس سطح کے افراد اور طبقات کا عمل دخل ہر سطح پر ہوگا۔ اس سطح میں درج ذیل افراد یا طبقات پائے جائیں گے:

(۱) ابلیس

(۲) دجالِ اکبر

(۳) کوبی

(۴) ابناءِ قابیل،

(۲) مدرجِ دوم: یہ منطقہ جاتی سطح ہوگی یعنی اس سطح کے افراد اور طبقات بنیادی طور پر اپنے اپنے منطقوں اور محاذات (Theatres) کے ذمہ دار ہوں گے۔ ان میں درج ذیل طبقات اہم ترین ہوں گے۔

(۱) اصحابِ روم: ان سے مراد ہے غیر نصاریٰ یعنی اغلباً پروٹیسٹنٹس (Protestants)۔

(۲) واسپ (WASP): یعنی سفید فام اینگلو سیکسن پروٹیسٹنٹ۔

(۳) اصحابِ اصفر: یعنی چینی، منگولیائی، تبتی، کوریائی وغیرہ

(۴) اصحابِ فیل: ان میں اصحابِ فیل کے تمام طبقات بالخصوص ابناء قنطورہ۔

مقاومت کے اسلحے

اس معرکۂ اصحابِ الکہف والرقیم میں استعمال ہونے والے اسلحوں اور تدبیروں سے مراد ان اسلحوں سے ہے جن کا استعمال ابلیس، دجال اکبر اور بالخصوص کوہی مقتدرہ اور ابناء قابیل اہلِ ایمان کے خلاف کریں گے۔ یہ اسلحے اور تدبیریں درج ذیل اقسام کی ہوں گی۔ ذیل میں مذکور یہ بنیادی اقسام دراصل انواع کا ذکر ہیں جس سے ظاہر ہے کہ ان میں سے ہر ایک نوع درجنوں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں ذیلی قسموں پر مشتمل ہوسکتا ہے۔ جن کا ذکر کرنا یہاں مشکل ہے۔

(۱) روایتی اسلحے (Conventional Weapons): اغلب گمان یہی ہے اور آثار و حوادث بتا رہے ہیں کہ کوہی مقتدرہ ایسے روایتی اسلحوں کا استعمال کم سے کم کرے گا بلکہ ممکن ہے بالکل نہ کرے۔

(۲) جوہری اسلحے (Nuclear Weapons): ان معرکوں میں ابلیسی کوہی مقتدرہ جن اسلحوں کا بے محابا استعمال کرے گا ان میں ہر قسم کے جوہری اسلحے (Nuclear Weapon System) اولین فہرست میں ہیں۔

(۳) لیزر اسلحے (Laser Weapons): ان معرکوں میں ابلیسی کوہی مقتدرہ جن اسلحوں کا بے محابا استعمال کرے گا ان میں ہر قسم کے لیزر اسلحے (Laser Weapon System) اولین فہرست میں ہیں۔

(۴) کائنے ٹک اسلحے (Kinetic Weapons): ان معرکوں میں ابلیسی کوہی مقتدرہ جن اسلحوں کا بے محابا استعمال کرے گا ان میں ہر قسم کے کائنے ٹک اسلحے (Kinetic Weapon System) اولین فہرست میں ہیں۔

(۵) کیمیاوی اسلحے (Chemical Weapons): ان معرکوں میں ابلیسی کوہی مقتدرہ جن اسلحوں کا بے محابا استعمال کرے گا۔ ان میں ہر قسم کے کیمیاوی اسلحے (Chemical Weapon System) اولین فہرست میں ہیں۔

(۶) جراثیمی اسلحے (Bacteriological Weapons): ان معرکوں میں ابلیسی کوہی مقتدرہ جن اسلحوں کا بے محابا استعمال کرے گا ان میں ہر قسم کے جراثیمی اسلحے (Bacteriological Weapon System) اولین فہرست میں ہیں۔

(۷) گائیا اسلحے (Gaia Weapons): ان معرکوں میں ابلیسی کوہی مقتدرہ جن خطرناک ترین اسلحوں کا استعمال کرے گا ان میں گائیا اسلحے (Gaia Weapon System) سرفہرست ہیں۔ اس سسٹم میں بنیادی طور پر دو طرح کے اسلحوں کا استعمال ہوتا ہے:

(۱) ٹیرافارمنگ اسلحے (Terraforming Weapon System): یہی وہ اسلحے ہیں جن کے ذریعہ گھنٹوں میں بنجر ملک زرخیز و شاداب بنائے جائیں گے۔

(۲) ٹیرا ڈی فارمنگ اسلحے (Terra-deforming Weapon System): یہی وہ اسلحے ہیں جن کے ذریعہ گھنٹوں میں زرخیز ملک بنجر بنادئے جائیں گے۔

(۸) اسپیس اسلحے (Space Weapons): ان معرکوں میں ابلیسی کوہی مقتدرہ جن اسلحوں کا بے محابا استعمال کرے گا ان میں ہر قسم کے اسپیس اسلحے

(Space Weapon System)اولین فہرست میں ہیں۔

(۹) اسٹار وار اسلحے (Star War Weapons): ان معرکوں میں ابلیس کوکبی متقدرہ جن اسلحوں کا بے محابا استعمال کرے گا ان میں اسٹار وار اسلحے (Star War Weapon System)اولین فہرست میں ہیں۔

(۱۰) غلام اسلحے (Golem Weapons): ان معرکوں میں ابلیس۔ کوکبی متقدرہ جن نا قابل یقین اسلحوں کا استعمال کرے گا ان میں غلام اسلحے (Golem Weapon System)اولین فہرست میں ہیں۔ یہ وہ اسلحے ہیں جنھیں کوکبی بنا چکے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں یہ فوج غیر انسانی، نیم انسانی اور انسانی حیوانی شکل کی افواج پر مشتمل ہوگی جو نہ قتل کرنے سے مرے گی جیسے انسان مرتے ہیں، نہ جلانے سے جلے گی، نہ بموں سے اڑانے سے اڑے گی اور اگر تھوڑی دیر کے لئے مر بھی جائے تو پھر زندہ ہوکر اٹھ کھڑی ہوگی گھنٹوں میں ایسی فوج لاکھوں کی تعداد میں لائی، ہٹائی اور بنائی جاسکتی ہے۔

(۱۱) سائی بورگ اسلحے (Cyborg Weapons): ان معرکوں میں ابلیس کوکبی متقدرہ جن نا قابل یقین اسلحوں کا استعمال کرے گا ان میں سائی بورگ اسلحے (Cyborg Weapons System)اولین فہرست میں ہیں۔ یہ وہ اسلحے ہیں جنہیں کوکبی بنا چکے ہیں۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں یہ فوج غیر حیوانی۔ جماداتی شعوری شکل کی افواج پر مشتمل ہے۔ اسلحوں کی یہ قسم بجائے خود مختلف اقسام پر مشتمل ہے جن میں سب سے اہم ٹیلی کائنے ٹک اسلحے (Tele-Kinetic Weapon System) ہیں۔ ان اسلحوں کو عرف عام میں ٹرمینیٹرس (Terminators) کہا جاتا ہے۔ مثلاً ایسے چوہے، گھوس، سانپ، چمگادڑ، چھپکلی، مگرمچھ، گدھ اور کتے نما اسلحے جو بیک وقت ذی روح ہوں گے اور مشین

بھی۔ وہ لڑیں گے، جاسوسی کریں گے، تصویریں کھینچیں گے، کمانڈ اور کنٹرول کریں گے، ضرورت پڑنے پر بلوں میں گھس جائیں گے، آگ میں کود جائیں گے، ہوا میں اڑیں گے، بے جان ہوجائیں گے، پھر زندہ (Active) ہوجائیں گے، آپ انہیں ماریں گے تو وہ مریں گے نہیں، اور اگر مر جائیں گے تو ایک کی جگہ ویسے ویسے ہزار گھنٹوں میں آجائیں گے۔

(۱۲) لاجسٹک اسلحے (Logistic Weapons): ان معرکوں میں ابلیس کوکبی متقدرہ جن نا قابل یقین اسلحوں کا استعمال کرے گا ان میں لاجسٹک اسلحے (Logistic Weapons)اولین فہرست میں ہیں۔ یہ وہ دیو ہیکل "ترسیلی سسٹم یعنی جہاز ہیں جو بیک وقت ایک ایک لاکھ لوگوں کی نفری/فوج کو یا پوری ایک بٹالین فوج کو مع بڑے اسلحوں (Heavy Weapons) کے روئے ارض پر ایک جگہ سے دوسری جگہ یا زمین سے چاند یا مریخ پر لے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ انھیں دیو قامت Zeppelin بھی کہا جا سکتا ہے۔

لاجسٹک اسلحوں (Logistic Weapons) کی ایک دوسری قسم بھی ہے جنھیں Blimps کہا جاتا ہے۔ یہ وہ دیو ہیکل جہاز ہیں جو سراغ رسانی، ترسیلی اور حملے تینوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

(۱۳) نئے اسلحے (New Weapon System): متعدد اقسام کی ٹکنالوجی کا استعمال کرکے جن میں صوتی (Acoustic)، کیمیاوی (Chemical)، برقی (Electrical)، لیزر (Laser) اور کائنے ٹک (Kinetic) اہم ہیں اسلحوں کا ایک نیا نظام بنایا گیا ہے۔ یہ نیا نظام بنیادی طور پر تین اقسام پر مشتمل ہے:

(۱) کاؤنٹر پرسنل اسلحے (Counter Personnel Weapons): عام طور پر یہ

اسلحے اور ان کا استعمال آنکھوں سے نظر نہیں آتے لیکن انسانوں کے لئے ناقابلِ برداشت تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ ان اسلحوں کا محل استعمال انسانی جسم ہیں۔

ان کے ذریعہ درج ذیل کام لئے جاتے ہیں:

(۱) منٹوں میں لاکھوں لوگوں کے مجمع کو تہس نہس کر دینا،

(۲) ہزاروں ہزار لوگوں کو منٹوں میں مفلوج و معطل کر دینا،

(۳) آنکھوں سے نظر نہ آنے والی برقی دیوار بنا کر کسی جگہ کو محفوظ بنا دینا تا کہ کوئی انسان وہاں نہ پہنچ سکے۔

(۴) منٹوں میں کسی مقام، عمارت یا علاقے کو اس کے مکینوں سے خالی کرا دینا۔

(۲) کاونٹر میٹریل اسلحے (Counter Material Weapons): عام طور سے یہ اسلحے اور ان کا استعمال بھی آنکھوں سے نظر نہیں آتے لیکن مادی اشیاء کو تہس نہس کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان اسلحوں کا محل استعمال مادی اشیاء (Materials) بطورِ خاص معدنیات ہیں۔ ان اسلحوں سے درج ذیل کام لئے جاتے ہیں:

(۱) منٹوں میں روئے ارض پر کسی مقام کو آنکھوں سے نظر نہ آنے والی دیوار لگا کر محفوظ کر لینا اور وہاں داخل ہونے والی کسی بھی گاڑی (Vehicle) کو ناکارہ، بنا دینا۔

(۲) منٹوں میں سمندر میں کسی مقام کو آنکھوں سے نظر نہ آنے والی دیوار لگا کر محفوظ کر لینا اور وہاں داخل ہونے والی کسی گاڑی (Vehicle) کو ناکارہ بنا دینا۔

(۳) منٹوں میں فضا میں کسی مقام کو آنکھوں سے نظر نہ آنے والی دیوار لگا کر محفوظ کر

لینا اور وہاں داخل ہونے والی کسی گاڑی (Vehicle) کو ناکارہ بنا دینا۔

(۴) منٹوں میں خلاء میں کسی مقام کو آنکھوں سے نظر نہ آنے والی دیوار لگا کر محفوظ کر لینا اور وہاں داخل ہونے والی کسی گاڑی (Vehicle) کو ناکارہ بنا دینا۔

(۵) منٹوں میں بری، بحری، فضائی اور خلائی کسی گاڑی، جہاز یا سامان کو ناکارہ بنا دینا۔

(۳) کاونٹر کیپے بیلیٹی اسلحے (Counter Capability Weapons): عام طور پر یہ اسلحے اور ان کا استعمال آنکھوں سے نظر نہیں آتے لیکن کسی Facility اور System کو مفلوج اور ناکارہ بنا دیتے ہیں۔ ان کا محلِ استعمال عموماً Facilities اور System ہیں۔ ان اسلحوں سے درج ذیل کام لئے جاتے ہیں:

(۱) منٹوں میں کسی Facility یا System کو ناکارہ بنا دینا

(۲) منٹوں میں Weapon of Mass Destruction کے استعمال کی صلاحیت کو ناکارہ بنا دینا۔

چونکہ یہ اسلحے عام طور سے آنکھوں سے نظر نہیں آتے اس لئے ان کا استعمال انسانی نفسیات کو حیران کر دینے والا ہوتا ہے۔ ان کے استعمال کا ایک ہیجانی اثر (Collateral Effect) یہ ہوتا ہے کہ انسان ہکا بکا ہو کر شدید خوف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امت کو کسی متذکرہ کے ذریعہ استعمال کئے جانے والے اسلحوں سے متعلق آگہی ضرور حاصل کر لے۔

بطورِ خاص درج ذیل اسلحوں کی:

(1) Blunt Impact Projectiles

(2) Sponge Grenades

(3) Calmative Agent Sponge Projectiles

(4) Modular Crowd Control Munition

(5) Sticky Foam

(6) Taser Grenade

(7) The Sticky Shocker

(8) Anti-Personnel Acoustics

(9) Flash

(10) Obscurants

(11) 40 mm MK 19 Munition

(12) Objective Individual Combat Weapon

(13) Entanglement Grenade

(14) Unmanned Powered Parafoil

(15) Non-Nuclear Electromagnetic Pulse

(16) Magnetic Pulse

(17) E-Bomb

(18) High-Power Microwave

(19) Ground Vehicle Stopper (GVS)

(20) Pulse Current

(21) Running Gear Entanglement System (RGES)

(22) Viscosity Agents

(23) **Fuel Contaminants**

(24) **I-Visible**

(25) **RF Taggant**

اس عاجز کی معلومات کے مطابق کوئی مقتدرہ ان تمام اسلحوں کا استعمال امت کے خلاف کرنے کا آغاز کر چکا ہے۔ اندیشہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ اس کی وسعت اور پیمانے (Scale) میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

مدتِ مقاومت

اس عاجز کے اندازہ کے مطابق معرکۂ اصحاب الکہف والرقیم کے پہلے دور کی میعادی طوالت اور اس کی ذیلی تقسیم درج ذیل ہے۔ مدت کی درج ذیل تقسیم دراصل ابلیسی دجالی کوکبی منصوبہ بندی کی تقسیم ہے۔

(۱)	مرحلۂ اول:	1923-1948
(۲)	مرحلۂ دوم:	1948-1980
(۳)	مرحلۂ سوم:	1980-1991
(۴)	مرحلۂ چہارم:	1991-2001
(۵)	مرحلۂ پنجم:	2001-2004
(۶)	مرحلۂ ششم:	2004-2007
(۷)	مرحلۂ ہفتم:	2007-2009
(۸)	مرحلۂ ہشتم:	2009-2012
(۹)	مرحلۂ نہم:	2012-2015
(۱۰)	مرحلۂ دہم:	2015-2018
(۱۱)	مرحلۂ یازدہم:	2018-2020

(۱۲)	مرحلۂ دوازدہم:	2020-2025
(۱۳)	مرحلۂ سیزدہم:	2025-2028
(۱۴)	مرحلہ چہاردہم: ایامِ خوشحالی۔ ایامِ غفلت	2028-2038
(۱۵)	مرحلۂ پانزدہم:	2038{-}2058
(۱۶)	مرحلۂ شانزدہم: زخمِ ردس	2058 Reichter 10

مراکز ومقاماتِ انفجار

معرکۂ اصحابِ الکہف والرقیم کا دائرہ بہت وسیع اور ہمہ جہت ہوگا جس کا احاطہ کرنا یہاں ممکن نہیں۔ یہاں مراکز ومقاماتِ انفجار سے مراد بالخصوص الملحمۃ الکبریٰ کے مراکز اور مقاماتِ انفجار ہیں۔ اس عاجز کے مطابق یوں تو ہر مرکز وموقع انفجار ''ہَرْ مَجِیْدُوْ'' ہے لیکن ان میں کوئی ایک بالیقین ''ہر مجیدو'' ہے۔ اس عاجز کے لئے تحقیق کی کم سے کم قابلِ فہم تلخیص درج کرنا بھی سینکڑوں صفحات کا متقاضی ہے جس سے صرف نظر کرنا مجبوری ہے۔ یہاں یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ مراکز ومقاماتِ انفجار کی تعیین کے باوجود اس کا فی الوقت سمجھنا بہت آسان نہیں اس لئے کہ موجودہ جیو۔ پالیٹکو اسٹریٹیجک۔ نقشہ (Geo-Politico-Strategic Scenario) ویسا باقی نہیں رہے گا جیسا ابھی ہے۔ ان مراکز ومقامات کو اسی جیو۔ پالیٹکو۔ اسٹریٹیجک نقشے میں سمجھنا ممکن ہوگا جب حوادث وقوع پزیر ہوں گے۔ ابھی ان کا تصور خواب دیکھنے کے مانند ہے۔ چنانچہ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ مراکز ومقاماتِ انفجار درج ذیل ہیں:

(۱)	ہر مجیدو یکم:	فلسطین
(۲)	ہر مجیدو دوم:	قفقاز
(۳)	ہر مجیدو سوم:	خراسان (ایران)
(۴)	ہر مجیدو چہارم:	بام (ایران)

(۵)	ہر مجیدو پنجم:	پامیر
(۶)	ہر مجیدو ششم:	کوریا
(۷)	ہر مجیدو ہفتم:	کشیپ میرو
(۸)	ہر مجیدو ہشتم:	اجمیر
(۹)	ہر مجیدو نہم:	تبت
(۱۰)	ہر مجیدو دہم:	گنگا برہمپتر کا میدان اور ترائی
(۱۱)	ہر مجیدو یازدھم:	شام
(۱۲)	ہر مجیدو دوازدھم:	یمن
(۱۳)	ہر مجیدو سیزدھم:	سری لنکا
(۱۴)	ہر مجیدو چہاردھم:	سری لنکا سے 1000 میل دور سمندر میں چھپا ایک مقام
(۱۵)	ہر مجیدو پانزدھم:	مینمار
(۱۶)	ہر مجیدو شانزدھم:	ویت نام
(۱۷)	ہر مجیدو ہفتدھم:	اناطولیہ
(۱۸)	ہر مجیدو ہیزدھم:	عراق
(۱۹)	ہر مجیدو نہدھم:	زونگ گوو
(۲۰)	ہر مجیدو بیستم:	یورال

امت کی حقیقی حالت

(۱) حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ 661 عیسوی کے بعد امت مسلمہ کی قیادت ـــــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــــ پہلے درجہ بدرجہ اور دھیرے دھیرے اور بعدہ یکسر اور سرعت کے ساتھ امت مسلمہ کے برپا کئے جانے کے حقیقی نصب العین یعنی ''میثاقِ محمدی'' سے منحرف ہوگئی۔ اور اس طرح نبی آخر الزماں ﷺ کی وہ خبر درست ثابت ہوئی جس کی روایت یوں کی گئی ہے:

''تم ان لوگوں کے نقشِ قدم پر چل کر رہو گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ چنانچہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی داخل ہو کر رہو گے۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ: اے اللہ کے رسول کیا یہود و نصاریٰ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور کون؟۔

چنانچہ یہود و نصاریٰ اور ان میں بالخصوص بنی اسرائیل ''میثاق ابراہیمی'' اور اس کی ہر شکل مثلاً ''میثاق موسوی'' ''میثاق داؤدی'' اور ''میثاق عیسیٰ'' سے منحرف ہوگئے جو دراصل بنیادی سبب بنا ان کے معزول کئے جانے اور امت محمدیہ کے برپا کئے جانے کا۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عام امت مسلمہ محمدیہ کو چھوڑ کر بقیہ پوری مسلم قیادت ـــــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــــ ''میثاق محمدی'' سے بحیثیتِ مجموعی منحرف ہو چکی ہے۔

(۲) چنانچہ اپنے فرض منصبی سے اسی انحراف کا نتیجہ ہے کہ امت کی قیادت ـــــــ حکمراں،

علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ـــــــ 661 عیسوی کے بعد ـــــــ

(۱) اقامت، حفاظت اور توسیع عدل (الشوریٰ: ۱۳ تا ۱۵)

(۲) مراقبتِ عامہ و خاصہ (الاعراف: ۲۷ اور الانفال: ۶۰)

(۳) استعداد (الانفال: ۶۰) ـــــــ اور

(۴) جہاد (التوبہ:) ـــــــ

سے کلی طور پر منحرف اور لاتعلق ہوگئی۔ چنانچہ اس مدت میں ابلیس، دجال اکبر، دجاجلہ، 'الذین اشرکوا' اور بالخصوص 'الذین کفروا' یعنی کوکبی مقتدرہ اور ان ابلیسی۔ دجالی قوتوں کو جس کا ذکر قران (و اخرین من دونہم لا تعلمو نہم: اور ان کے علاوہ وہ دوسری قوتیں جن کو تم نہیں جانتے: الانفال ۶۰) نے کیا ہے کھلی چھوٹ مل گئی کہ وہ روئے ارض سے دین اللہ اور امت مسلمہ محمدیہ کو نیست و نابود کرنے کی بغیر کسی مزاحمت کے بہ اطمینان پوری تیاری کرلیں حیرت تو اس بات پر ہے کہ ان تیرہ سو سالوں میں یہ سب کچھ ہوتا رہا اور کسی مسلم حکمراں، کسی عالم دین، کسی شیخ طریقت، کسی دانش ور اور کسی اعیان معاشرہ کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی، نہ کسی کی نکسیر پھوٹی۔ جب کہ سنا ہے کہ پوری مسلم تاریخ ہزاروں ظلال اللہ فی الارض اور لاکھوں اولیاء اللہ کے ذکر سے اور زمین کا چپہ چپہ اسلام کے قلعوں سے بھرا ہوا ہے۔

(۳) حقیقت اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ اسلام ـــــــ دین اللہ کے عاید کردہ فرضِ منصبی سے علانیہ سرکشی اور انحراف کے سب سے بڑے مرتکب وہ علماء و مشائخ ہیں جو خلافت راشدہ کے بعد دراصل خود کو قران و سنت رسول اللہ ﷺ کے جاننے والے، دین متین کو زندہ رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے والے اور ساری امت کو ناپ ناپ کر متقی اور فاسق، مومن اور

کافر، صالح اور بدعتی کی سند دینے کے اہل ہونے کے دعویدار رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام دین اللہ ـــــــ کو مذہب بنانے والے، قران وسنت اور اس کے علم اور عملی نمونوں کو مٹا دینے والے، خلافِ قران وسنت علوم اور اعمال کو رائج کرنے والے اور پوری امت کو اس کے حقیقی فرضِ منصبی سے لاعلم اور غافل بنا کر لایعنی باتوں اور کاموں میں لگا دینے والے در اصل یہی علماء اور مشائخ ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہی وہ علماء اور مشائخ ہیں جو ہر صدی کے سرے پر پیدا ہونے والے ان اشخاص کو جنہیں "من یجدد لھا دینھا" کہا گیا، اور ان لوگوں کو جنہیں "عدول من کل خلف" کہا گیا ہے۔ جھنجھوڑ ڈالنے والے اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دینے والے ثابت ہوئے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے الحمدللہ امت محمدیہ کو بانجھ پیدا نہیں کیا۔ یہ امت اللہ تعالیٰ کی مصلحت خاصہ کے تحت برپا کی گئی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہر زمانے میں اس امت میں قرآن وسنت کے جاننے والے، دین اللہ کے عاید کردہ فرضِ منصبی کو جاننے اور یاد رکھنے والے اور ابلیسی۔ دجالی باطل قوتوں کی ہر ہر نقل وحرکت کی خبر رکھنے والے پیدا ہوئے۔ یہی وہ ارواح قدس ہیں جو کبھی ابومحمد الحسن، ابوعبداللہ الحسین اور عبداللہ بن زبیر کی شکل میں پیدا ہوئے اور جس کی آخری کڑی علامہ اقبال علیہ الرحمہ ہیں۔ لیکن ہر زمانے میں امت کی اس نام نہاد قیادت ـــــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ ـــــــ نے انہیں دھکیل کر حاشیہ پر کر دیا اور ان کی آواز صدا بہ صحرا ہو کر یا نقار خانہ میں طوطی کی آواز کی طرح دب کر رہ گئی۔

(۵) اکیسویں صدی کے ان ابتدائی سالوں میں امت کی حقیقی صورت حال بے حد نازک ہوگئی ہے جس کو یوں ملخص کیا جا سکتا ہے۔

(۱) اگر کوئی مقتدرہ اور امت مسلمہ محمدیہ کے مابین مکمل تصادم

(Total Collision) ہوا ـــــــ جس کا پورا پورا اندیشہ ہے ـــــــ تو امتِ مسلمہ محمدیہ اس وقت جس تفکیری، تدبیری اور تعلیمی خلاء سے دوچار ہے اس کے جاری اور برقرار رہنے کی صورت میں بری طرح شکست وریخت سے دوچار ہو جائے گی۔ یہ شکست اتنی بھیانک ہوگی کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں دی جا سکتی ہے۔ اس وحشت ناک انجام کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۱) جانی نقصان کی صورت میں ایک چوتھائی امت یعنی تقریباً تیس کروڑ (30,0000000) آبادی ہلاک ہو جائے گی۔ دوسری چوتھائی یعنی تقریباً تیس کروڑ (30,0000000) پچاس سے ستر فیصد مفلوج یعنی موت سے بدتر زندگی گزار کر پانچ سالوں کے اندر اندر مر جائے گی: تیسری چوتھائی (30,0000000) بیماریوں کے سبب بیس سالوں کی عمر تک پہنچتے پہنچتے مر جائے گی: آخری تیس کروڑ (30,0000000) کی زندگی موجودہ بدترین قوموں کی زندگی کے مانند بن کر رہ جائے گی۔

(۲) اسلام کا تشخص اور اس کے علوم، تہذیب، ثقافت اور تمدن کے آثار ختم ہو جائیں گے۔

(۳) اسلام اور امت مسلمہ محمدیہ کے نام پر جو چیز بچ رہے گی وہ نہ اسلام ہوگی اور نہ امت مسلمہ محمدیہ۔

(۶) کسی ایسے عن قریب تصادم کے نتیجے میں واقع ہونے والی اس کلی تباہی کا بنیادی سبب ہے:

(۱) امتِ مسلمہ محمدیہ میں فی زمانہ قیادتِ اصلی کی عدم تعیین۔

(۲) امتِ مسلمہ محمدیہ میں فی زمانہ نصب العینِ اصلی وحقیقی کی عدم تعیین۔

(۳) امتِ مسلمہ محمدیہ میں فی زمانہ تفکیر، تدبیر اور تعمیل کا کلی عمودی افقی خلاء۔

(۴) امتِ مسلمہ محمدیہ میں فی زمانہ کارگزار تفکیر، تدبیر اور تعمیل میں باہم عدم ربط۔

(۵) امتِ مسلمہ محمدیہ میں فی زمانہ قیادت اصلی اور عامۃ المسلمین کے مابین براہ راست ربط کی ناموجودگی۔

(۷) چنانچہ اس وقت:

(۱) امتِ مسلمہ میں پوری امت کی سطح پر

(۲) حکمرانوں میں دائرۂ اقتدار کی سطح پر

(۳) علماء ومشائخ میں کسی بھی اجتماعی یا انفرادی سطح پر

(۴) تحریک اسلامی میں کسی بھی عالمی، ملکی اور مقامی سطح پر

(۵) دانش وران میں اجتماعی یا انفرادی سطح پر اور

(۶) اعیانِ معاشرہ میں کسی بھی اجتماعی اور انفرادی سطح پر ——

(الف) نہ حقیقی مہلکہ اور تحدیات (Actual Threat) کا علم پایا جاتا ہے اور نہ شعور۔ چنانچہ ایک طرف امتی سطح پر مکمل خلاء اور ملکی سطح پر حکمرانوں، علماء، مشائخ تحریک اسلامی کے افراد، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ کی بے بصارتی، بے بصیرتی، لاعلمی، بے حسی اور بے رحمانہ بے غیرتی اور ہٹ دھرمی نے پوری امتِ مسلمہ کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا ہے۔

(۸) مذکورہ حالت میں صدیوں تک رہنے کے سبب آج:

(۱) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کو کبھی حقیقی و جودی

مہلکہ (Actual Existensial Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۲) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبھی حقیقی سیاسی مہلکہ (Actual Political Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۳) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبھی حقیقی معاشی مہلکہ (Actual Economic Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۴) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبھی حقیقی تہذیبی مہلکہ (Actual Civilizational Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۵) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبھی حقیقی ثقافتی مہلکہ (Actual Cultural Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۶) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبھی حقیقی روحانی مہلکہ (Actual Spiritual Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۷) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبھی حقیقی منصبی مہلکہ (Actual Reasonal/Rational Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۸) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبھی حقیقی خلقی مہلکہ (Actual Creational Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۹) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبھی حقیقی امری مہلکہ (Actual Amric Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۱۰) پوری امتِ مسلمہ ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبھی حقیقی کائناتی

مہلکہ (Actual Universal/Cosmic Threat) سے مکمل طور پر لاعلم ہے۔

(۹) یہی سبب ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد مسلسل زوال آمادہ ہونے اور گزشتہ چار سو سالوں میں اور بالخصوص 1699 کے بعد زندگی کی ہر سطح پر مسلسل شکست کھاتے رہنے کے بعد بھی بحیثیت امتِ مسلمہ محمدیہ اس میں ہر سطح یعنی:

(۱) امتی سطح

(۲) اجتماعی سطح اور

(۳) انفرادی سطح

پر اقامت، حفاظت اور توسیع عدل، مراقبتِ عامہ وخاصہ، استعداد اور جہاد ـــــ اور اس کو کما حقہٗ سرانجام دینے کے لئے:

اقامت، اقامتِ صلوٰۃ، جدلِ احسن، بلاغِ مبین، سعی مشکور، جہاد حقّ جہادہ، جہاد اکبر، صبر، مصابرۃ، مرابطت، شد عضد، اعداد وغیرہم سے کلی لاعلمی پائی جاتی رہی ہے۔

(۱۰) مذکورہ امور سے کلی طور پر منہ موڑ لینے کا نتیجہ ہی ہے کہ امت گزشتہ چار سو سالوں میں پے بہ پے شکست کھانے کے باوجود ہر قسم کی اور ہر سطح کی منصوبہ بندی سے اب تک یکسر خالی ہے۔ اور اس کے ملاء کی موجودہ روش درج ذیل کسی منصوبہ بندی کے لئے امت کو فارغ کرتی نظر نہیں آتی:

(۱)	طویل المدت منصوبہ بندی	(Perspective Planning)
(۲)	وسط مدتی منصوبہ بندی	(Medium Planning)
(۳)	قلیل مدتی منصوبہ بندی	(Short-Term Planning)

(۴)	فوری منصوبہ بندی	(Crash Programming)
(۵)	حادثاتی منصوبہ بندی	(Disaster Management & Planning)
(۶)	کامیابی کی صورت میں طویل مدتی، وسط مدتی، قلیل مدتی، فوری، منصوبہ بندی	(Total Positive Perspective/Medium/Short-Term/ Crash Planning)
(۷)	جزوی کامیابی کی صورت میں طویل مدتی، وسط مدتی، قلیل مدتی، فوری منصوبہ بندی	(Partial Positive Perspective/Medium/Short-Term/ Crash Planning)
(۸)	کلی ناکامی کی صورتمیں طویل مدتی، وسط مدتی، قلیل مدتی، فوری منصوبہ بندی	(Total Negative Perspective/Medium/Short-Term/ Crash Planning)
(۹)	جزوی ناکامی کی صورت میں طویل مدتی، وسط مدتی، قلیل مدتی، فوری منصوبہ بندی	(Partial Negative Perspective/Medium/Short-Term/ Crash Planning)
(۱۰)	غیر واضح، ہیجانی حالت کی منصوبہ بندی	(Confusion-Fed Traumatic Event Planning)

مجرمانہ غفلت

(۱) ہر سطح پر گزشتہ ایک سو سال سے پے بہ پے براہ راست کوبی مقتدرہ کے ہاتھوں شکست کھانے کے باوجود امت کی پوری قیادت ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران، تحریکات اسلامی اور اعیان معاشرہ ـــــ اور اس کے سبب سارے عامۃ المسلمین پوری روئے زمین پر صف آرا اور برسر کار کوبی محاذات (Theatres) سے کلی طور پر نابلد، لاعلم اور ان کے تئیں نہ صرف یہ کہ غیر حساس ہیں بلکہ اکثر ان کے معاون اور مددگار ہیں۔ ابلیسی۔دجالی۔کوبی فوج پوری روئے زمین اور ماوراء زمین میں درج ذیل محاذات (Theatres) پر پوری قوت اور شوکت کے ساتھ متحرک ہو چکی ہے لیکن امت اس سے پوری طرح بے خبر ہے۔

(۱)	سیاسی محاذ	(Political Theatre)
(۲)	معاشی محاذ	(Economic Theatre)
(۳)	معاشرتی محاذ	(Social Theatre)
(۴)	عسکری محاذ	(Martial Theatre)
(۵)	مواصلاتی محاذ	(Communicational Theatre)
(۶)	ترسیلی محاذ	(Transportational Theatre)
(۷)	حرکی محاذ	(Mobilizational Theatre)
(۸)	احصائی محاذ	(Statistical Theatre)

(۹)	علمی محاذ	(Academic Theatre)
(۱۰)	تحقیقی محاذ	(Research Theatre)
(۱۱)	طبی محاذ	(Medical Theatre)
(۱۲)	مالی محاذ	(Financial Theatre)
(۱۳)	تجارتی محاذ	(Commercial Theatre)
(۱۴)	زرعی محاذ	(Agricultural Theatre)
(۱۵)	صنعتی محاذ	(Industrial Theatre)
(۱۶)	تکنیکی محاذ	(Technological Theatre)
(۱۷)	عمرانی محاذ	(Sociological & Societal Theatre)
(۱۸)	جینیاتی محاذ	(Genetic Theatre)
(۱۹)	عمرانی۔حرکی محاذ	(Societal-Mobilizational Theatre)
(۲۰)	جیو۔پالٹیکل محاذ	(Geo-Political Theatre)
(۲۱)	اسٹریٹجک محاذ	(Strategic Theatre)
(۲۲)	لاجسٹک محاذ	(Logistic Theatre)
(۲۳)	تدبیری محاذ	(Tactical Theatre)
(۲۴)	موادی محاذ	(Provisional Theatre)
(۲۵)	مراقبی محاذ	(Monitoring Theatre)
(۲۶)	بری محاذ	(Territorial Theatre)

(۲۷)	بحری محاذ	(Naval Theatre)
(۲۸)	فضائی محاذ	(Aerial Theatre)
(۲۹)	زیریں خلائی محاذ	(Lower-Space Theatre)
(۳۰)	بالائی خلائی محاذ	(Upper-Space Theatre)
(۳۱)	اسلحہ جاتی محاذ	(Weapon System Theatre)
(۳۲)	بارودی محاذ	(Ammunitial System Theatre)
(۳۳)	امتی محاذ	(Ummatic Theatre)
(۳۴)	ماوراء امتی محاذ	(Trans-Ummatic Theatre)
(۳۵)	حربی محاذ	(Fighting Theatre)
(۳۶)	دانش ورانہ محاذ	(Intellectual Theatre)
(۳۷)	قمری محاذ	(Lunar Theatre)
(۳۸)	بین سیارگانی محاذ	(Inter-Planetary Theatre)
(۳۹)	بین ستارگانی محاذ	(Inter-Stellar Theatre)
(۴۰)	بین کہکشانی محاذ	(Inter-Galactic Theatre)
(۴۱)	طبیعیاتی محاذ	(Physical Theatre)
(۴۲)	روحانی محاذ	(Spiritual Theatre)

یہ عاجز پورے وثوق کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ ابلیسی۔دجالی۔کوکبی قوت، ان کی معلومات منصوبہ بندی، عزائم اور ہر طرح کے حالات پر ان کی گرفت کا اندازہ اس سے کیا جا

سکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک محاذ کے تحت کم از کم پانچ اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار ادارے ہمہ دم کام کر رہے ہیں۔کل اداروں کی تعداد دس لاکھ سے متجاوز ہے۔اس عاجز کے اندازہ کے مطابق ان کا حقیقی کائناتی بجٹ جس کے رقوم کو کوکبی نہایت جزرسی سے صرف کرتے ہیں سالانہ 3000 ٹریلین ڈالر (3000 Trillion Dollar) سے کم نہیں۔کوکبی مقتدرہ کے تحت کام کرنے والے اداروں کی قوت اور ان کے حجم کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ ان میں پانچ سو ادارے ایسے ہیں جن میں فی کس ایک ادارے کا بجٹ ایشیاء، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے تیسرے درجے کے دس دس ملکوں کے بجٹ سے بھی زیادہ ہے۔

(۲) عملیاتی لاعلمی (Operational Ignorance): خلافت راشدہ کے بعد عارض ہونے والی صورت میں اقامت، حفاظت اور توسیعِ عدل، مراقبتِ عامہ و خاصہ، استعداد اور جہاد سے منہ موڑ لینے اور انحراف کے نتیجہ میں بالعموم اور گزشتہ چارسو سالوں میں بالخصوص امت کی پے در پے شکست کی بنیادی وجہ وہ حقیقی عملیاتی لاعلمی (Actual Operational Ignorance) رہی ہے جو دراصل مذکورہ تمام لاعلمیوں اور فقدانوں کا لازمی نتیجہ ہوا کرتی ہے۔1900 عیسوی کے بعد یہ عملیاتی لاعلمی (Operational Ignorance) اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گئی۔یہی سبب ہے کہ امت کے متعدبہ حصے کی جانب سے مخلصانہ کوشش اور بے دریغ قربانیوں کے باوجود امت کو صرف شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔خلوص اور للہیت الگ شئے ہے اور وجاھدوا فی اللہ حق جہــادہ میں جاری سنت اللہ سے ہم آہنگ ہونا الگ شئے۔اللہ اپنی سنت عام حالات میں تبدیل نہیں کرتا۔اس کی سنت بھی اسی وقت تبدیل ہوتی ہے۔یا اس کی جگہ دوسری سنت کا اجراء ہوتا ہے جب کہ اس کی اپنے آپ میں قائم کردہ حجت پوری ہو جاتی ہے۔

یہی وہ بنیادی بات ہے جس کے سبب اس عاجز کا اندازہ ہے کہ: "اگر کوئی مقتدرہ اور امت مسلمہ محمد یہ کے مابین عن قریب مکمل تصادم ہوا جس کا پورا پورا اندیشہ ہے تو ــــــ امت مسلمہ محمد یہ بری طرح شکست سے دوچار ہو جائے گی۔ یہ شکست اتنی بھیانک ہوگی کہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی"۔

(۳) موجودہ صورت حال میں تصادم کا کوئی بھی عمل امت میں پائی جانے والی درج ذیل عملیاتی لاعلمی (Operational Ignorance) کے سبب نا قابل بیان حد تک ہلاکت خیز ہوگا:

(۱) پوری امت ہر سطح پر Grey-Zones سے لاعلم ہے۔

(۲) پوری امت نہ صرف حقیقی مہلکات (Actual Threats) سے لاعلم ہے بلکہ وہ متجانبی مہلکات (Collateral Threats) سے بھی کلی طور پر لاعلم ہے۔

(۳) پوری امت حقیقی گرے زونز (Actual Grey-Zones) سے اور متبدل گرے زونز (Collateral & Changing Grey-Zones) سے بھی کلی طور پر لاعلم ہے۔

(۴) پوری امت ابلیسی۔دجالی۔کوکبی محاذات (Theatres) کی ساختیات اور ان کے مناہج سے بھی کلی طور پر لاعلم ہے۔

(۵) پوری امت ابلیسی۔دجالی کوکبی تجمع، ان کی فعالیت اور ان کی کارکردگی کے تجزیہ سے بھی کلی طور پر نابلد ہے۔

(۶) پوری امت ابلیسی۔دجالی کوکبی متبادل عزائم اور منصوبہ بندی اور ان کے طرق سے بھی کلی طور پر لاعلم ہے۔

(۴) لیکن جونزاکت صورت حال کو نا قابلِ بیان حد تک خطرناک اور ہولناک بنا رہی ہے وہ یہ ہے کہ جہاں ایک جانب کوئی بھی ایسا عمل جو عن قریب تصادم کو یقینی بنا دے ہلاکت خیز ہوگا وہیں دوسری جانب اگر امت مسلمہ اس امنڈتے ہوئے۔ابلیسی۔دجالی کوکبی عزائم کے سدباب کے لئے فوری طور پر اور پوری قوت سے برسرِ عمل نہیں ہوتی تو صرف چند سالوں کے اندر اندر وہ صفحۂ ہستی سے مٹا دی جائے گی۔خلافتِ راشدہ کے بعد امتِ مسلمہ کی قیادت ــــــ حکمراں، علماء مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ــــــ جس رخ پر چل پڑی تھی اور اس نے امت کی حیات میں جیسی بنیادی تبدیلیاں کر دی تھیں، ان سب کے بعد امت کو کسی نہ کسی دن اس صورت حال سے دوچار ہونا ہی تھا۔ان تیرہ سو سالوں میں عہد نبوی میں حاصل کردہ وہ سارے کے سارے Jerk-Absorbers ٹوٹ چکے ہیں۔یہی وہ صورت حال ہے جسے یہ عاجز فیصلہ کن مخمصہ (Decisive Dilemma) قرار دیتا ہے۔حقیقتِ نفس الامری کے اعتبار سے یہ وہی صورتِ حال ہے جو اگر نبی کی موجودگی میں واقع ہو تو "ملحمۃ" کہلاتی ہے۔

(۵) یہ فیصلہ کن مخمصہ (Decisive Dilemma) تین العباد (Dimensions) پر مشتمل ہے:

(۱) میقاتی مخمصہ (Time-Dilemma): میقاتی مخمصہ وقت کی وہ صورتحال ہے جب فرصتِ کار Open-Time کی نہ رہ جائے بلکہ End-Time کی ہو چکی ہو۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ وقت بالکل باقی نہ ہو۔موجودہ اور جاری وقت ہی واحد فرصتِ عمل ہو۔اور اس وقت کی نزاکت یہ ہو کہ اس میں عمل کرنا (To Act) کلی ہلاکت کو یقینی بنا دینے کے مترادف ہو اس کے ساتھ ساتھ اور اسی وقت عمل سے

کوتاہی کرنا یا عمل نہ کرنا(Not to Act) یکساں کلی ہلاکت کو یقینی بنا دینے کے مترادف ہو جائے۔ آج پوری امتِ مسلمہ کو اس کی قیادت ——— حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ نے بالآخر اسی میقاتی مخمصہ (Time-Dilemma) سے دوچار کر دیا ہے۔

(۲) عملی مخمصہ (Action-Dilemma): عملی مخمصہ سے مراد عملی اقدامات کی شدید ضرورت اور حاجت کے باوجود عملیت کی وہ صورتحال ہے جو میقات اور مدت کار کے تناظر میں آخری درجے میں ناممکن العمل ہو جائے۔ یہ مخمصہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب End-Time میں End-Action کی صورت حال پیدا ہو جائے۔ مثلاً ایک شخص جو بچپن سے ان پڑھ ہو اور اس کو ایسی ضرورت پیش آ جائے مثلاً اس کے لئے کوئی ایسی شرط رکھ دی جائے کہ موت کی دی گئی سزا سے بچنے کی صرف ایک صورت ہو کہ مذکورہ شخص حقیقی طور پر اتنا علم حاصل کر لے کہ M.A کے امتحان میں بیٹھ کر پاس ہو جائے اور ایسا کرنے کے لئے اس کے پاس صرف رات کے بارہ گھنٹے باقی ہوں۔

آج امت اسی طرح کی صورت حال سے دوچار کر دی گئی ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبی قوتوں نے تیرہ سو سالوں میں پورے اطمینان سے جو کچھ قوت جمع کر لی ہے اور جہاں جہاں رسوخ حاصل کر لیا ہے ان کی بھرپور آگہی حاصل کر لینا اور اس ابلیسی۔ دجالی۔ کوکبی قوت کو Neutralise کرنے کے لئے متوازی قوت حاصل کر لینا اور آنحضور ﷺ کے قائم کردہ 'الحکم' کو اس کے ذریعہ جتنا منہدم کیا گیا ہے اس کی تلافی کر لینا۔ گویا تیرہ سو سالوں کے ان ناکردہ

کاموں کو کرنے کے لئے وقت صرف پانچ سے بیس سال ہے۔ اور وہ بھی حالت امن میں نہیں بلکہ تصادماتی صورتحال میں۔

(۳) منصبی مخمصہ (Incumbency Dilemma): منصبی مخمصہ وہ صورتحال ہے جب امت میقاتی مخمصہ (Time-Dilemma) اور عملی مخمصہ (Action-Dilemma) میں بری طرح گرفتار ہو جائے لیکن اس کے روایتی ارباب حل وعقد ——— یعنی وہی قیادت جو دراصل سبب ہو امت کے میقاتی مخمصہ اور عملی مخمصہ میں بالآخر مبتلا ہو جانے کا ——— ایسی نازک حالت میں بھی اس کی اجازت نہ دے کہ امت ایسی قیادت دریافت کرے جو اس کی اہل ہو کہ اس کی قیادت میں اور اس کے بتائے راستے پر چل کر اس میقاتی مخمصہ اور عملی مخمصہ سے باہر نکل آئے۔ منصبی مخمصہ (Incumbency Dilemma) سب سے خطرناک اور اشتعال انگیز مخمصہ ہوتا ہے۔ یہی وہ مخمصہ ہے جو پوری انسانی تاریخِ رسالت میں قیادت ——— حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ——— کو انبیاء کی تکذیب حتیٰ کہ ان کو قتل تک کر دینے کی طرف لے جاتا رہا ہے۔ تاریخِ انسانی میں مجتبیٰ اسی وقت مصدقِ رسول یا رسول بنا کر بھیجے جاتے ہیں جب امت میقاتی مخمصہ یا عملی مخمصہ میں مبتلا ہو چکی ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسی نازک صورت حال میں مصدقِ رسول یا رسول اس تدبیر کو لے کر سامنے آتا اور اسے امت پر پیش کرتا ہے جس کے ذریعہ امت اس میقاتی مخمصہ اور عملی مخمصہ سے باہر نکل آ سکتی ہے۔ یہی وہ صورتِ حال ہے جب چلی آ رہی قیادت نہ اسے تسلیم کرتی ہے اور نہ اس کے مشوروں کو قبول کرتی ہے، نہ اسے عامۃ الناس تک جانے دیتی ہے اور نہ عامۃ

الناس کو اس تک آنے۔ وہ دونوں کے مابین نا قابلِ عبور دیوار کی طرح کھڑی ہو جاتی ہے۔

فتنۂ دجال اور معرکۂ دجال اکبر کا زمانہ تو تاریخ انسانی میں واقع ہونے والا سب سے بڑا میقاتی مخمصہ او رعملی مخمصہ کا محل ہوگا۔ یہ قضیہ (Syndrome) تو سب سے خطرناک ہے۔ اس صورتِ حال کو سمجھنے کے لئے طالوت۔ ملاء قضیہ (Talut-Leadership Syndrome) سے سب سے زیادہ مدد ملتی ہے۔ (البقرہ: ۲۵۲۔۲۴۵)

آج امتِ مسلمہ اسی خطرناک منصبی مخمصہ (Incumbency Dilemma) سے دوچار کر دی گئی ہے۔

امتِ مسلمہ کے سامنے یہ تینوں مخمصے یعنی ——— میقاتی مخمصہ (Time-Dilemma)، عملی مخمصہ (Action-Dilemma) اور منصبی مخمصہ (Incumbency Dilemma) ——— نا قابلِ عبور پہاڑ کے مانند کھڑے ہو گئے ہیں۔

عظیم ترین لاعلمی

(۱) عہد نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ کو جو باتیں بعد کے عہد سے ممتاز، ممیز اور الگ کرتی ہیں ان میں ایک اہم بات ——— اللہ، کائنات، عالمِ انسانیت اور نظامِ حق کے دشمنوں کے حوالے سے درست، دقیق اور متعین معلومات سے کلی باخبری اور ان کے روزانہ کے حرکات وسکنات پر کماحقہ اور موثر نظر اور گرفت ہے۔ خلافتِ راشدہ کے بعد امتِ مسلمہ کی قیادت ——— حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ان باتوں سے زیادہ سے زیادہ لاعلم ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ پوری امت نہ صرف لاعلم ہو کر رہ گئی بلکہ جہلِ مرکب کے پہاڑ کے نیچے دب گئی۔

(۲) خلافتِ راشدہ کے بعد مسلم قیادت کی جانب سے امت پر عارض کیا جانے والا یہی جہلِ مرکب ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن وسنت ﷺ کی واشگاف تنبیہ کے باوجود امت ——— اللہ، رسول اللہ، دین اللہ اور انسانوں کے سب سے بڑے دشمن ابلیس اور اس کے روزانہ کے حرکات وسکنات سے کلیتاً نابلد ہو گئی۔ اسلام کے ذخیرۂ علم میں گزشتہ تیرہ سو سالوں میں دس سے زیادہ کتابیں ایسی نہ مل سکیں گی جو ابلیس سے قرآن وسنت کی روشنی میں بحث کرتی ہوں۔ خلافت راشدہ کے بعد ابلیس کے حرکات وسکنات سے بحث کرنے والی کتاب تو شاید ایک بھی نہ مل سکے۔

(۳) اسی طرح خلافت راشدہ کے بعد مسلم قیادت کی جانب سے امت پر عارض کیا

جانے والا یہی جہل مرکب ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ کی واشگاف تنبیہ کے باوجود امت اللہ، رسول اللہ، دین اللہ اور انسانوں کے دوسرے سب سے بڑے دشمن اور خطرے ـــــ دجالِ اکبر، اس کی معلومات اور اس کے روزانہ کے حرکات وسکنات سے کلیتاً نابلد ہوگئی۔ اسلام کے ذخیرۂ علم میں گزشتہ تیرہ سو سالوں میں شاید کوئی ایسی کتاب نہ مل سکے جو قرآن وسنت کی روشنی میں براہ راست دجالِ اکبر سے بحث کرتی ہو۔ خلافتِ راشدہ کے بعد دجالِ اکبر کے حرکات وسکنات سے بحث کرنے والی کتاب کا ذکر ہی کیا؟

(۴) اسی طرح خلافتِ راشدہ کے بعد مسلم قیادت کی جانب سے امت پر عارض کیا جانے والا یہی جہل مرکب ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن وسنتِ رسول ﷺ کی واشگاف تنبیہ اور دقیق نکتوں کو کھول کھول کر بیان کر دینے کے باوجود امت ـــــ اللہ، رسول اللہ، دین اللہ، اور انسانوں کے تیسرے اور انسانی شکل میں اولین سب سے بڑے دشمن کوبی مقتدرہ اور اس کے روزانہ کے حرکات وسکنات سے کلیتاً نابلد ہوگئی۔ اسلام کے ذخیرۂ علم میں گزشتہ تیرہ سو سالوں میں شاید ایک بھی ایسی کتاب نہ مل سکے جو قرآن وسنت کی روشنی میں براہِ راست کوبی مقتدرہ کے روزانہ کے حرکات وسکنات سے بحث کرتی ہو۔ طبری، مسعودی اور ابن حزم کے چند اجزاء جو انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں ـــــ جن سے جمہور کو کبھی کوئی علاقہ نہیں رہا ـــــ الگ کر دیئے جائیں تو امت کا پورا ذخیرۂ علم کوبی مقتدرہ کے ذکر سے خالی ہو جائے گا۔

(۵) اسی کا نتیجہ ہے کہ 1699 عیسوی سے لے کر اب تک جب کوبی قوت عالمی طور پر مستحکم ہو کر اور ناقابلِ شکست بن کر برسرِ زمین آ گئی اور بالخصوص 1789 سے جب کہ وہ اپنے پہلے حریف رومن کیتھولک اور آرتھوڈوکس عیسائیوں کو اور ان کی بنیاد کو اور 1916 سے اپنے

سب سے بڑے اور آخری حریف امتِ مسلمہ اور اس کی دنیا کو علانیہ اور براہِ راست نیست ونابود کرنے لگی ـــــ امتِ مسلمہ اپنے اصلی حریف کوبی مقتدرہ، اس کی قوت، اس کی فوجوں اور اس کے محاذوں کو مشخص اور متعین کرنے تک سے قاصر رہی۔

(۶) اسی جہل مرکب کا نتیجہ ہے کہ گزشتہ تین سو سالوں سے امت کبھی مغربی استعمار ـــــ انگریزوں، فرانسیسیوں، جرمنوں، پرتگیزیوں، ولندیزیوں، اطالویوں اور روسیوں کو اپنا اصل دشمن قرار دیتی رہی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکیوں کو۔ جب کہ حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ یہ سب قومیں کم وبیش امت مسلمہ کی طرح ہی کوبی مقتدرہ کی روندی ہوئی قومیں ہیں جو بے بس اور غلام ہو کر صرف ان کے احکام بجالاتی رہی ہیں۔ غضب بالائے غضب یہ کہ ہماری قیادت نے امتِ مسلمہ کی ساری قوت کو ان اقوام کے خلاف جھونک کر ضائع کیا جس کے تین بنیادی نتائج برآمد ہوئے:

(۱) اللہ، رسول اللہ، دین اللہ، انسانیت اور امتِ مسلمہ کا حقیقی دشمن محفوظ سے محفوظ تر اور مستحکم سے مستحکم تر ہو کر ناقابلِ شکست ہو گیا۔

(۲) وہ قومیں جو خود مظلوم تھیں باہم موت وحیات کی جنگ میں مبتلا ہو کر اپنا سب کچھ گنوا بیٹھیں اور ان کے لئے مظلومیت اور بے بسی کی رات طویل تر ہو گئی۔

(۳) اس صورت حال کا فائدہ اٹھا کر اللہ، رسول اللہ، دین اللہ، انسانیت اور امتِ مسلمہ کے حقیقی دشمن نے پوری دنیا کو ایسی غلامی میں جکڑ لیا جس سے نجات پانا عام انسانی طاقت سے اب باہر کی بات ہو چکی ہے۔ 1900 عیسوی تک غلام ممالک اور قومیں صرف ایک ایسی مضبوط دیوار میں محبوس تھیں جس کو ڈھا دینا ان کے لئے آسان نہ تھا۔ سن 2000 عیسوی آتے آتے اس حقیقی دشمن نے اس دیوار سے دس

گئی مضبوط سات مزید دیواریں اس دیوار کے چاروں طرف تعمیر کرلی ہیں۔ گویا پوری انسانیت اور بالخصوص امتِ مسلمہ سن 1900 عیسوی کے مقابلے میں آج سن 2004 عیسوی میں آٹھ سو گنی غلامی میں جکڑ چکی ہے۔

(۴) اعلان بیلفور (1916)، قیام لیگ آف نیشنز (1921)، الغاء خلافت (1924)، جنگ عظیم دوم (45-1939)، قیام اقوام متحدہ (1945)، قیام مدینۃ اسرائیل (1948)، جنگِ فلسطین (1948)، جنگِ سویز (1956)، جنگِ وسقوط بیت المقدس (1967)، شہادتِ فیصل (1975)، معاہدہ کیمپ ڈیوڈ (1978)، جنگِ ایران و عراق (85-1981)، جنگِ خلیج اول (1991)، حادثہ 9/11 (2001)، جنگِ افغانستان (2001)، جنگ عراق (2003) ـــــ کے باوجود پورے سو سالوں کے بعد بھی آج امتِ مسلمہ نہ حقیقی دشمن کو مشخص کر سکی ہے اور نہ اس کے مورچوں اور اہداف کو۔

(۵) امتِ مسلمہ کی عظیم ترین لاعلمی ـــــ جو اس کی ہر سطح کی سوچ اور اس کے تمام اقوال وافعال سے مترشح ہے اور سر تا سر غلط اور اس کے لئے صریح ہلاکت کے مترادف ہے ـــــ کا اظہار درج ذیل خیالات سے بھرپور طریقہ سے ہوتا ہے:

(۱) اولین نقطۂ نظر: مغربی ـــــ انگریز، فرانسیسی، پرتگیزی، ولندیزی، روسی، امریکی ـــــ عیسائی اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اور ان کو غلام بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔

(۲) دوئمیں نقطۂ نظر: انگریز امریکیوں کے مقابلے میں امتِ مسلمہ کے لئے نسبتاً اچھے ہیں۔

(۳) سوئمیں نقطۂ نظر: 9/11 کے بعد امریکہ نے اسلام اور امتِ مسلمہ کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اور اس کا مقصد اسلام اور امتِ مسلمہ کا خاتمہ کر دینا ہے۔

(۴) چہارمیں نقطۂ نظر: یہ صرف امریکہ ہے جو اسرائیل کو مظالم کرنے سے روک سکتا ہے۔

(۵) پنجمیں نقطۂ نظر: یہ صرف امریکہ ہے جو فلسطین کے قضیہ کو حل کرا سکتا ہے۔

امتِ مسلمہ کی موجودہ پوری سوچ ان پانچ نکات میں ملخص ہے۔

یہی وہ سوچ ہے جو پچھلے سو سالوں تا دم تحریر پوری امتِ مسلمہ کی سوچ رہی ہے۔ اور اس کے سارے اقوال وافعال، پالیسیاں اور کارروائیاں اسی سوچ کے گرد گھومتی رہی ہیں۔ یہ سوچ سر تا سر غلط، خلاف واقعہ اور مبنی بر جہل مرکب ہے۔

(٦) آئندہ امتِ مسلمہ کی حیات وموت کا انحصار جہلِ مرکب سے نکل کر مبنی بر حقیقت سوچ اور اس کے مطابق عمل اختیار کر لینے یا ایسا کرنے میں ناکام ہو جانے پر ہے۔

کوبی مقتدرہ

(۱) خلافتِ راشدہ کے بعد بالعموم اور گزشتہ سو سالوں میں بالخصوص امتِ مسلمہ کی پے در پے شکست کا اولین سبب ہے:

کوبی مقتدرہ سے کلی لاعلمی اور غلط اہداف پر امت کی قوت وصلاحیت کی بربادی۔

(۲) کوبی مقتدرہ سے کلی لاعلمی سبب بنی:

(۱) کوبی مقتدرہ کی سازش سے بے خبری،

(۲) کوبی مقتدرہ کے اہداف کی تعیین،

(۳) کوبی مقتدرہ کی سازش کے سدباب کے لئے مناسب منصوبہ بندی،

(۴) اس منصوبہ بندی کی تکمیل کے لئے حسب ضرورت مناسب تدبیر سازی،

(۵) اس تدبیر سازی کی مناسب تعمیل کے لئے افراد سازی ـــــ اور

(۶) امت کی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر مناسب اور حسب ضرورت تعمیل ـــــ نہ کرنے کا۔

(۳) کوبی مقتدرہ کوئی واھمہ یا تصوراتی اور قیاسی شاکلہ نہیں بلکہ عالمِ خلق میں حقیقی وجود کا نام ہے۔

(۴) کوبی مقتدرہ کی درجہ بندی (Hierarchy) یوں بیان کی جا سکتی ہے:

	سطح	فرد/افراد
(۱)	{۱} عظیم ترین کائناتی (Supra Cosmic)	ابلیس
(۲)	{۲} عظیم کائناتی (Meta Cosmic)	دجالِ اکبر
(۳)	{۳} کائناتی (Cosmic)	ماوراءارضی و ماوراءانسانی مخلوقات
(۴)	{۴} عظیم ترین ارضی (Supra Global)	؟
(۵)	{۵} عظیم ارضی (Meta Global)	؟
(۶)	{۶} ارضی (Global)	راک فیلر فاؤنڈیشن
(۷)	{۷} (Supra-International)	؟
(۸)	{۸} (Meta International)	سلامتی کاؤنسل اول
(۹)	{۹} (International)	سلامتی کاؤنسل دوم
(۱۰)	{۱۰} (Para-International)	اقوام متحدہ بدون جنرل اسمبلی
(۱۱)	{۱۱} (Quasi-International)	اقوام متحدہ (غیر سرکاری)
(۱۲)	{۱۲} (International-National)	جنرل اسمبلی
(۱۳)	(National-International)	ملٹی نیشنل/کارپوریشن/آرگنائزیشن
(۱۴)	{۱۳} (الف) (National-Governmental)	
(۱۵)	{۱۳} (الف۲) (Para-National)	
(۱۶)	{۱۳} (الف۳) (Regional)	
(۱۷)	{۱۳} (الف۴) (Provincial)	

(۱۸)	{۱۳}(الف۵) (Divisional)	
(۱۹)	{۱۳}(الف۶) (Sub-Divisional)	
(۲۰)	{۱۳}(الف۷) (Local)	
(۲۱)	{۱۳} (ب۱) (National Non-Governmental)	
(۲۲)	{۱۳} (ب۲) (Para-National Non-Governmental)	
(۲۳)	{۱۳} (ب۳) (Quasi-National Non-Governmental)	
(۲۴)	{۱۳} (ب۴) (Regional Non-Governmental)	
(۲۵)	{۱۳} (ب۵) (Provincial Non-Governmental)	
(۲۶)	{۱۳} (ب۶) (Divisional Non-Governmental)	
(۲۷)	{۱۳} (ب۷) (Sub-Divisional Non-Governmental)	
(۲۸)	{۱۳} (Local-Non Governmental)	

(۵) ذیل میں کوئی مقتدرہ کی کسی قدر تفصیلی فہرست صرف اس لئے دی جارہی ہے تاکہ اس بات کا فہم حاصل کیا جا سکے کہ امتِ مسلمہ ان سے کس قدر ناواقف ہے، اس کی کوششیں اور منصوبہ بندی صفر کی حد تک نامناسب، غلط اور ناکافی رہی ہیں اور یہ کہ اس امت کی عظیم قربانیوں کے باوجود اس کی ناکامیوں اور بربادی کا اصلی سبب کیا ہے۔

	مقتدرہ	افراد/ادارے
(۱)	ابلیس	
(۲)	دجالِ اکبر	
(۳)	شیاطین ماوراء ارضی	
(۴)	تبع مخلوقات ماوراء ارضی	
(۵)	خنزیر	
(۶)	مثیل دجالِ اکبر (ارضی)	؟
(۷)	معمول دجالِ اکبر (ارضی)	؟
(۸)	متلقی دجالِ اکبر (ارضی)	؟
(۹)	رئیس الرؤساء (شیخ شیوخ) (Chief of the Elders)	؟
(۱۰)	رئیس (رؤساء) جولہ	؟
(۱۱)	رئیس رؤساء طور	؟
(۱۲)	رئیس مجلس علیا (برسرِ زمین)	؟

(۱۳)	رئیس تفکیر علیا (مجلس تفکیر علیا)	؟
(۱۴)	رئیس تدبیر علیا (مجلس تدبیر علیا)	؟
(۱۵)	رئیس مجلس تعمیل علیا	روتھ شائلڈ (اٹھارہویں اور انیسویں صدی) راک فیلر (بیسویں صدی)
(۱۶)	رئیس مقتدرہ تعمیلی	امریکہ (شاکلہ) U.S.A.(Structural)(Operations)
(۱۷)	رئیس مجلس مقتدرہ تنفیذی	مملکت برطانیہ عظمیٰ (شاکلہ) Kingdom of Great Britain (Structural)
(۱۸)	رئیس مقتدرہ تنفیذی (متبادل) (Chief Execution Alternative)	
(۱۹)	رئیس مقتدرہ تعمیلی (متبادل) (Chief Counter Operations Alternative)	
(۲۰)	رئیس مقتدرہ تعمیلی (متجانبی) (Chief Operations Collateral)	
(۲۱)	رئیس مقتدرہ تعمیلی (تشکیلی)	
(۲۲)	رئیس مقتدرہ تعمیلی متبادل (تشکیلی)	
(۲۳)	رئیس مقتدرہ تعمیلی متجانبی (تشکیلی)	

(۲۴)	رئیس مقتدرہ تعمیلی بعیدی (Distant Chief)	
(۲۵)	رئیس مقتدرہ مراجعتی (Chief of the Retreat)	
(۲۶)	رئیس مقتدرہ مامنی (Chief of the Safe Haven)	
(۲۷)	رئیس مقتدرہ تنفیذی مثیل	سلامتی کاؤنسل اول
(۲۸)	رئیس مقتدرہ ارضی (ایجادی) (Chief of the Innovation (Global)	
(۲۹)	رئیس مقتدرہ ارضی (Weaponry اسلحہ جاتی)	
(۳۰)	رئیس مقتدرہ ارضی (Economic معاشی)	
(۳۱)	رئیس مقتدرہ ارضی (Financial مالی)	
(۳۲)	رئیس مقتدرہ ارضی (Commercial تجارتی)	

(۳۳)	رئیس مقتدرہ ارضی (Political سیاسی)	
(۳۴)	رئیس مقتدرہ ارضی (Administrative تنفیذی)	
(۳۵)	رئیس مقتدرہ ارضی (Transportational ترسیلی)	
(۳۶)	رئیس مقتدرہ ارضی (Communicational ابلاغی)	
(۳۷)	رئیس مقتدرہ ارضی (Mobilizational حرکی)	
(۳۸)	رئیس مقتدرہ ارضی (Social معاشرتی)	
(۳۹)	رئیس مقتدرہ ارضی (Monitoring مراقبی)	
(۴۰)	رئیس مقتدرہ ارضی (Academic علمی)	
(۴۱)	رئیس مقتدرہ ارضی (Data & Statistics احصائی)	

(۴۲)	رئیس مقتدرہ ارضی (Medical طبی)	
(۴۳)	رئیس مقتدرہ ارضی (Planning منصوبہ بندی)	
(۴۴)	رئیس مقتدرہ ارضی (Analytical تجزیاتی)	
(۴۵)	رئیس مقتدرہ ارضی (Spying سراغ رسانی)	
(۴۶)	رئیس مقتدرہ ارضی (Espionage تداخلی)	
(۴۷)	رئیس مقتدرہ ارضی (Chemical کیمیائی)	
(۴۸)	رئیس مقتدرہ ارضی (Physical طبعیاتی)	
(۴۹)	رئیس مقتدرہ ارضی (Genetical جینیاتی)	
(۵۰)	رئیس مقتدرہ ارضی (Biological حیاتیاتی)	

(۵۱)	رئیس مقتدرہ ارضی (Bacteriological جراثیمی)	
(۵۲)	رئیس مقتدرہ ارضی (Sociological عمرانی)	
(۵۳)	رئیس مقتدرہ ارضی (Intellectual دانشی)	
(۵۴)	رئیس مقتدرہ ارضی (Judicial عدلیاتی)	
(۵۵)	رئیس مقتدرہ ارضی (Space خلائی)	
(۵۶)	رئیس مقتدرہ ارضی (Lunar قمری)	
(۵۷)	رئیس مقتدرہ ارضی (Planetary سیارگانی)	
(۵۸)	رئیس مقتدرہ ارضی (Inter-Stellar ستارگانی)	
(۵۹)	رئیس مقتدرہ تنفیذی مثیل دوم	سلامتی کاونسل دوم
(۶۰)	رئیس مقتدرہ تنفیذی مثیل سوم	اقوام متحدہ بدون جنرل اسمبلی
(۶۱)	رئیس مقتدرہ تنفیذی مثیل چہارم	اقوام متحدہ غیر سرکاری
(۶۲)	رئیس مقتدرہ تنفیذی مثیل پنجم	جنرل اسمبلی

(۶۳)	مقتدرات قومی ـــــ بین الاقوامی	Reuter/BBC/CNN
(۶۴)	ملکی حکومتیں درجہ اول	National Governments US(Pseudo-Structural)/ UK(Pseudo-Structural)/ Israel/Russia/China/France/ Japan/Germany/Australia/ Canada.
(۶۵)	ملکی حکومتیں درجہ دوم	North-America/European/
(۶۶)	ملکی حکومتیں درجہ سوم	Asian/African/Latin-American/Oceanic Governments

(۶) کوبکی مقتدرہ اوراس کے ماتحت پوری دنیا میں پھیلے افراد 70 عیسوی سے تادم تحریر بلافصل صرف امتی سطح پر قائم رہے۔ زندگی کے ہر پہلو یعنی ـــــ ایمانیات، عبادات، معاملات ـــــ اور معاملات کے تمام اعضاء ـــــ سیاست، معاشرت، معیشت، مدنیت، قوانین، شہریت، اخوت، وراثت، دولت ـــــ غرض ہر اعتبار سے وہ ہمیشہ امتی سطح پر قائم رہے۔ یہ بالکل جداگانہ بات ہے کہ کوبکی مقتدرہ کی اس حقیقت سے امت مسلمہ خلافت راشدہ کے بعد قطعاً لاعلم ہوگئی۔

(۷) کوبکی مقتدرہ اوراس کی سازشوں سے کلی لاعلمی اور غلط اہداف پر قوت وصلاحیت کی بربادی ـــــ کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ گزشتہ چارسو سالوں یعنی ـــــ 1699 سے تادم تحریر ـــــ امت مسلمہ نے بحیثیت امت یا اس کے کسی ذیلی مقتدرہ نے

کوکبی مقتدرہ اور اس کی سازشوں کے سدباب کے لئے جو کچھ کیا ہے اسے کوکبی مقتدرہ کے پینسٹھویں درجہ (65th) سے آویزیشن کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اگر ہر درجہ کو اصل ہدف کے چاروں طرف بنی فصیل قرار دی جائے تو ہم پورے چار سو سالوں سے اس دیوار سے سر پھوڑتے رہے ہیں جو باہر پینسٹھویں دیوار ہے جسے ہم اپنا اصل ہدف قرار دیتے رہے ہیں جب کہ ہمارا اصل اور حقیقی ہدف پینسٹھ دیواروں کے پیچھے محفوظ و مامون بیٹھا اپنے عزائم پورے کر رہا ہے۔

مقتدرہ کا ارتقاء

(۱) روئے ارض پر کوکبی مقتدرہ کا قیام ان چالیس دنوں کے اندر ہوا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ذریعہ عطا کردہ تیس دنوں کی میقات پر طور پر تشریف لے گئے جس میں بعدہ دس دنوں کی توسیع کر دی گئی۔ قائم ہونے والے اس پہلے کوکبی مقتدرہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور سے واپس ہو کر درہم برہم کر دیا۔ مقتدرہ میں شامل سارے افراد قتل کر دیئے گئے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوکبی مقتدرہ کے بنانے کی کوشش جاری رہی تا آں کہ 900 قبل مسیح میں وہ پھر وجود میں آ گیا جس کے لئے بڑی کارروائی کی ضرورت پیش آئی اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے ارسال فرمایا اور ان اولوالعزم انبیاء کرام نے بالآخر اس مقتدرہ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

(۳) حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کوکبی مقتدرہ بنانے کی پھر کوشش ہوئی۔ اس بار وہ مقتدرہ قوی سے قوی تر ہوتا گیا۔ اور انبیاء اس کے سامنے بظاہر بے بس ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے 500-250 قبل مسیح کے مابین دو بار عذاب لا کر اسے تباہ کر دیا۔

(۴) 200 قبلِ مسیح آتے آتے بنی اسرائیل کی اکثریت کوکبی مقتدرہ میں شامل ہو گئی اور اہلِ حق بالخصوص انبیاء اور ان کے متبعین قلیل اقلیت بن کر رہ گئے چنانچہ اس مقتدرہ نے انبیاء کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

(۵) یہی وہ زمانہ تھا جب حضرت یرمیاہ، حضرتِ زکریا، حضرت یحیٰ علیہم السلام شہید کر دیے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس مقتدرہ نے اپنے علم کی حد تک شہید کر کے دم لیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کلی طور پر اس مقتدرہ کا خاتمہ 70 عیسوی میں کر دیا۔

(۶) عہدِ حاضر میں کوبی مقتدرہ کی تاریخ 70 عیسوی سے شروع ہوتی ہے۔

(۷) جدید مقتدرہ نئے منہج پر قائم کیا گیا جو بے حد پیچیدہ تھا اور اس کے اندر پائی جانے والی سابقہ تمام کمزوریاں دور کر دی گئیں اور اسے تمام ممکنہ صورتِ حال سے نبرد آزما ہونے کے قابل بنا دیا گیا۔

(۸) 70 عیسوی سے قبل وجود میں آنے والے مقتدرہ یک۔ مرکزی (One-Centered) ہوتے تھے جس میں مرکزِ اصلی (Original Pole) اور مرکزِ عملی (Operational Pole) ایک ہی ہوتا تھا جس کا تباہ کر دیا جانا آسان تھا جیسا کہ انہیں تجربہ ہوا۔

(۹) نئی حکمتِ عملی کے تحت متعدد المراکز شاکلہ (Multi-Polar Pattern) اختیار کیا گیا جس میں کامیابی اور استحکام کے ساتھ ساتھ اضافے پر اضافہ ہوتا رہا۔

(۱۰) نئی حکمتِ عملی میں مقتدرہ کی متعدد المراکز تشکیل درج ذیل صورت میں کی گئی:

(ا) مرکز المراکز: اس قطب کو چار سطحوں میں قائم کیا گیا:

(۱)	مرکز المراکز	حقیقی
(۲)	مرکز المراکز	مجازی
(۳)	مرکز المراکز	قائم مقام
(۴)	مرکز المراکز	متبادل

(۲) مرکزِ اصلی: کبھی کبھی ضرورتاً اس قطب میں بھی دو سطحیں قائم کی گئیں:

(۱)	مرکزِ اصلی	حقیقی
(۲)	مرکزِ اصلی	متجانبی

(۳) مرکزِ عملی: کبھی کبھی بلکہ اکثر ضرورتاً یا حادثاً اس قطب میں دو یا اس سے زائد سطحیں قائم کی گئیں:

(۱)	مرکزِ عملی	
(۲)	مرکزِ عملی	قائم مقام
(۳)	مرکزِ عملی	اضطراری

(۴) مَرجَع/ مَرجِع حرکی: مرجع حرکی وہ مقام یا خطہ ہے جہاں اضطرار (Emergency) یا تعویق (Retardation) کی صورت میں پسپا (Retreat) ہو کر سکونت اختیار کی جائے۔ اور جہاں دس سالوں سے لے کر کئی صدی تک قیام کیا جائے۔

(۵) مامن/ مواٰمن خاموش: وہ مقامات ہوتے ہیں جہاں صدیوں تک خاموش زندگی گزاری جائے۔

(۱۱) سن 70 عیسوی سے مرکز المراکز حقیقی اور مرکز المراکز مجازی دونوں ہی مفقود اور صرف متصور رہے۔ 1948 میں ہر چند کہ جولت مدینت میں بدل دی گئی اور 1967 میں 'پہاڑی' بھی سر کر لی گئی لیکن بایں ہمہ کوبی مقتدرہ اب بھی اسے مرکز المراکز حقیقی حتی کہ مرکز المراکز مجازی اعلان کر دینے تک سے خائف ہے۔ لہٰذا کوبی مقتدرہ کا مرکز المراکز اب بھی مفقود ہے۔ چاند، سیارگان یا ستاروں میں کسی مامن یا مواٰمن کی ہمہ دم جاری تلاش تاکہ وہاں

مرکز المراکز بنایا جائے ان کے اس خوف کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کسی صورت بھی روئے ارض پر کوئی مقتدرہ کے مرکز المراکز کو برداشت نہیں کریں گے۔ اور بالآخر اسے تباہ کردیں گے۔ کوئی مقتدرہ خوب جانتا ہے کہ اس بار کی تباہی کلی تباہی ہوگی۔

(۱۲) مقتدرہ کے مراکز کی بدلتی صورتِ حال:

(۱) عہدِ اوّل (70-571AD)

(۱)	مرکز المراکز قائم مقام		بابل
(۲)	مرکز اصلی		عراق
(۳)	مراکز عملی	(۱)	رومی سلطنت کے علاقے
		(۲)	ساسانی سلطنت کے علاقے
(۴)	مرجع/مراجع حرکی		جزیرۃ العرب، یمن، مصر بالخصوص علاقہ قبط
(۵)	مامن/موامن خاموش		ہندوستان، چین، افغانستان، حبشہ

(۲) عہدِ دوم (571-661AD):

(۱)	مرکز المراکز قائم مقام		بابل
(۲)	مرکز اصلی		عراق
(۳)	مرکز عملی	(۱)	جزیرۃ العرب (بالخصوص عراق عرب)
		(۲)	رومی سلطنت کے علاقے
		(۳)	ساسانی علاقے
(۴)	مراجع حرکی		یمن، مصر، علاقۂ قبط

(۵)	موامنِ خاموش		ہندوستان، چین، افغانستان، حبشہ، علاقۂ تتار

(۳) عہدِ سوم (661-1254AD):

(۱)	مرکز المراکز قائم مقام		بابل
(۲)	مرکز اصلی		عراق
(۳)	مرکز عملی	(۱)	عالم اسلام
		(۲)	رومی و بازنطینی علاقے
		(۳)	علاقہ خضر (بلغاریہ)
(۴)	مراجع حرکی	(۱)	یمن
		(۲)	مصر
		(۳)	ایران
		(۴)	علاقۂ قبط
		(۵)	قفقاز
(۵)	موامنِ خاموش		ہندوستان، چین، افغانستان، حبشہ، علاقہ تتار، منگولیا، افریقہ، ایشیاء، مشرق بعید، اور بحر متوسط کے ساحلی شہر

(۴) عہدِ چہارم (1254-1500AD):

(۱)	مرکز المراکز قائم مقام		وینس (Venice)
(۲)	مرکز اصلی		یوروپ کے ساحلی علاقے یونان تا اندلس۔
(۳)	مرکز عملی		یوروپ کے مشرقی علاقے بالخصوص بلقان اور علاقۂ سلاوٗ۔
(۴)	مراجعِ حرکی	(۱)	یمن
		(۲)	مصر
		(۳)	ایران
		(۴)	عراق
		(۵)	قفقاز
		(۶)	ترکی
		(۷)	شام
		(۸)	علاقۂ کردستان
		(۹)	افغانستان
		(۱۰)	ترکستان

(۵)	مواطنِ خاموش		ہندوستان، چین، ایران، افغانستان، ترکستان، حبشہ، تاتارستان، ازبکستان، آرمینیا، گرجستان (جارجیا)، کرغزستان، روس، منگولیا، منچوریا، ایشیا، افریقہ اور بحرروم کے جنوبی سواحل

(۵) عہدِ پنجم (1500-1730AD):

(۱)	مرکز المراکز قائم مقام		بوڈاپسٹ (Budapest) علاقۂ سلاوٗ، ولنا (Vilna)
(۲)	مرکز اصلی		مشرقی یوروپ
(۳)	مراکز عملی	(۱)	اسپین، پرتگال، ہالینڈ، ترکی
		(۲)	فرانس، برطانیہ
(۴)	مراجع حرکی		امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، ایران، روس، آرمینیا، گرجستان عراق، یمن، مصر، مراکش، الجزائر،
(۵)	مواطنِ خاموش		مصر، عراق، یمن، ایران، افغانستان، ہندوستان، چین، منگولیا، منچوریا، مشرقِ بعید، مغربی افریقی سواحل، بحرروی افریقی سواحل

(٦) عہدِ ششم (1730-1914AD):

(۱)	مرکز المراکز قائم مقام		بوڈاپسٹ، وین، باسل، ویینا، مشرقی یوروپ
(۲)	مرکز اصلی	(۱)	مشرقی یوروپ
		(۲)	علاقۂ جرمنی و پرشیا
(۳)	مراکز عملی	(۱)	برطانیہ
		(۲)	فرانس، ہالینڈ
		(۳)	اسپین، پرتگال
		(۴)	ترکی، بلقان
(۴)	مراجع حرکی		امریکہ، آسٹریلیا، چین، روس، ایران، عراق، آرمینیا، گرجستان، ترکستان، کرغزستان، ازبکستان، قفقاز، تاتارستان، کردستان، یمن، مصر، مراکش، الجزائر، جنوبی افریقہ، روڈیشیا، شنگھائی آزربائجان۔

(۵)	مواطن خاموش		مصر، عراق، ایران، افغانستان، ہندوستان، وسطی ایشیا، منگولیا، منچوریا، کوریا، مشرق بعید، چین (بالخصوص شنگھائی، ہانگ کانگ)، جاپان، برما، مغربی افریقی سواحل، بحر رومی افریقی سواحل

(٧) عہدِ ہفتم (1914-1941AD):

(۱)	مرکز المراکز قائم مقام		برطانیہ
(۲)	مرکز اصلی	(۱)	امریکہ
		(۲)	ناروے، سویڈن، ڈنمارک، فن لینڈ، سوئٹزرلینڈ،
		(۳)	شنگھائی، جنوبی افریقہ، روڈیشیا،
(۳)	مراکز عملی	(۱)	برطانیہ
		(۲)	امریکہ، فرانس، ہالینڈ، سوویت یونین
		(۳)	یوروپی ممالک

(۴)	مراجع حرکی		آسٹریلیا، کناڈا، چین، روس، ایران، عراق، آرمینیا، فلپائن، منگولیا، کوریا، انڈونیشیا، ملائشیا، برما، تھائی لینڈ، ویت نام، افریقہ کے بیشتر ممالک، شنگھائی، گرجستان، ترکستان، کرغزستان، ازبکستان، قفقاز، تاتارستان، کردستان، عدن، زنجبار، کینیا، ہندوستان، آزربائیجان،
(۵)	موامن خاموش		مصر، عراق، ایران، افغانستان، ہندوستان، وسطی ایشیاء، منگولیا، منچوریا، کوریا، مشرقِ بعید، چین (بالخصوص شنگھائی، ہانگ کانگ)، برما، مغربی افریقی سواحل، بحر رومی افریقی سواحل

(۸) عہدِ ہشتم (1914-2004AD):

(۱)	مرکز المراکز نیم مجازی		مدینت (غیر تسلیم شدہ)
(۲)	مرکز المراکز قائم مقام	(۱)	برطانیہ
(۳)	مرکز اصلی	(۱)	امریکہ
		(۲)	روس

		(۳)	ناروے، سویڈن، ڈنمارک، فن لینڈ، سوئٹزرلینڈ،
		(۴)	شنگھائی، ہانگ کانگ، کوریا، جنوبی افریقہ، روڈیشیا (موجودہ زمبابوے)، آسٹریلیا،
(۴)	مراکز عملی	(۱)	برطانیہ
		(۲)	امریکہ، سوویت یونین اور اب روس، فرانس، ہالینڈ، جرمنی، جاپان، تائیوان، ارجنٹائنا، برازیل، میکسیکو، چیلی، وینزویلا، تیونس، یوکرین، بیلاروس، ترکی
		(۳)	عوامی جمہوریہ چین
		(۴)	یوروپی ممالک
		(۵)	ہندوستان

(۵)	مراجع حرکی			آسٹریلیا، کناڈا، چین، روس، عراق، آرمینیا، فلپائن، جاپان، منگولیا، کوریا، انڈونیشیا، ملائیشیا، ہندوستان، برما، تھائی لینڈ، ویت نام، افریقہ کے بیشتر ممالک، شنگھائی، گرجستان، ترکستان، کرغزستان، ازبکستان، تاجکستان، آذر بائیجان، قفقاز، تاتارستان، کردستان، عدن، تنزانیہ، کینیا، قازقستان،
(۶)	مواضنِ خاموش			ایران، عراق، افغانستان، ہندوستان، وسطی ایشیاء، منگولیا، منچوریا، کوریا، چین، مشرقِ بعید، برما، مغربی افریقی سواحل، بحرِ رومی سواحل

(۱۳) تاریخ میں یہ بات مسلسل دیکھی گئی ہے کہ کوبی مقتدرہ کی صورتِ حال ہمیشہ بدلتی رہی ہے۔ چنانچہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان تبدیلیوں کے آخر کیا اسباب ہوا کرتے ہیں؟ مقتدرہ کے تحت مراکز، مراجع اور مواضن کی تبدیلی حوادث کے نہایت دقیق اور مبسوط تجزیہ اور پیش آنے والے حالات و کوائف کی دقیق اور مبسوط تفکیر، تدبیر اور ان کی منصوبہ بندی کے ساتھ ہوتی رہی ہے۔ کوبی مقتدرہ 1554ء سے رفتہ رفتہ غلطیوں سے خالی اور Fool Proof منصوبہ بندی کرنے میں اب یدطولیٰ حاصل کر چکا ہے۔ یہی صورتِ حال ان منصوبوں کی تعمیل کی ہے۔ چنانچہ تجزیہ، تفکیر، تدبیر اور تعمیل ہر سطح پر اب کوبی مقتدرہ 001. فیصد امکان غلطی کی حد

تک یدطولیٰ حاصل کر چکا ہے۔

(۱۴) مراکز کی تبدیلی کے اسباب: عام طور پر مراکز کی تبدیلی دقیق غور و فکر کے ساتھ طویل المدت تبدیلی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس تبدیلی کے بطور خاص چار اسباب یا محرکات ہوتے ہیں:

(۱) جب کوبی مراکز خارجی یعنی معاندانہ ضرب سے غیر مستحکم ہو جائے،

(۲) جب وہ علاقہ جہاں کوبی مراکز قائم ہیں کسی دیگر سبب یا اسباب سے عدم استحکام کا شکار ہو جائے،

(۳) جب کوبی مقتدرہ کے عزائم میں زیادہ استحکام آنے کے سبب افقی توسیعی تبدیلی ہو جائے،

(۴) جب کوبی مقتدرہ کے عزائم میں زیادہ استحکام آنے کے سبب عمودی توسیعی تبدیلی ہو جائے۔ افقی توسیعی تبدیلی غیر معمولی بات ہوتی ہے جہاں تک عمودی توسیعی تبدیلی کی بات ہے یہ نہایت غیر معمولی اور نادر تاریخی بات ہوا کرتی ہے۔

عظیم تبدیلی

(۱) کوبی مقتدرہ 20 جنوری 1961 سے ایک عظیم تبدیلی (Great Shift) سے دو چار ہو کر ایک عبوری دور سے گزر رہا ہے اور 2004 میں وہ اپنے نقطۂ انفطار (Point of Split) پر پہنچ چکا ہے۔

(۲) لیکن اس تناظر میں پائی جانے والی سب سے خطرناک اور افسوس ناک بات امت مسلمہ کی اس حوالے سے عدیم المثال بے خبری ہے جس میں اس کی قیادت ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ـــــ نے اسے مبتلا کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر امت مسلمہ نے اس قیمتی اور نادر موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا تو یہ عبوری دور عن قریب گزر جائے گا۔

(۳) کوبی مقتدرہ کی اس عظیم تبدیلی کا آغاز اس وقت ہوا جب پہلی بار ایک رومن کیتھولک عیسائی ـــــ جان فٹ جیرالڈ کینیڈی (John Fitzerald Kennedy) ریاستہائے متحدہ امریکہ (نیم شاکلہ) (USA-Pseudo-structure) کے صدر بن جانے اور اس کی ذمہ داریاں سنبھال لینے میں کامیاب ہو گیا۔ کوبی مقتدرہ کے لئے یہ حادثۂ عظیم تھا۔

(۴) اس واقعہ کی حقیقی تفہیم کے لئے ان دو واقعات کا ذکر ضروری ہے جنہوں نے عیسائی دینا میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ یہ دو واقعات دو مشہد ہیں۔ پہلے مشہد کا ظہور

اغلباً 1899 میں ہوا اور دوسرے کا 1917 میں۔

حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ دونوں مشہد دراصل ربانی القاء عام تھے۔ عیسائی دنیا چونکہ بیدار اور مراقب تھی اس لئے اس نے اسے دیکھا بھی اور اپنے علم وفہم کے مطابق اس کا مفہوم بھی لینے میں کامیاب ہوئی۔ اس وقت کی امتِ مسلمہ محمدیہ کی پوری قیادت ـــــ حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ والرضوان کو چھوڑ کر ـــــ تقریباً سارے حکمراں، سارے علماء، سارے مشائخ، سارے دانش وران اور سارے اعیانِ معاشرہ ـــــ قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ سے کھلم کھلا انحراف کرتے ہوئے اور سارے اخبار و آثار کی مراقبت سے یکسر بے پرواہ ہو کر غفلت کی موت نما نیند میں خراٹے لے رہی تھی لہٰذا وہ اسے دیکھنے اور سمجھنے سے قاصر رہی کہ ملاء اعلیٰ سے خلافت اسلامیہ کے خاتمے اور ظہور دجال اکبر کی خبر دی جا رہی ہے۔

پہلا مشہد: ویٹیکن (Vatican) میں 1899 عیسوی کی آخری اجتماعی عبادت کی امامت کرتے ہوئے دورانِ خطبہ پوپ لیو سیزوہم (Pope Leo XIII 1878-1903) اچانک خاموش اور وارفتہ (Transfix) ہو گئے۔ بعد میں انہوں نے اپنے چند قریب ترین کارڈینلوں کو اس کی حقیقت بتائی جو پچاس سے زاید سالوں تک ان کارڈینلوں کے سینے میں مخفی رہی۔ یہ مشہد اللہ تعالیٰ اور ابلیس کے مکالمہ پر مشتمل تھا جس میں ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اس مصمم ارادہ کا اظہار کیا کہ وہ آئندہ ایک سو سال تک اپنے ہدف کے حصول میں اپنی ساری طاقت جھونک دے گا اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر وہ ایسا کرنا چاہتا ہے تو یہ بھی کر دیکھے۔ یہ مشہد روئے زمین پر بالآخر فساد فی الارض پھیلا دینے کا واضح اشارہ تھا۔

ملاحظہ فرمائیں:

(1) Stefano M. Paci: "Leo XIII" Diabolical

Vision; 30 Days (December-1990) 52-53.

(2) John J. Nicola: Diabolical Possession and Exorcism (Rockford, Ill. Tan Books, 1974.

(۶) دوسرا مشہد: پرتگال(Portugal) کے فاطمہ(Fatima) نامی مقام پر مئی تا اکتوبر 1917 عیسوی کے دوران چھ بار تین بچوں کو حضرت مریم علیہا السلام کا مشہدِ عام ہوا جن میں انہوں نے تین پیغامات دیئے جس میں تیسرا پیغام نہایت اہم تھا۔ آپ نے فرمایا:

"میں آئی ہوں تا کہ (رب العزت سے) روس کو اپنے قلبِ بتول کی طرح پاک کرنے کی دعا کروں............"۔

ملاحظہ فرمائیں:

(1) Vatican Decree on Jacinta and Francisco Marto. Rome, Italy: Congregation for the causes of the Saints, May 13, 1989.

(2) Ann Ball: Modern Saints. Rockford, Il: Tan Books, 1983.

(۷) یہ وہ دو مشہد تھے جنہوں نے آنے والے دنوں میں پوری دنیا کے عیسائیوں اور بالخصوص رومن کیتھولک عیسائیوں کی زندگی میں انقلاب برپا کردیا۔ چنانچہ پوری عیسائی دنیا اپنے ذہن و فکر کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے استقبال کے لئے تیار ہونے لگی۔

(۸) عیسائی دنیا میں یہ انقلاب دو راستوں سے آگے بڑھنے لگا جس کی روحِ رواں کیتھولک چرچ تھا۔

(الف) انقلاب کی پہلی راہ تھی ـــــ کوکبی مقتدرہ کے ذریعہ گزشتہ ایک ہزار سال میں مذہبی، مسلکی اور مشربی عنوانات سے منقسم اور درہم برہم کی گئی عیسائی دنیا میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش جسے (Ecumenism) کہا جاتا ہے۔

(ب) انقلاب کی دوسری راہ تھی ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے استقبال کے لئے عیسائی جسد اور قلوب کی تیاری۔ اس ہمہ جہتی کوشش کے کئی پہلو ہیں جن میں ایک پہلو اوپس ڈائی (Opus Dei کارِ خدا) ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

(1) Tertio Millennio Adveniente.

(2) Catechism of the Catholic Church.

(3) Unitatis Redintegratio.

(4) Lumen Gentium.

(5) Ralph Martin: The Catholic Church At the End of An Age: Ignatius Press, California, US, 1994).

(۹) کوکبی مقتدرہ میں ۹ نومبر 1960 کو اس وقت زلزلہ آگیا جب سینیٹر کینیڈی امریکہ کے صدر منتخب ہو گئے اور 20 جنوری 1961 کو انہوں نے بحیثیت صدر ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ 20 جنوری 1961 کے بعد دنیا میں اور بالخصوص امریکہ میں جو کچھ ہونے لگا اس کا کوکبی مقتدرہ نے خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا۔ یہ بات بالکل اچانک اور غیر معمولی طور پر ہو گئی تھی۔

(۱۰) وہ معرکۂ یہودیت وعیسائیت جس میں یہودیت نے گزشتہ پانچ سو سالوں کی

معرکہ آرائی کے بعد پاپائی اور عیسائیت پر پوری طرح غلبہ پالیا تھا یکسر اچانک ایک نئے رنگ میں پھر بھڑک گیا۔ چنانچہ پانچ سو سالوں میں بظاہر مطیع (Tame) بنالی گئی عیسائیت اب کو بکی مقتدرہ کے لئے ناقابلِ اعتبار ہو کر خطرناک بلکہ مہلک ہو گئی۔

(۱۱) کو بکی مقتدرہ کے لئے یہ حادثہ پیچیدہ تناظر کا نتیجہ اور اتنے وسیع و عمیق مضمرات و عواقب کا حامل تھا کہ اسے اپنے پورے منصوبہ کے لئے از سرِ نو تجزیہ و تحلیل کی ضرورت پیش آئی جسے اس نے پوری روئے ارض پر اپنی ساری قوتوں کو یکجا کر کے کیا۔ اور ایک عظیم منصوبہ بندی کے ساتھ پھر میدان میں آ گیا۔ 1934 کے بحران کی آگہی اس مقتدرہ کو تھی اور اس نے اس کی پیش بندی کے اقدامات پہلے سے کر لئے تھے۔

(۱۲) 1934 کے تناظر میں صرف اتنی پیش بندی کافی سمجھی گئی تھی کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں اقتدارِ اعلیٰ کو باضابطہ طور پر دو بالکل جدا ٹکڑوں میں منقسم کر دیا جائے یا یوں کہا جائے کہ اقتدارِ اعلیٰ کے دو اسٹرکچر بنا دیئے جائیں پہلا: شاکلہ (Structure) دوسرا: نیم شاکلہ (Pseudo-Structure)۔

(۱۳) ریاستہائے متحدہ امریکہ میں شاکلہ (Structure) ایک غیر مرئی باڈی کا نام ہے جو خالصتاً کو بکی مقتدرہ رہا ہے۔ یہی وہ مقتدرہ ہے جس کا ذکر نمبر 16 (صفحہ ٦١) میں آیا ہے۔ یہی باڈی کو بکی مقتدرہ کی سب سے اعلیٰ ترین تعیلی باڈی ہے۔ اسی مقتدرہ کا نام ریاستہائے متحدہ امریکہ (شاکلہ) ہے۔

(۱۴) ریاستہائے متحدہ امریکہ میں نیم شاکلہ (Pseudo-Structure) ایک مرئی باڈی کا نام ہے۔ جس کا ذکر نمبر 65 (صفحہ ٦٦) میں آیا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا صدر اسی مقتدرہ کا صدر ہوتا ہے۔

(۱۵) اس راز سے واقف افراد خوب جانتے ہیں کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ نیم شاکلہ (US-Pseudo-Structure) کا صدر ریاستہائے متحدہ امریکہ: شاکلہ (US-Structure) کے رئیس کے سامنے اتنی قوت بھی نہیں رکھتا جتنی کسی صدر مملکت کے سامنے ایک تھانہ دار۔

اس پیرایۂ اظہار کا وہ مفہوم نادرست ہوگا جب کوئی یہ گمان کرے کہ مذکورہ جملے کا مطلب یہ ہے کہ صدر امریکہ کسی کمزور انسان کا نام ہے۔ نہ صدر امریکہ کمزور انسان کا نام ہے اور نہ ریاستہائے متحدہ امریکہ نیم شاکلہ ایک کمزور ملک۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ نیم شاکلہ دنیا کا سب سے مضبوط ملک ہے اور اس کا صدر دنیا کا سب سے زیادہ قوت رکھنے والا صدر ہے۔ اس پیرایۂ اظہار کا درست مفہوم یہ ہے کہ وہ مقتدرہ کیسی قوت قاہرہ کی حامل قوت کا نام ہے جس کے سامنے ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے صدر کی اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی ایک تھانیدار کی ہوتی ہے۔ مزید معلومات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Gustavus Meyers: History of the Great American Fortunes.

(2) The Iron Tringle: Inside the Secret World of the Carlyle Group: John Wiley & Sons, Hoboken).

(3) The Politics of War: Harper & Row, New York.

(4) The Politics of Heroin in South East Asia, Lawrence Hill Books, Brooklyn.

(5) Catherine Austin Fitts & Daniel Armstrong:

The Real Deal About Enron.

(6) Steven M. Greer: Disclosure:

(۱۶) ریاستہائے متحدہ امریکہ (شاکلہ) اور ریاستہائے متحدہ امریکہ (نیم شاکلہ) کے ادارے بعض معاملات میں بالکل الگ الگ اور بعض معاملات میں عمودی اور افقی طور پر مجاورانہ ہوتے ہیں۔ ریاستہائی متحدہ امریکہ (شاکلہ) کے بعض شعبے ایسے بھی ہیں جن کی نیم شاکلہ کو نہ خبر ہے نہ جن سے متعلق کسی کو حتی کہ صدر مملکت کو استفسار کی اجازت۔ مین ہٹن پروجکٹ (Manhattan Project) جس کے تحت ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنائے گئے 1948 سے قبل تک اور پروجکٹ اورایون (Project Orion) جس کے تحت خلائی تحقیقات ہوئیں 1958 سے قبل تک شاکلہ کے شعبے تھے اور ریاستہائے متحدہ امریکہ (نیم شاکلہ) کے اقتدار اعلیٰ کو بھی خبر تھی نہ اس سے متعلق استفسار کی اجازت۔

(۱۷) 20 جنوری 1961 کا بحران 1934 کے بحران سے ہزاروں گنا بڑا بحران تھا چنانچہ کوبی مقتدرہ نے چار اقسام کے منصوبے تیار کر لئے اور ان کی تعمیل فی الفور شروع ہوگئی۔ منصوبوں کی قسمیں درج ذیل تھیں:

Crisis Management	اضطراری منصوبہ	(۱)
Crash Programming	فوری منصوبہ	(۲)
Short Term Plannning	قلیل مدتی منصوبہ	(۳)
Perspective Planning	طویل مدتی منصوبہ	(۴)

(۱۸) اضطراری منصوبہ (Crisis Management): اضطراری منصوبہ کے تحت فوری کارروائی مطلوب تھی چنانچہ اس منصوبہ کے تحت مبینہ طور پر صدر کینیڈی کے قتل کا فیصلہ کر لیا

گیا۔ باخبر حلقوں کے مطابق اس فیصلہ کے بعد قتل، منہج قتل، قاتل، صورت قتل اور کامیابی و ناکامی ہر دو صورت میں عواقب و مضمرات کا سامنا کرنے کی دقیق اور غیر معمولی منصوبہ بندی کی گئی۔ چونکہ یہ معاملہ اتنا پیچیدہ اور ایسے مضمرات و عواقب کا حامل تھا کہ کوبی مقتدرہ نے اس کے لئے ایک تاریخی اور روایتی طریقہ اختیار کرتے ہوئے مبینہ طور پر ایک تاریخی سودا کیا۔

(۱۹) وہ تاریخی سودا تھا مبینہ طور پر عوامی جمہوریہ چین (PRC) کو اس مہم کے لئے آمادہ کرنا اور اس کی پہلی قسط کے بطور ایٹم بم بنانے میں مطلوب ہر شئے کی فراہمی اور کام ہو جانے پر ہائیڈروجن بم بنانے میں مطلوب ہر شئ کی فراہمی اور ہر دو صورت میں منفی عواقب سے محفوظ رکھنے کا وعدہ۔ منصوبہ کے اگلے حصے کے مطابق دوسری جانب صدر امریکہ کو اس کی اطلاع دینا کہ عوامی جمہوریہ چین جوہری بم بنا رہا ہے اور اس پر دباؤ کہ امریکہ چین کو ایسا کرنے سے بہرحال روکے۔

(۲۰) چنانچہ باخبر حلقوں کے مطابق یہ کام منصوبہ کے عین مطابق پورا کر لیا گیا۔ امریکی صدر جان ایف کینیڈی 22 نومبر 1963 کو ڈلاس، ٹیکساس (Dallas-Texas) میں قتل کر دیئے گئے۔ قاتل موقعۂ واردات پر قتل کر دیا گیا۔ قاتل کا قاتل گرفتار ہوا اور چند ہی دنوں کے اندر جیل میں قتل کر دیا گیا۔ آں دفتر را گاؤ خورد و گاؤ را قصاب برد و قصاب در راہ مرد۔ اس طرح صدر کینیڈی کا قتل ایک راز بن کر رہ گیا۔ 16 اکتوبر 1964 کو عوامی جمہوریہ چین نے پہلا ایٹمی دھماکہ کیا۔ 9 مئی 1966 کو پہلا تھرمونیوکلیر ڈیوائس (Thermo-nuclear Device) کا اور 17 جون 1967 کو باضابطہ ہائیڈروجن بم کا پہلا دھماکہ کامیابی سے کر لیا گیا۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Warren Bass: Support Any Friend: Oxford

University Press, 2003.

(2) Michael Collins Piper: Final Judgement.

(3) Rajinder Puri: "The day that will change the world", in National Review, Vol. 2, No.9.

(۲۱) فوری منصوبہ(اول)(Crash Programming I):فوری منصوبہ (اول) کے تحت پوری دنیا کو متعدد الابعاد جنگی بحران(Multiple War Crisis) میں مبتلا کر دینے کا فیصلہ کرلیا گیا جس کے رو سے کم از کم چار بڑے جنگی بحران پیدا کر دیئے گئے جن میں منصوبہ میں شامل متعلقہ فریق ہر دو جانب سے جکڑ لئے گئے۔ یہ چار بحران تھے:

(۱)	امریکہ۔ کیوبا۔ روس بحران۔	یہ بحران اکتوبر 1962 میں اپنے عروج پر پہنچا دیا گیا۔
(۲)	چین۔ ہندوستان بحران۔	یہ بحران اکتوبر اور نومبر 1962 میں اپنے عروج پر پہنچا دیا گیا۔
(۳)	یونان۔ قبرص۔ ترکی بحران۔	یہ بحران فروری 1964 میں اپنے عروج پر پہنچا دیا گیا۔
(۴)	امریکہ۔ ویت نام بحران	اس بحران کا آغاز جولائی 1964 میں کر دیا گیا۔

(۲۲) فوری منصوبہ (Crash-Programming II):فوری منصوبہ (دوم) کے تحت ساری دنیا میں سیاسی عدم استحکام لادیا گیا یا عدم استحکام پیدا کرنے کی کوشش ہوئی۔ اس عنوان کے تحت قابلِ ذکر علاقے درج ذیل ہیں:

(۱) عراق۔ 8 فروری 1963 کو عراق کی حکومت کا تختہ پلٹ دیا گیا اور جنرل قاسم کو گولی ماردی گئی۔

(۲) شام۔ 8 مارچ 1963 کو شام کی حکومت کا تختہ پلٹ دیا گیا۔

(۳) ملائشیا۔ انڈونیشیا۔ 16 ستمبر 1963 کو ملائشیا وجود میں آیا اور 17 ستمبر سے ملائشیا اور انڈونیشیا کے مابین جنگی بحران پیدا کر دیا گیا۔

(۲۳) فوری منصوبہ(سوم)(Crash Programming III): فوری منصوبہ (سوم) کے تحت امریکہ میں خانہ جنگی کی صورت پیدا کر دی گئی۔ چنانچہ یہ بحران 28 اگست 1963 کو واشنگٹن میں "عظیم نیگرو آزادی مارچ (Great Negro Freedom March) کی صورت میں سامنے آیا۔

(۲۴) قلیل مدتی منصوبہ بندی(Short-Term Planning):

قلیل مدتی منصوبہ بندی کے تحت پوری دنیا میں درج ذیل عنوانات کے تحت لاتعداد منصوبے روبہ عمل لائے جانے لگے۔ جن کا شمار فرداً فرداً کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔

(۱) قتل و غارت گری (Killings & Loot):

اس عنوان کے تحت ساری دنیا میں ہر طرح کے قتل اور غارت گری کو ہوا دی گئی۔

(۲) افراتفری (Chaos):

اس عنوان کے تحت ساری دنیا میں سیاسی، معاشرتی، معاشی اور انتظامی افراتفری پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

(۳) معاشی بدحالی(Economic Disorders & Disturbances):

اس عنوان کے تحت ساری دنیا میں معاشی بدحالی پیدا کی گئی۔

(۴) فوجی انقلابات (Army Coup-de-etat):

اس عنوان کے تحت بیشتر علاقوں میں کامیاب و ناکام انقلابات لانے کی کوشش کی گئی۔

(۵)معاشرتی اباحیت (Societal Permissiveness):

اس عنوان کے تحت پوری دنیا میں تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی طور پر ایسے رجحانات پھیلائے گئے جن سے معاشرہ میں اباحیت اور افراتفری پیدا ہو جائے۔ معاشرتی اباحیت کے یہ وہ رجحانات تھے جنہوں نے پوری دنیا کو بالآخر ستر کی دہائی میں اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جن کی شکلیں ہپی ازم (Hippism) اور پاپ (Pop) وغیرہ کی صورت میں سامنے آئیں۔ ساری دنیا میں اب تک ڈرگ کلچر (Drug Culture) بھی اسی کی ایک شکل ہے۔ انیسویں صدی میں چین، ایران سمیت ساری دنیا میں تمباکو اور افیون کوبی مقتدرہ کے آزمودہ ہتھیار تھے جن کو بیسویں صدی کے نصف آخر میں ڈرگ کلچر (Drug Culture) کے نام سے ازسرنو استعمال کیا گیا۔

طویل مدت منصوبہ بندی

(۱) کوبی مقتدرہ کا طویل مدتی منصوبہ (Perspective Planning) **انقلابی**، بنیادی، وسیع الاطراف، وسیع الابعاد اور آنے والے زمانے میں پوری تاریخ انسانی کے رخ کو تبدیل کر دینے والا تھا۔ طویل مدتی منصوبہ کا ایسا فیصلہ صدیوں بعد لیا جاتا ہے۔ اس عاجز کے اندازہ کے مطابق اس طویل مدتی منصوبہ پر اگر پوری تندہی سے عمل درآمد کیا جائے تو کوبی مقتدرہ جیسی قوت قاہرہ کو بھی کارآمد ڈھانچہ بنانے میں کم ازکم پچاس سال لگیں گے۔

(۲) طویل مدتی منصوبہ بندی کے تحت کوبی مقتدرہ نے چار بنیادی فیصلے لئے جو درج ذیل ہیں:

(۱) کوبی مقتدرہ کے لئے عمودی اور ناقابلِ تسخیر قوت اور ناقابلِ مقاومت غلبہ عظیم کی صلاحیت کا حصول کا فیصلہ ــــ

(۲) آئندہ کے مرکز اصلی و عملی کے حوالے سے تعمیرِ نو (Construction) اور موجودہ کے حوالے سے انہدام (Disruption) کا فیصلہ اور ان فیصلوں کے تحت تعمیرِ نو اور انہدام کا آغاز ــــ

(۳) مزاحم قوت کی مسلسل تخویف کا فیصلہ ــــ

(۴) یہودیت۔عیسائیت معرکہ آرائی کو اسلام ــــ عیسائیت معرکہ آرائی میں بدل دینے کا فیصلہ ــــ

(۳) چنانچہ اس طویل مدتی منصوبہ کے تحت سب سے پہلے "مسلسل تخویف" (Continuous Frightening) کی کارروائی کا آغاز کیا گیا۔ مسلسل تخویف سے مراد ہے کوبی مقتدرہ کے ذریعہ ریاستہائے متحدہ امریکہ (نیم شاکلہ) کے صدر کو ناقابلِ بیان "مسلسل خوف" میں مبتلا رکھنا تاکہ وہ:

(۱) ہمیشہ کوبی مقتدرہ کے حکم کی تعمیل کرتا رہے ——— اور

(۲) کوبی مقتدرہ کے سامنے سرتابی یا اس کی خلاف ورزی کی جرأت نہ کرے ———

تاوقتیکہ کوبی مقتدرہ کے طویل مدتی منصوبہ کے دو بنیادی امور یعنی عمودی اور ناقابلِ تسخیر قوت اور ناقابلِ مقاومت غلبۂ عظیم کی صلاحیت کے حصول اور تعمیر نو اور انہدام کے کام پورے نہ ہو جائیں۔

(۴) چنانچہ اس "مسلسل تخویف" کے تحت لنڈن بی جانسن (1963-69)، رچرڈ ایم نکسن (1969-74)، جیرالڈ آر فورڈ (1974-77)، جمی کارٹر (1977-81)، رونالڈ ریگن (1981-89)، جارج ایچ ڈبلیو بش (1989-93)، ولیم جے کلنٹن (1993-2001) اور جارج ڈبلیو بش (2001-2004) ڈرائے اور خوفزدہ کئے جاتے رہے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ ڈرائے جانے والے صدور میں جانسن (Johnson)، نکسن (Nixon)، کارٹر (Carter) اور کلنٹن (Clinton) گزرے ہیں۔ سب سے زیادہ ڈر جانے والوں میں جانسن، نکسن اور فورڈ ہوئے۔ تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوبی مقتدرہ کی جانب سے کی جانے والی اس مسلسل تخویف کو سب سے زیادہ resist کرنے والے جارج ایچ ڈبلیو بش اور جارج ڈبلیو بش ثابت ہوئے۔

(۵) کوبی مقتدرہ کے طویل مدتی منصوبہ کی دوسری شق عمودی اور ناقابلِ تسخیر قوت اور ناقابلِ مقاومت غلبۂ عظیم کی صلاحیت کے حصول کے لئے دو کاموں کا آغاز کیا گیا:

(۱) دنیا کی تمام قوموں اور دنیا کے تمام ملکوں کو قوت کے بڑھانے، قوت کو برقرار رکھنے، سائنسی اور تکنیکی بطور خاص عسکری تحقیق کرنے سے روک دینا اور چھوٹی قوموں اور عالمی قوتوں بالخصوص امریکہ اور روس کو تخفیف اسلحہ کے کوبی منصوبوں SALT, NPT, CTBT وغیرہ کو مان لینے کے لئے مجبور کرنا۔

(۲) کوبی مقتدرہ کے لئے عمودی اور ناقابلِ تسخیر قوت اور ناقابلِ مقاومت غلبۂ عظیم کی صلاحیت کے حصول کے لئے درج ذیل پروگراموں کو پوری قوت سے آگے بڑھانا:

(۱)	قمری مہم	(Lunar Exploration)
(۲)	بین سیارگانی مہم	(Inter Planetary Exploration)
(۳)	بین ستارگانی مہم	(Inter-Stellar Exploration) ——— اور
(۴)	بین کہکشانی مہم	(Inter-Galactic Exploration)

(۶) کوبی مقتدرہ کے طویل مدتی منصوبہ کی تیسری شق "تعمیر نو کا فیصلہ اور تعمیر نو اور انہدام" کے تحت درج ذیل فیصلے لئے گئے۔

(الف) تعمیر نو (Construction) کا فیصلہ: اس فیصلہ کے تحت کوبی مقتدرہ کے لئے دو نئے مراکز اصلی اور عملی کی تعمیر کئے جانے کا آغاز کر دیا گیا۔

(ب) انہدام (Disruption) کا فیصلہ: اس فیصلہ کے تحت کوبی مقتدرہ کے اب تک چلے رہے دو بنیادی مراکز اصلی اور عملی کو ڈھا دینے اور وہاں موجود ساری

تنصیبات اور اداروں کو نئے مراکز اصلی اور عملی میں منتقل کر دینے کا آغاز کر دیا گیا۔

(۷) تعمیر نو (Construction) کے تحت کوکبی مقتدرہ کے مراکز اصلی اور مراکز عملی کی حیثیت سے دو نئے خطوں کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ آئندہ پچاس سالوں میں بن کر تیار ہو جانے والے یہ دو مراکز ہیں:

(۱)	چین	(China)——اور
(۲)	نیا یوروپ	(New Europe)

(۸) انہدام (Disruption) کے فیصلے کے تحت کوکبی مقتدرہ کے مراکز اصلی اور مراکز عملی کی حیثیت سے کام کرنے والے دو بنیادی خطوں کو ڈھا دینے اور وہاں موجود تمام تنصیبات اور اداروں کو نئے مراکز میں منتقل کر دینے کا آغاز ہو گیا۔ آئندہ پچاس سالوں میں کھنڈر بن کر رہ جانے والے یہ دو خطے ہیں:

(۱)	سوویت یونین	(USSR)——اور
(۲)	ریاستہائے متحدہ امریکہ (نیم شاکلہ)	(US-Pseudo-Structure)

(۹) کوکبی مقتدرہ کے طویل مدتی منصوبہ کی چوتھی شق کے تحت آلیی کوششوں کا آغاز کر دیا گیا جس کے نتیجہ میں یہودیت۔عیسائیت معرکہ آرائی اسلام۔عیسائیت معرکہ آرائی میں بدل جائے۔

(۱۰) کوکبی مقتدرہ کے ذریعہ "عظیم تبدیلی" کا تجزیہ، فیصلہ اور اس کے تحت "مسلسل تخویف"، کوکبی مقتدرہ کے لئے عمودی اور نا قابلِ تسخیر قوت اور نا قابلِ مقاومت غلبۂ عظیم کی صلاحیت کا حصول، "تعمیر نو اور انہدام" اور "یہودیت۔عیسائیت" معرکہ آرائی کو اسلام۔عیسائیت معرکہ آرائی میں تبدیل کر دینے کا آغاز ایک تاریخی تجزیہ، فیصلہ اور کارروائی

تھی جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ یہ عمل کتنا بڑا ہے اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس پورے منصوبے کے خاکے (Blueprint) اور تفصیلات (Details) اس عاجز کے علم، قیاس اور اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زاید مطبوعہ کتابوں اور دس لاکھ سے زاید غیر مطبوعہ دستاویزات میں پھیلے ہوئے ہیں جن کا احاطہ کرنا اس وقت امتِ مسلمہ میں موجود علمی صلاحیت کے لئے تقریباً نا ممکن ہے۔ تاہم یہ عاجز اس خاکے (Blueprint) تک "آسان رسائی" کی ایک راہ کا پتہ لگانے میں کامیاب ہوا۔ لیکن بایں ہمہ اس کا احساس ہے کہ اس آسان راہ (Short-Cut Means) کا مطالعہ اور تجزیہ کرنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

(۱۱) اس "عظیم تبدیلی" کے خاکہ (Blueprint) کو جاننے کی آسان راہ ہے:

(۱) ہنری الفریڈ کیسنگر (Henry Alfred Kissinger-1923-) کی زندگی کی ایک ایک باریک ترین بات کا مطالعہ۔

(۲) ہنری الفریڈ کیسنگر کی ایک ایک مطبوعہ تحریر اور اس کے ایک ایک جملے کی باریکیوں پر غور۔

(۳) ہنری الفریڈ کیسنگر پر شائع ہونے والی اصلی (Original) کتابوں کا تجزیہ۔

(۴) ہنری الفریڈ کیسنگر کی یا اس پر شائع ہونے والی کتابوں پر مغربی ممالک کے عظیم اور اصلی ماہرین کے تبصروں کا تجزیہ۔

(۱۲) کوکبی مقتدرہ نے اس "عظیم تبدیلی" کے میدان کا آپریشن انچارج (Field Operation Incharge) جس شخص کو بنایا ہے وہ دراصل ہنری الفریڈ

کیسنگر ہیں۔ اس تعلق سے تین آراء کا ذکر برمحل ہوگا:

(الف) جان ابرلخ مین (John Ehrlichman) نے لکھا:

"Henry and his wife are the tenders of a flame: the historical reputation of Dr Henry Alfred Kissinger, the Nobel laureate..........Anything else they do is incidental to that life's work. Lately, I'd guess, they are spending more and more time gathering fuel to keep the flame alive."

{John Ehrlichman, Witness To Power (1982)}

(ب) جان اسٹوسنگر (John Stoessinger) نے لکھا:

"When I first met Henry Kissinger I had a premonition that one day he might enter history. I think the world is a safer place today because of his courage and vision. It might even be a little better. No mortal man could ask for more."

{John Stoessinger, Henry Kissinger: The Anguish of Power, 1976.}

(ج) خود اس تعلق سے ہنری کیسنگر (Henry A. Kissinger) نے لکھا:

"Much as we deplore it, most major historical changes have been brought about to a greater or lesser degree by the threat or use of force."

{Henry A. Kissinger, The Necessity for Choice: Prospects of American Foreign Policy (1961)}

(۱۲) ذیل میں ہنری کیسنگر کی چند اہم مطبوعہ کتابوں کی فہرست دی جاتی ہے:

(1) A World Restored: Metternich, Castlereagh and the Problems of Peace: 1821-22. Kissinger's Ph.D. Thesis written in 1954.

(2) Nuclear Weapons and Foreign Policy.

(3) The Necessity for Choice: Prospects of American Foreign Policy: 1961.

(4) The Troubled Partnership: A Reappraisal of the Atlantic Alliance:

(5) Problems of National Strategy: A Book of Readings (Editor).

(6) American Foreign Policy: Three Essays: W.W. Norton, New York, 1969.

(7) White House Years: Little, Brown: Boston, 1979.

(8) For the Record: Selected Statements. 1977-1980: Little, Brown: Boston, 1981.

(9) Years of Upheaval: Little, Brown: Boston. 1982.

(10) **Observations: Selected Speeches and Essays, 1982-1984.**

(11) **Diplomacy: Simon & Schuster, New York, 1994.**

(12) **Years of Renewal: Simon & Schuster.Inc, New York, 1999.**

(13) **Does America Need a Foreign Policy?: Toward a Diplomacy for the 21st Century: Simon & Schuster, New York, 2001, 2002.**

(14) **Ending the Vietnam War: A History of America's Involvement in and Extrication from the Vietnam War:**

(15) **Crisis: The Anatomy of Two Major Foreign Policy Crisis: Simon & Schuster, New York, 2003.**

(۱۳) ذیل میں ہنری کیسنگر پر چند اہم مطبوعات کی فہرست دی جاتی ہے:

(1) **David Landau: Kissinger: The Uses of Power: Houghton, Mifflin, Boston, 1972.**

(2) **Marvin & Bernard Kalb: Kissinger: Little, Brown, Boston, 1974.**

(3) **Warren Nutter: Kissinger's Grand Design: American Enterprise Institute, Washington, 1975.**

(4) **John Stoessinger: Henry Kissinger: The Anguish of Power: W.W. Norton, New York, 1976.**

(5) **Bruce Mazlish: Kissinger-The European Mind in American Policy: Basic Books, New York, 1976.**

(6) **John Ehrlichman: Witness to Power: Simon & Schuster, New York, 1982.**

(7) **Richard Nixon: RN-The Memoirs of Richard Nixon: Warner Books, New York, 1979.**

(8) **William Shawcross: Sideshow: Kissinger, Nixon and the Destruction of Combodia: Simon & Schuster, New York, 1979.**

(9) **Seymour M. Hersh: The Price of Power: Kissinger in the Nixon White House: Summit Books, New York, 1983.**

(10) **Coral Bell: The Diplomacy of Detente: The Kissinger Era: Martin Robertson, London, 1977.**

(11) **Christopher Hitchen:**

(12) **Jussi Hanhimaki: The Flawed Architect: Oxford University Press, 2004.**

(۱۴) ان مراجع کے یہاں درج کردیے جانے کے باوجود اس عاجز کا احساس ہے کہ جو حضرات کوکبی اصطلاحات، رموز، مناہج اور اسلوب سے راست واقف نہیں ان کے لئے ان کے سطور اور بین السطور کا فہم تقریباً محال ہوگا۔

لہذا فہم کی سعت کو متجانبی طور پر عریض کرنے کے لئے درج ذیل مصنفین کی تصنیفات سے بھی استفادہ کرنا مفید مطلب ہوگا:

(۱) سیموئیل پی ہن ٹنگ ٹن (Samuel P. Huntington): اس معاملے میں ہن ٹنگ ٹن ایک Legend ہیں تاہم ان کی چھ کتابیں کوکبی منصوبوں کو سمجھنے میں معاون ہونگیں:

(1) The Soldier and the State: Cambridge: Harvard University Press, 1957.

(2) Political Order in Changing Societies: Yale University. New Haven, 1968.

(3) American Politics: The Promise of Disharmony: Harvard University Press, Cambridge, 1981.

(4) The Third Wave: Democratization in the Late Twentieth Century: University of Okhlahoma Press, Okhlahoma City, 1991.

(5) The Clash of Civilizations And The Remaking of World Order: Simon & Schuster, New York,

1996.

(6) Who are We?: America's Great Debate: Simon & Schuster, New York, 2004.

Foreign Affairs کے زیر عنوان 'Creedal Passions' September/October, 2004 میں شائع جواب الجواب کے ساتھ اس کتاب کو پڑھنا مفید ہوگا۔

(۲) فرانس فوکویاما (Francis Fukuyama): فرانس فوکویاما اگرچہ ہن ٹنگ ٹن کے مقابلے میں نو آموز ہیں لیکن ان کی نو آموزی ہی ان کی افادیت کا اصل سبب ہے۔ اس تعلق سے بطورِ خاص فوکویاما کی تین کتابیں مفید مطلب ہونگیں:

(1) The End of History And The Last Man: The Free Press, 1992.

(2) Our Posthuman Future: On Sequences of the Biotechnology Revolution: Farrar, Straus and Giroux, 2004.

(3) State Building: Governance and World Order in the Twenty First Century: Cornell University Press, 2004.

(۳) کارل سگن (Carl Sagan): کارل سگن اپنے آپ میں ایک تاریخ ہیں۔ وہ کوکبی مقتدرہ میں عاجز کے نزدیک عباقرہ میں شمار ہوتے ہیں اور ہنری

الفریڈ کیسنگر سے زیادہ اعلیٰ منصب پر فائز رہے ہیں۔ کارل سگن کی درج ذیل کتابیں حالات کو سمجھنے میں بے حد معاون ہوں گی:

(1) Cosmos: Random House Inc. 1980.

(2) Pale Blue Dot: Random House Inc. 1994.

(3) Billions & Billions: Random House Inc. 1997.

تعمیر و تشکیل

(۱) تعمیر نو (Construction) کے عنوان سے کوبی مقتدرہ روئے ارض پر اپنے سب سے بڑے مرکز کی تعمیر ”چین“ (China) میں کر رہا ہے۔ تعمیر نو کا دوسرا خطہ ”نیا یورپ“ (New Europe) ہے جہاں تعمیر نو کی رفتار نسبتاً سست ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی حیثیت ذیلی ہے۔ لہذا آئندہ سطور میں تعمیر نو کے عنوان سے بنیادی طور پر چین کا ذکر ہوگا۔

(۲) کوبی مقتدرہ کے ذریعہ چین کی تعمیر نو (Construction) کا آغاز 1963 میں اس وقت ہوا جب چین کے ارباب حل وعقد نے مبینہ معاہدے کے عین مطابق اپنا وعدہ پورا کر دیا جس کے لئے سودے بازی کے بطور اسے جوہری صلاحیت فراہم کی گئی تھی۔ اس طرح کوبی مقتدرہ کی جانب سے آئندہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی بجائے چین کو مستقر او: مراکز اصلی و عملی بنانے اور وہاں کوبی مقتدرہ یعنی موجودہ ریاستہائے متحدہ امریکہ شاکلہ کی کلی منتقلی کا فیصلہ 1964 کے اوائل میں کر لیا گیا۔

(۳) ایسا گمان کرنا بھی ابلہی ہوگا کہ چین کا تعمیر نو کے لئے انتخاب محض مبینہ معاہدے کی پاسداری کے سبب عمل میں آیا۔ ایسے تاریخی فیصلے بہت ٹھوس امور کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ تاریخی طور پر کوبی مقتدرہ اور چین کے تعلقات بہت پرانے ہیں یا یوں کہا جائے کہ گزشتہ دو ہزار سالوں میں غیر منفصل طور پر قائم اور استوار رہے ہیں۔ چین میں کوبی مقتدرہ کھلا، چھپا اور موثر ہر طرح سے موجود رہا ہے۔ گزشتہ تین سو سالوں میں چین میں کوبی مقتدرہ دونئی جہتوں

کے اعتبار سے موضوع بحث رہا۔

(۱) قدیم کوبی مقتدرہ مرکز: جس کا مرکز چین کا شہر کائے فینگ (Kaifeng) رہا ہے۔

(۲) جدید کوبی مقتدرہ مرکز: جس کا سب سے بڑا مرکز شنگھائی (Shanghai) رہا ہے۔

(۳) چین کو آئندہ صدیوں میں کوبی مقتدرہ کا روئے زمین پر سب سے بڑا مرکز اور سب سے بڑی قوت قاہرہ کا حامل بنانے کا فیصلہ بہت سوچا سمجھا ہے جس کے تعلق سے غور وفکر اور تجربے کی ایک طویل روایت رہی ہے۔ دقیق باریکیوں پر غور کیا جائے تو یہ فیصلہ فی الواقع گزشتہ چار سو سالوں کے تجربے کا نتیجہ ہے۔ یہ چار سو سالہ تجربہ درج ذیل عنوانات سے بیان کیا جا سکتا ہے:

(۱) امریکی تجربہ: جس کا آغاز 1776 عیسوی سے کیا گیا اور جو 1961 عیسوی کو فیصلہ کن موڑ پر پہنچ گیا یعنی ناکامی پر منتج ہوا۔

(۲) فرانسیسی تجربہ: جس کا آغاز 1789 عیسوی سے کیا گیا اور جو 1848 آتے آتے فیصلہ کن موڑ پر پہنچ گیا یعنی ناکامی پر منتج ہوا۔

(۳) روسی تجربہ: جس کا آغاز 1917 عیسوی سے کیا گیا اور جو 1953 آتے آتے فیصلہ کن موڑ پر پہنچ گیا یعنی ناکامی پر منتج ہوا۔

(۴) جرمن تجربہ: جس کا آغاز 1700 عیسوی سے کیا گیا اور جو بالکل ابتداء سے ہی کبھی کامیاب نہیں ہوا۔

(۵) ان تجربات کی ناکامی نے جہاں کوبی مقتدرہ کو دیگر علاقوں کی جانب دیکھنے پر مجبور

کردیا وہیں انہیں زیادہ ٹھوس بنیادوں پر علاقوں کے انتخاب کے پیمانے بھی دے دیئے۔ چنانچہ کوبی مقتدرہ مرکز کے انتخاب کے لئے جن اہم پیمانوں سے باخبر ہوگیا اسے دو نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۶) پہلا نکتہ: روئے زمین کا کوئی خطہ اور کوئی قوم اس کی ہمدرد نہیں ہے۔ اسے سب سے خطرہ ہے اور ان خطرات کا سد باب صرف اس طرح ہو سکتا ہے کہ کوبی قوم اس روئے زمین سے بے نیاز ہو کر ماوراء ارض کسی مقام پر مثلاً چاند، مریخ، زہرہ، مشتری، زحل ـــــ یا نظام شمسی سے باہر کسی ستارے میں اپنے لئے محفوظ و مامون مسکن بنا لے اور کوبی مقتدرہ پوری کوبی قوم کے ساتھ وہاں منتقل ہو جائے۔

(۷) دوسرا نکتہ: جب تک ایسی صلاحیت کا حصول نہیں ہو جاتا اور روئے زمین سے بے نیازی یقینی نہیں ہو جاتی یہاں ناقابلِ تسخیر قوت قاہرہ کے ساتھ رہا جائے اور اس دوران اپنا مرکز اصلی و عملی ایسی جگہ بنایا جائے جہاں درج ذیل چھ امور پائے جاتے ہوں:

(۱) خام مال: ایسا خطہ یا ملک جہاں خام مال وافر مقدار میں دستیاب ہو۔

(۲) کارکن: ایسا خطہ یا ملک جہاں غلام یعنی ہر درجہ کے غیر کوبی کارکن کثیر تعداد میں دستیاب ہوں۔

(۳) فوجی: ایسا خطہ یا ملک جہاں ایسے غیر کوبی غلام کثیر تعداد میں پائے جاتے ہوں جو کوبی مقتدرہ کے لئے بے دریغ جان دے سکیں۔

(۴) بے رحم مطیع حکمراں: ایسا خطہ یا ملک جہاں غیر کوبی غلام حکمراں پائے جاتے ہوں جو کوبی مقتدرہ کے لئے ہر کام کرنے اور اپنے شہریوں کو ہر مصیبت میں جھونک دینے کو تیار ہوں۔

(۵) بے حس مشینی عوامی ذہنیت: ایسا خطہ یا ملک جہاں کے عوام کی ذہنیت بے حس غیر انسانی یا مشینی ہو۔

(۶) تاریخی تصادم کا فقدان: ایسا خطہ یا ملک جہاں کے عوام کوکبی مقتدرہ سے کسی تاریخی تصادم کی روایت نہ رکھتے ہوں۔

(۸) عہدِ جدید کے پانچ سو سالہ تجربے کی روشنی میں کوکبی مقتدرہ 1961 میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ اس کا اگلا مرکزِ اصلی اب صرف چین ہو سکتا ہے۔ چنانچہ تعمیرِ نو (Construction) اور انہدام (Disruption) کا آغاز کر دیا گیا۔

(۹) چین میں کوکبی مقتدرہ کی تعمیر (Construction) کا آغاز 1961 میں شروع ہوا لیکن اس کا اعلان 9 تا 11 جولائی 1970 کو ہوا جب کوکبی مقتدرہ کے ذمہ دار ہنری الفریڈ کیسنگر نے باضابطہ طور پر چین کا دورہ کیا۔

(۱۰) چین میں کوکبی مقتدرہ کے مرکز کی تعمیر کو تین عنوانات کے تحت زیرِ بحث لایا جا سکتا ہے۔

(۱۱) تبدیلی یا اصلاح: اس عنوان کے تحت 1949 سے جاری نظام میں انقلابی تبدیلیاں لائی جانے لگیں جن میں درج ذیل اہم ہیں:

(۱)	سیاسی تبدیلی یا اصلاح	Political change or Reform
(۲)	انتظامی تبدیلی یا اصلاح	Administrative/Bureaucratic change or Reform
(۳)	معاشی تبدیلی یا اصلاح	Economic change or Reform
(۴)	معاشرتی تبدیلی یا اصلاح	Social change or Reform

(۵)	قانونی تبدیلی یا اصلاح	Legal change or Reform

ان عنوانات کے تحت چین میں 1961 سے لائی جانے والی تبدیلی یا اصلاح سے متعلق معلومات، کوائف اور اعداد و شمار پر مشتمل انگریزی، فرانسیسی، جرمن، روسی، چینی اور جاپانی زبانوں میں کتابوں کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ جس کی مختصر ترین فہرست بھی طوالت کا باعث ہوگی۔

(۱۲) تعمیر و ترقی: اس عنوان کے تحت 1961 سے کوکبی مقتدرہ کی تعمیر کا ایسا آغاز چین میں ہونا شروع ہوا ہے جس کی تاریخِ انسانی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ انہیں درج ذیل نکات میں بیان کیا جا سکتا ہے:

(۱) علمی تعمیر و ترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر و ترقی کا آغاز ہو گیا ہے۔

(۲) تعلیمی تعمیر و ترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر و ترقی کا آغاز ہو گیا ہے۔

(۳) سائنسی تعمیر و ترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر و ترقی کا آغاز ہو گیا ہے۔

(۴) فنی تعمیر و ترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر و ترقی کا آغاز ہو گیا ہے۔

(۵) مالی تعمیر و ترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر و ترقی کا آغاز ہو گیا ہے۔

(۶) معاشی تعمیر و ترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر و ترقی کا آغاز ہو گیا ہے۔

(۷) تجارتی تعمیر وترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر وترقی کا آغاز ہوگیا ہے۔

(۸) صنعتی تعمیر وترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر وترقی کا آغاز ہوگیا ہے۔

(۹) تحقیقی تعمیر وترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر وترقی کا آغاز ہوگیا ہے۔

(۱۰) عسکری تعمیر وترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر وترقی کا آغاز ہوگیا ہے۔

(۱۱) شاکلاتی تعمیر وترقی: اس عنوان کے تحت چین میں دنیا کی تاریخ میں عدیم النظیر تعمیر وترقی کا آغاز ہوگیا ہے۔

اس عنوان کے تحت اب چین میں وہ سارے شاکلے (Structures) اور سہولیات (Facilities) جو اب تک امریکہ میں قائم تھے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔

(۱۳) مقتدرہ کی منتقلی: تین سو سالوں سے امریکہ میں قائم کوبی مقتدرہ کے سارے ادارے تیزی سے چین منتقل کیے جا رہے ہیں۔

(۱۴) ظاہر ہے مذکورہ عنوانات یعنی

(۱) تبدیلی اور اصلاح

(۲) تعمیر وترقی ——— اور

(۳) منتقلی

کے لئے سیاسی قوت، مالی وسائل، علمی اور فنی صلاحیت اور سب سے بڑھ کر کسی عالمی قوت قاہرہ

کی سرپرستی کی ناگزیر ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ کوبی مقتدرہ کی جانب سے یہ ساری چیزیں چین کو فراہم کی جا رہی ہیں۔

(۱۵) چین میں 1961 سے ایسا لگتا ہے گویا مالی وسائل اور علمی اور فنی صلاحیت کا سیلاب لا دیا گیا۔ یہ سیلاب اتنا زوردار ہے جس کی تاریخ انسانی میں کوئی نظیر نہیں دی جا سکتی۔

(۱۶) ان کاموں کو ہر قیمت پر انجام دیتے وقت کوئی قوت چین کے سامنے مزاحم نہ بن سکے اس لئے کوبی مقتدرہ نے اس کی ایسی عالمی سرپرستی کی ہے جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔

اس تعلق سے چند امور قابلِ ذکر ہیں:

(۱) چین کا بے خطر ہوکر 1964 کو نیوکلیر دھماکہ کرنا۔

(۲) چین کا یکم جنوری 1966 کو اعلان کرنا کہ اس نے تمام خارجی قرضے ادا کر دیئے ہیں۔

(۳) چین کا بے خطر ہوکر 9 مئی 1966 کو پہلا تھرمونیوکلیر دھماکہ کرنا۔

(۴) چین کا 17 جون 1967 کو پہلا ہائیڈروجن بم کا دھماکہ کرنا۔

(۵) امریکہ کا 22 ستمبر 1969 کو چین کے خلاف تجارتی پابندی کو جزوی طور پر ہٹانے کو مجبور ہونا۔ اور چین کا امریکی سیاحوں کو چین میں لا محدود خریداری کی مراعات دینا۔

(۶) چین کا 23 ستمبر 1969 کو پہلا زیرزمین جوہری دھماکہ کرنا۔

(۷) چین کا 24 اپریل 1970 کو پہلا سیارچہ خلاء میں بھیجنا۔

(۸) ہنری کیسنگر کا 9 تا 11 جولائی 1971 چین کا دورہ کرنا

(۹) 15 جولائی 1971 کو امریکی صدر نکسن کو چین کی طرف سے دی گئی دعوت کو

قبول کرنے کے لئے مجبور ہونا۔

(۱۰) 25 اکتوبر 1971 کو چین کو اقوام متحدہ کا رکن بنا لیا جانا۔

(۱۱) فروری 21 تا 28، 1972 کو امریکی صدر نکسن کو چین کا دورہ کرنے پر مجبور ہونا۔

(۱۲) 10 اپریل 1974 کو ڈینگ سیاؤپنگ (Deng Xiaoping) کا جنرل اسمبلی کو خطاب کرنا اور بیک وقت امریکہ اور سوویت یونین کے خلاف بیان دینا۔ (واضح ہو کہ یہ امریکہ اور سوویت یونین دونوں کے مجوزہ انہدام کا واضح اعلان تھا جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

(۱۳) یکم تا 5 دسمبر 1975 کو امریکی صدر جیرالڈ فورڈ کو چین کا دورہ کرنے پر مجبور ہونا۔

(۱۴) 15-16 دسمبر 1978 کو امریکہ کا چین کے ساتھ مکمل سفارتی تعلقات بحال کرنے پر مجبور ہونا۔

(۱۵) 17 اپریل 1980 کو آئی ایم ایف IMF کا چین کو باضابطہ رکن بنا لینا۔

(۱۶) 15 مئی 1980 کو ورلڈ بینک World Bank کا چین کو باضابطہ نمائندگی کا حق دینا۔

(۱۷) 18 مئی 1980 کو چین کا اپنا پہلا Carrier Rocket بحرالکاہل میں چھوڑنا۔

(۱۸) یکم جنوری 1984 کو IAEA کے ذریعہ چین کو باضابطہ رکن بنا لیا جانا۔

(۱۹) 26 اپریل تا یکم مئی 1984 کو امریکی صدر ریگن کو چین کا دورہ کرنے پر مجبور

ہونا۔

(۲۰) 7 اپریل 1986 کو امریکی صدر ریگن کا چین کو فوجی اعلیٰ ٹکنالوجی برآمد کرنے کی باضابطہ اجازت دینے پر مجبور ہونا۔

(۲۱) 25 تا 26 فروری 1989 کو امریکی صدر جارج بش کو چین کا دورہ کرنے پر مجبور ہونا۔

(۲۲) 21 فروری 1992 کو امریکہ کے ذریعہ چین کو ہر طرح کی اعلیٰ ٹکنالوجی برآمد کرنے پر عاید پابندی کو ہٹانے پر مجبور ہونا۔

(۲۳) 7 مئی 1999 کو ناٹو فوجوں کے ذریعہ بلگراد کے چینی سفارت خانے کا بمباری کی زد میں آنا۔ چین کا امریکہ سے احتجاج اور تاوان کا مطالبہ کرنا۔

(۲۴) 15 نومبر 1999 کو امریکہ کو چین کو WTO کا رکن بننے کی اجازت دینے پر مجبور ہونا۔

(۲۵) 20 نومبر 1999 کو چین کے ذریعہ پہلا انسان لے جانے کی صلاحیت والا سیارچہ خلاء میں بھیجنا۔

(۲۶) 26 جنوری 2000 کو چین کے ذریعہ لانگ مارچ ۳۔ اے راکٹ (Long March 3-A Rocket) خلاء میں بھیجنا۔

ان امور سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ امریکہ کے انہدام (Disruption) اور چین کی تعمیر نو (Construction) میں کوئی مقتدرہ نے کس طرح سرپرستی جاری رکھی ہے۔

(۱۷) چونکہ چین میں 'تبدیلی یا اصلاح'، 'تعمیر و ترقی' اور 'منتقلی' کا سارا عمل دو پردہ کوئی

مقتدرہ کے ذریعہ کیا جارہا ہے لیکن بظاہر یہ سارے کام وہاں کی مقتدرہ کررہا ہے اس لئے اس تعلق سے ہر رپورٹ، ہر میزانیہ اور ڈیٹا ان کا تجزیہ اور اسباب وعلل کی تعیین کا مصنوعی (Cooked) ہونا پہلی ہی نظر میں بالکل واضح ہوجاتا ہے۔

عوامی جمہوریہ چین (PRC) میں سیاسی، قانونی، معاشی اور انتظامی تبدیلیاں اور ترقی ناقابلِ بیان اور حیرت ناک ہیں۔ وہ تمام فطری محرکات جن سے یہ تبدیلیاں آتی ہیں چین میں بظاہر مفقود ہیں۔ یہاں ہونے والی ساری بتدیلیاں غیر معمولی، حیرتناک، خلافِ معمول و عادت، معاشی اور اقتصادی ضوابط اور اصول سے آزاد اور سراسر مصنوعی ہیں۔ بالخصوص معاشی ترقی اتنی حیرتناک ہے جس کی دنیا کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔

چنانچہ مشہور جریدہ فارچون Fortune نے اکتوبر 2004 میں چین کی ترقی پر خصوصی شمارہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ کے محرکات بیان کرتے ہوئے مدیر نے لکھا:

"The remarkable rise of China is one of the mega-stories of our time. It is easy to state that now-familiar fact; it is quite another thing to know it. My own experiential benchmark dates from May 1982 and a walk I took at dusk down Shanghai's Nanjing Road...Ten years later, literally nothing I had seen remained. Ten years after that, all was transformed again. Because China is modernizing more rapidly than any large society in history,...... it is almost

impossible to see it in perspective."

{Fortune: Time Warner Publishing: Vol. 150. No.6, October, 2004}

اسی شمارہ میں "Inside the new China" کے عنوان کے تحت کلے چانڈلر (Clay Chandler) لکھتا ہے:

"In the quarter-century since that second revolution (i.e., of Deng Xiaoping), China has emerged as one of the most powerful-----and unpredictable-----forces in the global economy. It has sucked in hundreds of billions of dollars from multinationals eager to tap its vast pool of cheap labor and secure position in its burgeoning market. It has become the world's manufacturing hub (half of the planets clothes and a third of its mobile phones, are made in China), driving down the prices of toys sold at Wal Mart and Laptops shipped by Dell. It has surpassed Japan as the country that has the largest trade surplus with the U.S. and trails only Japan as the largest holder of U.S. Treasury bills."

{Ibid. P.16}

ماہر اقتصادیات جم والکر (Jim Walker of CLSA Asia Economist) اسی

حیرتناک تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"Capitalism in China is only ten years old. We are at the early stages of one of the greatest industrial revolutions in world history."

ترجمہ: چین میں سرمایہ داری صرف دس سال پرانی ہے۔ہم لوگ تاریخ کے عظیم ترین صنعتی انقلابات میں سے ایک انقلاب کے پہلے مراحل میں ہیں۔

کوکبی مقتدرہ کی منصوبہ بندی کے مطابق لائی جانے والی اس تبدیلی کے اہداف کا ذکر کرتے ہوئے اس کے ایک عظیم ادارہ Goldman Sachs نے پیشین گوئی کی:

"China's economy (2003 GDP: $1.4 Trillion) will overtake Japan's by 2015 and America's by 2039."

ترجمہ: چینی معیشت (2003 GDP: $1.4 Trillion) 2015 میں جاپان کی معیشت سے آگے بڑھ جائے گی اور 2039 میں امریکی معیشت سے۔

اس تعلق سے مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Joseph Fewsmith: China Since Tiananmen: The Politics of Transition: Cambridge University Press, 2001.

(2) Edward Steinfeld: Forging Reform in China: The Fate of State Owned Industry: Cambridge University Press.

(3) Thomas G. Moore: China in The World

Market in Chinese Industrry and Industrial Sources of Reform in the Post-Mao Era. Cambridge University Press, 2002.

(4) J. Howell: Governance in China: Lanham, MD: Rowman & Littlefield, 2004.

(5) Yasheng Huang: Selling China: Foreign direct Investment during the reform era, Cambridge University Press, 2003.

(6) George G. Gilboy: the Myth Behind China's Miracle: The Foreign Affairs, July/August, 2004.

(۱۸) کوکبی مقتدرہ کو اپنے منصوبہ کے مطابق اپنا اگلا مرکز بہر حال پچاس سال میں پوری طرح Operational کر دینا ہے۔یہ پچاس سال 11-2010 تک پورے ہو جاتے ہیں۔یعنی آج امریکہ جس ترقی کے اعلیٰ مقام پر ہے چین کو اس مقام تک 11-2010 میں پہنچ جانا چاہئے۔ اور 11-2010 تک ریاستہائے متحدہ امریکہ نیم شاکلہ کو منہدم ہو جانا چاہئے۔2010 سے 2020 تک کی مدت میں اس نئے مرکز اصلی اور عملی کو اتنا طاقت ور اور اتنا ترقی یافتہ ہو جانا چاہئے کہ دنیا کی ساری طاقت بشمول امریکہ اس کے سامنے بے حیثیت بن کر رہ جائے۔

ان کی مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیں:

(1) Henry Kissinger: Does America Need a Foreign Policy?: Toward a Diplomacy for the 21st

Century, Simon & Schuster Inc. 2002.

(2) Samuel P. Huntington: The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order: Simon & Schuster, 1996.

(3) Murrey L. Weidenbaum: Greater China: The Next Economic Super Power? St. Louis: Washington University Centre for the Study of American Business, Contemporary Issue Series-57, February 1993.

مشرقی دجالی محاذ

(۱) اس عاجز نے لکھا ہے کہ اسے ایسے قرائن اور آثار سے استفادہ کا موقع ملا ہے جن سے متبادر ہوتا ہے کہ ابلیس کو کبی متقدرہ کی دجال اکبر سے ٹیلی کانفرنسنگ کرانے کی حد تک کامیاب ہوگیا ہے۔

(۲) کو کبی متقدرہ کی آئندہ کی ضروریات کے مطابق چین کو مرکز اصلی اور مرکز عملی بنانے کے علاوہ اس اعتبار سے بھی تعمیر کیا جارہا ہے کہ وہ دجال اکبر کی استقبال گاہ یا فرودگاہ بن سکے۔ چنانچہ اسے نہایت سرعت کے ساتھ:

(۱)	قمری مہم	(Lunar Exploration)
(۲)	بین سیارگانی مہم	(Inter-Planetary Exploration)
(۳)	بین ستارگانی مہم	(Inter-Steller Exploration)ــــــاور
(۴)	بین کہکشانی مہم	(Inter-Galactic Exploration)

کے لئے تیار کیا جارہا ہے۔

دجال اکبر کی فرودگاہ کے لئے 'مناسب جگہ' کو کبی متقدرہ کے لئے چین ہی بن سکتا ہے۔ وہ سب سے قریبی جگہ ہے۔ اس کے علاوہ ان امور کے لئے مناسب مقامات صرف درج ذیل باقی رہتے ہیں:

(۱)	وسط بحرالکاہل	(Central Pacific Ocean)

(٢)	وسط بحر اوقیانوس	(Central Atlantic Ocean)

سر دست موجود لانچنگ پیڈس (Launching Pads) قمری مہم جیسی ضرورتوں کو پورا کرنے کی گنجائش رکھتے ہیں لیکن جہاں تک بین سیارگانی جہازوں، بین ستارگانی جہازوں اور بین کہکشانی جہازوں کی فرودگاہ کا معاملہ ہے تو روئے ارض کی کوئی بری جگہ کوبی مقتدرہ کے لئے مناسب نہیں ہوگی۔

(٣) بعض قرائن کا دقیق مطالعہ اس عاجز کو یہ باور کرا رہا ہے کہ کوبی مقتدرہ دجالِ اکبر کو چین میں اتارنا چاہتا ہے۔ بعض قرائن سے ایسا لگتا ہے کہ اس نے اس تعلق سے دو متوازی انتظامات کئے ہیں۔

(٤) جزیرۃ العرب کی فرودگاہ: کوبی مقتدرہ کے لئے اپنے مقاصد کی تکمیل اور اپنے اہداف تک رسائی کے لئے سب سے قریب ترین جگہ حرمین شریفین کے قریب کی کوئی جگہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ کوبی مقتدرہ نے دجال اکبر کو براہ راست روئے ارض پر اتارنے کے لئے جس جگہ آج سے تیس سال قبل انتظامات کر رکھے ہیں وہ جگہ حرمین شریفین سے قریب ترین جگہ ربع الخالی ہے۔ لیکن شروع سے ہی بوجوہ یہ جگہ دجال اکبر کو اتارنے کے لئے غیر محفوظ سمجھی جاتی رہی ہے۔

(٥) مشرق کی فرودگاہ: جزیرۃ العرب کی فرودگاہ کے غیر محفوظ اور نامناسب تسلیم کر لئے جانے کے بعد دوسری سب سے قریب ترین فرودگاہ جو روئے ارض کی واحد مستقل فرودگاہ بھی بننے کی ساری خصوصیات رکھتی ہے مشرق کی فرودگاہ ہوگی۔ اور مشرق کی ایسی فرودگاہ صرف چین میں بن سکتی ہے۔

(٦) اس تعلق سے احادیث میں مذکور بیانات قابلِ غور ہیں:

(١) "انه كان يتعوذ من فتنة المشرق" (آپ ﷺ مشرق کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے تھے) ـــــ رواہ الطبرانی

(٢) انه يخرج من يهودية اصبهان حتى ياتي المدينة، فينزل ناحيتها ـــــ حتى ياتى الشام مدينة فلسطين بباب لد ـــــ (دجال اصبہان کے یہودیوں کے درمیان نکلے گا۔ یہاں تک کہ المدینہ آئے گا اور اس کے قریب اترے گا۔ پھر وہ شام آئے گا فلسطین کا شہر ـــــ لد کے دروازہ پر ـــــ (رواہ احمد)

(٣) يخرج الدجال من قبل اصبهان (دجال اصبہان کی طرف سے نکلے گا)۔ رواہ الطبرانی۔

(٤) الا اخبركم انه فى بحر الشام ـــــ بل فى بحر العراق ـــــ يخرج حين يخرج من بلدة يقال لها اصبهان من قرية من قراها يقال لها رستقا باذ (کیا میں تمہیں خبر دوں کہ دجال بحر الشام میں ہے ـــــ بلکہ بحر عراق میں ہے ـــــ وہ نکلے گا جب اسے نکلنا ہے ایک شہر میں جسے اصبہان کہا جاتا ہے۔ بستیوں کی ایک بستی جسے رستقاباذ کہا جاتا ہے۔ رواہ الطبرانی۔

انى لانظر إلى مواقع عدوالله المسيح، انه يقبل حتى ينزل من كذا حتى ...... (میں دجال کے اترنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ آئے گا یہاں تک کہ وہاں یا وہاں اترے گا یہاں تک کہ ......) رواہ الطبرانی۔

(۶) انه يجئ من قبل المشرق (دجال مشرق سے آئے گا)۔ رواہ الطبرانی۔

(۷) سوف يظهر على الارض كلها إلا الحرم و بيت المقدس (دجال عن قریب پوری زمین پر ظاہر ہوگا سوائے حرم اور بیت مقدس کے۔) رواہ احمد۔

(۸) فيخرج الدجال في اعراض الناس. فيهزم من قبل المشرق (دجال کھلی جگہ پر نکلے گا اور جو لوگ مشرق میں ہوں گے وہ ہار جائیں گے۔ رواہ احمد والطبرانی۔

یہاں اس بات کی گنجائش نہیں کہ ان احادیث سے بحث کی جائے۔ ان امور کو درج کرنے کی غرض سر دست صرف یہ ہے کہ تمام حدیثیں کم از کم یہ ظاہر کرتی ہیں کہ دجال اکبر مشرق سے آئے گا۔

(۷) تاریخ سے واقف حضرات خوب جانتے ہیں کہ ساری دنیا کو گزشتہ چھ سو سالوں سے تہہ بالا کر دینے والی بنیادی وجہ کیا کارفرما رہی ہیں۔ گزشتہ چھ سو سالوں کی مغربی استعمار کی تاریخ دراصل در پردہ کوکبی مقتدرہ کی اپنے اہداف تک پہنچنے کی تاریخ رہی ہے۔ اپنے انہیں اہداف تک پہنچنے کی ضرورت نے انہیں ساری دنیا کو تہہ وبالا کر دینے پر مجبور کر دیا۔ کوکبی مقتدرہ کے دو اہداف رہے ہیں اور یہ دونوں اہداف دجال اکبر سے متعلق ہیں۔ یہ دونوں اہداف درج ذیل دو امور کی تلاش ہیں:

(۸) پہلی تلاش: پہلی تلاش یوٹو پیا کی تلاش (Exploration of Utopia) تھی اسی مجنونانہ تلاش میں بحر و بر اور اب فضا اور خلاء کو چھان مارنے کے لئے انہوں نے استعمار قائم

کئے۔ یوٹوپیا (Utopia) کی تلاش دراصل کوکبیوں کے مسیح یعنی دجال اکبر کی تلاش کا دوسرا نام ہے۔

(۹) دوسری تلاش: کوکبی مقتدرہ کی دوسری مجنونانہ تلاش کے تین پہلو ہیں جن کے تین عنوانات ہیں:

(۱)	عظیم ایشائی شکار	(The Great Asian Game)
(۲)	خطا کی تلاش	(The Expedition To Cathay)—— اور
(۳)	شاہراہ ریشم کی تلاش	(The Expedition To Silk Route)

کوکبی مقتدرہ کی دوسری مجنونانہ تلاش کے یہ تینوں عنوانات دراصل دجال اکبر کی فرودگاہ کی تعمیر، اس کے آنے کے راستے کو کھولنے اور اس کے جنگی تھیٹر (War Theatre) کی تیاری کے دوسرے نام ہیں۔

(۱۰) کوکبی مقتدرہ نے پوری چھ صدیاں انہیں دو مہموں میں صرف کی ہیں۔

(۱۱) اس عاجز کے نزدیک چین ہی دجال اکبر کی مستقل فرودگاہ ہوگا۔ یعنی دجال اکبر بین سیارگانی جہاز یا بین ستارگانی جہاز یا بین کہکشانی جہاز سے پہلی بار روئے ارض پر جہاں اترے گا وہ چین ہی ہوگا۔ قرین قیاس ہے کہ وہاں سے پھر ارضی جہازوں کے ذریعہ وہ سفر کرے گا اور اس دوران جہاں جہاں اترے گا اسی کا ذکر کبھی اصبہان، مدینہ کے نواح اور کبھی لدّ کے نام سے کیا گیا ہے۔

(۱۲) شاہراہ ریشم (Silk Route) دراصل شاہراہ دجال ہے۔ یعنی وہ شاہراہ جو دجالی تھیٹر کے بیچوں بیچ شرقاً غرباً پوری روئے زمین کو قطع کرے گی۔ یہی مطلع الشمس اور مغرب الشمس کو ملانے والی شاہراہ ہوگی۔ اگر چنگل (Chunnel) اور برطانیہ سے نیو یارک تک براہ

گرین لینڈ زیر تعمیر سرنگ (Tunnel) کو ملحوظ رکھا جائے تو کوبی مقتدرہ نے روئے ارض کو جاپان سے براہ ایشیاء یوروپ کیلیفورنیا کے مغربی ساحل تک بری طور پر مربوط کر دیا ہے۔

(۱۳) عظیم ایشیائی شکار (The Great Asian Game) کو اگر مدنظر رکھا جائے تو کوبی مقتدرہ کی ایک اور کوشش ضرور ہوگی جو اس شاہراہ ریشم کی دریافت اور پھر سے کھولنے کی اصلی غایت کو پوری طرح مکمل کر دے گی اور اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنا دے گی۔ اور وہ کوشش ہوگی اس دجالی شاہراہ کو شمالاً جنوباً قطع کرنے والی بڑی شاہ راہ اور سہولیات (Facilities) کی تعمیر کو جلد از جلد پوری کرنا۔

(۱۴) اس عاجز کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ برما کو قطع کر کے چین اور قازقستان ہوتے ہوئے ماسکو جانے والی شاہ راہ اور وسطی ایشیا سے گوادر آنے والی شاہراہ اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے زیر تعمیر ہیں۔ شاید اسی صورتِ حال کا اندازہ برما میں بڑی بندرگاہ اور گوادر (Gawadar) کی بندرگاہ میں کوبی مقتدرہ کی اس دلچسپی کو دیکھ کر ہوتا ہے جس کا اظہار ادھر چند سالوں سے ہو رہا ہے۔

انہدام

(۱) کوبی مقتدرہ میں جیسا کہ عرض کیا گیا اس وقت عظیم زلزلہ آ گیا جب ایک سال کے اندر اندر پانچ ناقابلِ یقین واقعات حقیقت بن کر سامنے آ گئے۔ یہ پانچ واقعات تھے:

(۱) 9 نومبر 1960: 9 نومبر 1960 کو سینیٹر جان ایف کینیڈی ـــــ ایک رومن کیتھولک عیسائی ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کا صدر منتخب ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

(۲) 20 جنوری 1961: ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے صدر کا عہدہ سنبھالنے میں وہ کیتھولک عیسائی کامیاب ہو گیا۔

(۳) 25 مئی 1961: ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے اس کیتھولک عیسائی صدر نے کوبی مقتدرہ کے روکنے کے باوجود امریکی کانگریس کے جوائنٹ سیشن کو خطاب کرتے ہوئے "Urgent National Need" کے عنوان سے اپنے پروگرام کا برملا اعلان کر دیا۔

(۴) 3 جون 1961: ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے نو منتخب کیتھولک صدر کینیڈی اور سوویت یونین کے وزیر اعظم خروشچیف کا ویانا (Vienna) میں کوبی مقتدرہ کی مرضی کے برخلاف باہم ملاقات کر لینے میں کامیاب ہو جانا۔

(۵) 20 نومبر 1961: روسی آرتھوڈوکس چرچ کو عالمی عیسائی تنظیم ورلڈ کاونسل

آف چرچز (World Council of Churches) کا رکن بنالیا جاتا۔

حقیقتِ واقعہ یہ ہے کہ 25 مئی 1961 کا دن ہی دراصل عالمِ عیسائیت کا عالمِ یہودیت کی پانچ سو سالہ غلامی کے خلاف اعلان جنگ تھا جس نے آنے والے دنوں کی پوری تاریخ کو تہہ وبالا کرکے رکھ دیا۔ چنانچہ کوکبی مقتدرہ نے عظیم تبدیلی اور اس کے تحت انہدام (Disruption) کا فیصلہ کرلیا۔

(۶) کوکبی مقتدرہ نے اتنا تاریخی اور عظیم فیصلہ لینے میں دیر نہیں کی۔ اس کی واحد وجہ مشہور مقولہ ____ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے ____ میں مضمر ہے۔ جب ایک پروٹسٹنٹ ملک کا ایک پروٹسٹنٹ شخص اڈولف ہٹلر چانسلر اور پھر فیوہرر (Fuhrer) بن کر اتنی بڑی تعویق (Retardation) پیدا کرسکتا ہے تو ایک رومن کیتھولک شخص ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کا صدر بن کر کیا کچھ نہیں کرسکتا ہے۔ چنانچہ 1961 کے ختم ہوتے ہوتے کوکبی مقتدرہ نے عظیم تبدیلی اور اس کے تحت انہدام (Disruption) کا فیصلہ کرلیا۔

(۷) کوکبی مقتدرہ کے انہدام (Disruption) کے اس فیصلہ کے تحت دو عظیم کام سرانجام دیئے جانے تھے جو درج ذیل ہیں:

(۱) ریاستہائے متحدہ امریکہ کا انہدام،

(۲) سوویت یونین کا انہدام ____ اور

(۳) کوکبی مقتدرہ یعنی ریاستہائے متحدہ امریکہ: شاکلہ کی چین منتقلی۔

(۸) چنانچہ کوکبی مقتدرہ نے انہدام (Disruption) کی طویل مدتی منصوبہ بندی (Perspective Planning) پر عمل درآمد کا آغاز کردیا۔ لیکن یہ کام نہ آسان تھا نہ اسے فوری کرنا ممکن۔ لہٰذا اس کے لئے ایک عظیم اور پیچیدہ منصوبہ بندی کی گئی۔

(۹) انہدام (Disruption) کی پیچیدہ منصوبہ بندی کے منہج کا ایک پہلو چار نکات پر مشتمل تھا۔ یہ چار نکات درج ذیل ہیں:

(۱) جن ملکوں کو منصوبۂ انہدام (Disruption) کے تحت منہدم کرنا ہے انہیں کوکبی مقتدرہ کے کسی دوسرے روایتی دشمن سے پہلے متصادم کردینا۔

(۲) ایسا تصادم پیدا کرکے اسے طول دینا تاکہ منصوبۂ انہدام (Disruption) کے تحت منہدم کیا جانے والا ملک اور کوکبی مقتدرہ کی مخالف قوت ایک طرف اپنی طاقت باہم ضائع کریں اور دوسری طرف وہ نہ کوکبی مقتدرہ کی طرف توجہ دے سکیں نہ اپنی صلاحیتوں کو کسی دوسرے تعمیری مصرف میں لگا سکیں۔

(۳) منصوبۂ انہدام (Disruption) کے تحت ڈھائے جانے والے ملک کے انہدام کی کارروائی کی خوشنما اور دل کو لگتی ہوئی یہ توجیہ پیدا کی جائے کہ متصادم فریق اس کی تباہی کا باعث ہوا۔

(۴) اس تصادم کے نتیجہ میں کوکبی مقتدرہ کا چوتھا منصوبہ ____ یعنی یہودیت۔ عیسائیت معرکہ آرائی اسلام۔ عیسائیت معرکہ آرائی میں تبدیل ہوجائے ____ پورا ہو۔

(۱۰) انہدام (Disruption) کی منصوبہ بندی کے منہج کی دوسری اہم بات ہے منہدم کئے جانے والے ملکوں کی حقیقی زمین کو انہدام (Disruption) کے لئے تیار کرنا۔ اس حقیقی زمین کی تیاری سے مراد درج ذیل امور ہیں:

(۱) منہدم کئے جانے والے ملک میں سیاسی انحطاط اور افراتفری پیدا کرنا

(۲) منہدم کئے جانے والے ملک میں انتظامی انحطاط اور افراتفری پیدا کرنا

(۳) منہدم کئے جانے والے ملک میں معاشی انحطاط اور افراتفری پیدا کرنا۔

(۴) منہدم کئے جانے والے ملک میں علمی انحطاط اور افراتفری پیدا کرنا۔

(۵) منہدم کئے جانے والے ملک میں تکنیکی انحطاط اور افراتفری پیدا کرنا۔

(۶) منہدم کئے جانے والے ملک میں علمی اور فنی تحقیقی انحطاط اور افراتفری پیدا کرنا۔

جب کسی ملک میں ایک عرصے تک انحطاط اور افراتفری کے واقعات ہوتے اور سامنے آتے رہتے ہیں تو پھر انہدام (Disruption) ایک فطری اور حقیقی عمل یا نتیجہ معلوم ہونے لگتا ہے اور عوام وخواص کے اذہان اور قلوب اسے ایک فطری اور حقیقی عمل یا نتیجہ مان لیتے ہیں اور اصل حقیقت سے نظر ہٹ جاتی ہے کہ یہ عمل مصنوعی طور پر اور کوکبی مقتدرہ کی جانب سے ہو رہا ہے۔

(۱۱) کوکبی مقتدرہ نے انہدام (Disruption) کا آغاز بیک وقت امریکہ اور سوویت یونین دونوں جگہ کر دیا لیکن انہدام کے کام کو مکمل کرنے کی مدت کی تعیین میں سب سے پہلے سوویت یونین (USSR) کا انتخاب عمل میں آیا۔ یا یوں کہا جائے کہ انہدام کا عمل سب سے پہلے سوویت یونین ہی ختم کیا جانا طے پا گیا۔

(۱۲) سوویت یونین: انہدام کا سوویت یونین میں آغاز باضابطہ طور پر خروشچیف (Khruschev) کے ہٹائے جانے اور بریژنیف (Brezhnev) کے لائے جانے سے 1964 میں ہوا۔

(۱۳) سوویت یونین میں انہدام (Disruption) کے دوسرے مرحلے کا آغاز فروری 6-19 میں کیا گیا جب وہاں سیاسی، تنفیذی، معاشی، اور صنعتی انحطاط نازک مرحلہ میں داخل ہو چکا تھا۔

(۱۴) انہدام (Disruption) کی عظیم منصوبہ بندی کے تحت تین مرحلوں میں سوویت یونین کو افغانستان میں الجھا دیا گیا۔ یہ تین مرحلے تھے:

(۱)	17 جولائی 1973:	ظاہر شاہ کا تختہ الٹ کر داؤد کو صدر بنا دینا۔
(۲)	27 اپریل 1978:	داؤد کا قتل اور افغانستان میں ترہ کی کا قبضہ ہو جانا۔
(۳)	27 دسمبر 1979:	افغانستان پر سوویت حملہ اور جہاد افغانستان کا آغاز ہونا۔

(۱۵) کوکبی مقتدرہ کے ذریعہ سوویت یونین میں انہدام (Disruption) کا آخری مرحلہ گورباچیف (Gorbachev) کی آمد سے 1985 میں شروع ہوا۔ انہدام کا یہ مرحلہ دو بنیادی اصولوں پر مبنی تھا:

(۱) گلاس نوسٹ (Glasnost): گلاس نوسٹ کا مفہوم ہے "کھلا پن"۔

(۲) پیسرلیس ٹروئکا (Perestroika): پیسرلیس ٹروئکا کا مفہوم ہے "تعمیر نو"۔

(۱۶) 1989 کے ختم ہوتے ہوتے کوکبی مقتدرہ نے سوویت یونین کا انہدام مکمل کر لیا تھا۔

(۱۷) ریاستہائے متحدہ امریکہ: انہدام کا امریکہ میں آغاز باضابطہ طور پر جان ایف کینیڈی کے قتل 20 نومبر 1963 سے ہوا۔ لیکن بوجوہ اس میں تیزی سوویت یونین کے انہدام کے بعد 1989 میں آئی۔ کوکبی مقتدرہ کے لئے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں انہدام (Disruption) کا عمل اتنا آسان نہیں تھا جتنا سوویت یونین میں تھا۔

(۱۸) کوکبی مقتدرہ کے ذریعہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں انہدام (Disruption) کے عمل کا پیٹرن کم وبیش وہی تھا جو سوویت یونین میں رکھا گیا۔ یہ بالکل جداگانہ بات ہے کہ جہاں سوویت یونین میں کوکبی مقتدرہ مخالف قطب نہایت کمزور تھا امریکہ

میں وہ اتنا کمزور ثابت نہیں ہوا۔ لہذا بار بار دام تزویر میں گرفتار ہو جانے کے باوجود کوبی مقتدرہ مخالف قطب خود کو باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ یا کم از کم اتنی آسانی سے دام تزویر میں نہ آسکا یا خود کو جلد باہر نکال لینے میں کامیاب ہو گیا۔

(۱۹) ریاستہائے متحدہ امریکہ میں کوبی مقتدرہ نے انہدام (Disruption) کے لئے موافق حقیقی زمین کی تیاری کا آغاز نومبر 1960 سے ہی کر دیا تھا۔

(۲۰) انہدام (Disruption) کی عظیم منصوبہ بندی کے تحت کوبی مقتدرہ نے متعدد بار اس بات کی کوشش کی کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کسی تصادم میں گرفتار ہو جائے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے لئے کوبی مقتدرہ کے جال سے بچ نکلنا اتنا آسان نہ تھا تاہم بعض اوقات بآسانی اور بعض اوقات بہت بھاری قیمت ادا کر کے امریکہ ان تصادمات سے باہر نکل آیا۔ قابلِ ذکر تصادمات درج ذیل ہیں:

(۱) 24 اکتوبر تا 20 نومبر 1961: یہ وہ ایام ہیں جب امریکہ اور سوویت یونین کو کیوبا میں تصادم کا شکار بنا دینے کی کوشش ہوئی ــــــــ روس میں خروشچیف اور امریکہ میں کینیڈی کی دانش مندی تصادم کو ٹالنے میں کامیاب ہو گئی 28 اکتوبر کو روس نے کیوبا میں میزائلوں کو منہدم کر دیا اور 20 نومبر کو امریکہ نے کیوبا کا محاصرہ ختم کر دیا۔

(۲) 2 اگست 1964 تا 3 مارچ 1973: یہ وہ ایام ہیں جب امریکہ کو کوبی مقتدرہ نے ویت نام کی خوفناک جنگ میں الجھا دیا۔ بہت بھاری قیمت ادا کر کے بالآخر امریکہ 3 مارچ 1973 کو اس سے باہر آسکا۔

(۳) 4 اگست 1990 تا مارچ 1991: یہ وہ ایام ہیں جب امریکہ کو کوبی مقتدرہ

نے جنگ خلیج اول میں الجھانے کی کوشش کی۔ بعض روداد کے تجزیہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوبی مقتدرہ کی مرضیات کے علی الرغم امریکی صدر جارج ایچ ڈبلیو بش (George H.W. Bush, 1989-1993) سو گھنٹوں کی جنگ کے بعد باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ بات کوبی مقتدرہ کو بہت ناگوار ہوئی چنانچہ اسے ''ادھورا کام'' "Unfinished Job" اور ''کٹی پھٹی فتح'' "Rugged Victory" کا نام دیا گیا۔ ناگوار بات یہ تھی کہ امریکی فوجیں کویت کی بازیابی کے بعد رک کیوں گئیں وہ بغداد کے خاتمے تک آگے کیوں نہیں بڑھیں۔

(۴) 11 ستمبر 2001 تا این وقت: یہ وہ ایام ہیں جب امریکہ کو نام نہاد دہشت گردی (Terrorism) کی جنگ میں الجھا دیا گیا ہے جس کی چار روئیں ہیں:

(۱) پہلی رو: نام نہاد اسلامی انتہا پسندی ــــــ جسے عالمی دہشت گردی کا نام دیا گیا ہے ــــــ کے خلاف جنگ۔

(۲) دوسری رو: 11/9 کے مبینہ حملہ آوروں جن کے تانے بانے (Network) عالمی ہیں ــــــ کے خلاف جنگ۔

(۳) تیسری رو: ان قوتوں کو مبینہ طور پر پناہ دینے والے ممالک کے خلاف جنگ۔

(۴) چوتھی رو: عام تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں (WMD) کے مبینہ حامل مسلم ممالک کے خلاف جنگ۔

اس حوالے سے کوبی مقتدرہ نے امریکہ کو اب تک افغانستان اور عراق میں براہ راست اور بری طرح الجھا دیا ہے۔

(۲۱) کوکبی مقتدرہ کے انہدام (Disruption) کے پیچیدہ منصوبہ کی دوسری شق کے مطابق ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حقیقی زمین کو انہدام کے لئے تیار کرنے کا عمل —— جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا نومبر 1960 میں ہی شروع کر دیا گیا تھا۔

(۲۲) انہدام (Disruption) کا یہ منصوبہ 1960 سے درج ذیل طریقہ سے آگے بڑھایا جا رہا ہے:

(۱)	معاشی انحطاط/انہدام	Economic Disruption
(۲)	علمی و تکنیکی انحطاط/انہدام	Scientific & Technological Disruption
(۳)	تنفیذی و انتظامی انحطاط/انہدام	Administrative & Bueaurocratic Disruption
(۴)	سیاسی انحطاط/انہدام	Political Disruption

(۲۳) معاشی انحطاط/انہدام (Economic Disruption):

(۱) عالمی مالی انحطاط/انہدام

(International Financial Disruption):

(الف) چونکہ امریکہ دنیا کی سب سے بڑی مالی اور معاشی طاقت تھا اس لئے اس کا معاشی انہدام کرنا سوویت یونین کی طرح آسان کام نہیں تھا۔ لہذا کوکبی مقتدرہ نے اپنے عالمی وسائل کو بروئے کار لا کر 1960 سے ایک نئے مالی طریقہ کار کا اجراء کیا۔ یہ اجراء دراصل اس لئے کیا گیا تھا تا کہ امریکہ کا مالی انحطاط و انہدام شروع ہو جائے اور ساری دنیا پر امریکہ کا معاشی غلبہ ختم ہو

جائے۔ اس نئے مالی طریقہ کار کا نام ہے بین الاقوامی تمویل (International Investment) کا آغاز جس کا دوسرا نام ہے ملٹی نیشنل کارپوریشنز (Multinational Corporations) کا قیام۔ چنانچہ 1960 میں اچانک منصۂ شہود پر آ کر دیکھتے دیکھتے ان MNC's نے تکنیکی برتری اور مالی وسائل کی زبردست طاقت کے ذریعہ پوری دنیا پر قبضہ کر لیا۔ اس کا سب سے بڑا اثر یہ ہوا کہ امریکہ کا مالی غلبہ پوری دنیا سے ختم ہو کر ایسی کمپنیوں کے ہاتھوں میں چلا گیا جو دراصل کوکبی مقتدرہ کے ذیلی ادارے تھے۔ اس طرح یکا یک دنیا میں ایک نئے بین الاقوامی مالیاتی سسٹم (International Monetary System) کا آغاز ہو گیا جس پر امریکہ کا کوئی اثر نہ تھا۔

تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) **Layna Mosley: Global Capital & National Governments: Cambridge University Press, 2003.**

(2) **Fortune No. 13, 2nd August, 2004: 2004 Global 500: The World's Largest Corporations.**

(ب) کوکبی مقتدرہ نے 1960 سے پوری دنیا میں زبردست بین الاقوامی نقدی کی کمی (Shortage of International Liquidity) پیدا کر دی اور اس طرح عالمی طور پر آزاد تجارت (Free Trade) کو تقریباً مفلوج کر دیا۔

(ج) 1970 کی پوری دہائی میں کوکبی مقتدرہ نے پوری دنیا میں اپنے ذیلی اداروں کی طاقت کو بروئے کار لاتے ہوئے افراط زر میں اضافہ (Rising World Inflation) کو مسلسل اور مستقل حالت بنادیا جس نے پوری دنیا میں بشمول امریکہ بین الاقوامی ادائگیوں (International Payments) میں زبردست عدم توازن (Imbalance) پیدا کردیا اور ساری دنیا میں معاشی ترقی (Economic Growth) کو خطرہ پیدا کردیا۔

(د) 1972 آتے آتے دنیا کی صورتِ حال ابتر ہوگئی اور اس طرح کوکبی مقتدرہ کے دو ادارے آئی ایم ایف (IMF) اور ورلڈ بینک (WB) کے ایک نئے رول اور کردار کا اجراء ہوا۔ ان کا رول اب وسیع الاطراف ہوگیا اور اس طرح انہوں نے اسپیشل ڈراونگ رائٹز (SDRs) کے ذریعہ پوری دنیا کے اکثر ممالک کو براہِ راست غلام بنالیا۔

(۲) امریکی مالی انحطاط/انہدام:

(۱) 1960: امریکہ میں ادائیگیوں کے خسارے (Payment Deficit) کا زبردست آغاز ہوگیا۔ چنانچہ پوری دنیا میں ڈالر بے وقار ہوگیا۔ جس کا لازمی نتیجہ برآمد ہوا ـــــ ڈالر کا سونے کے تناظر میں Devaluation۔ یہ صورتِ حال جا کر ختم ہوئی ڈالر کا دوسری کرنسیوں کے مقابلے میں Devaluation پر۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سونے کی طلب میں اضافہ ہوگیا۔

(۲) 1968: صرف آٹھ سالوں میں امریکہ کی مالی حالت اور مالی ادائیگیوں کی صورتِ حال اتنی ابتر ہوگئی کہ ساری دنیا کے سنٹرل بنک کے سربراہان کی

ایک میٹنگ بلانی پڑی جس میں فیصلہ لیا گیا کہ اب دنیا میں سونے کے دو بازار (Two Markets of Gold) کام کریں اور امریکہ کو اسے بادل ناخواستہ ماننا پڑا۔

(۳) 1970: اگلے دو سالوں میں امریکہ کی مالی حالت مزید ابتر ہوگئی اور اس کے ادائیگی خسارے (Payments Deficit) میں تاریخ کا سب سے بڑا اضافہ ہوگیا۔ اب امریکہ تیزی سے مقروض ہونے لگا۔

(۴) 1971: امریکہ کے ذمہ واجب الادا قرضوں کی حالت یہ ہوگئی کہ امریکہ کو جرمنی کو مجبوراً اجازت دینی پڑی کہ ڈوئچے مارک کی قیمت میں ڈالر (US Dollar) کے مقابلے میں اضافہ (Floating upward) کردے۔

(۵) 1971: امریکہ کے اس فیصلہ نے امریکہ کے لئے ایک مالی بحران پیدا کردیا۔ چنانچہ ڈالر کی حالت اتنی خراب ہوگئی کہ امریکہ کو مجبور ہو کر ڈالر کے سونے میں تبادلہ کو معطل (Suspension of Convertibility of Dollar into Gold) کرنا پڑا۔

(۶) 1971: اس بگڑی ہوئی صورت حال کو سنبھالنے کے لئے امریکہ کو دسمبر 1971 کو (Smithsonian Agreement) مجبوراً تسلیم کرلینا پڑا جس کے تحت (Realignment of Exchange Rate) کیا گیا۔ اس طرح سونے کے مقابلے میں ڈالر Devalue ہوگیا۔

(۷) 1973: امریکہ کی مالی صورتِ حال مسلسل بگڑتی گئی۔ 1973 آتے آتے امریکہ کی صورتِ حال کرنٹ اکاونٹ میں ادائیگی

(Balance of Payment on Current Account) کے حوالے سے
مزید خراب ہوگئی۔ چنانچہ ٹھیک ایسے موقع پر کوکبی مقتدرہ نے ایک
نئے (International Monetary System) کو جاری کیا اس
طرح Bretton Wood System کا خاتمہ ہوگیا اور ایک نیا مالی نظام
نافذالعمل ہوگیا۔ اس کے تحت لچک دار تبادلہ شرح (Flexible Exchange
Rate) نافذ کیا گیا اور امریکہ کو اسے مجبوراً قبول کرنا پڑا۔

(۸) 1973:1973 سے ایک عالمی بحران کا آغاز ہوا۔ اگرچہ اس کا آغاز مشرق
وسطیٰ سے ہوا لیکن اس کا سب سے زیادہ فائدہ کوکبی مقتدرہ کو ہوا۔ تیل پیدا کرنے
والے ملکوں کے فیصلہ نے تیل کا بحران (Oil Crisis) پیدا کردیا۔ تیل پیدا
کرنے والے ملکوں بالخصوص عربوں کا یہ عمل صرف سیاسی یا جذباتی تھا جس کا خود
عربوں کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ بلاشبہ کوکبی مقتدرہ کے مالیاتی ادارے نئی آمدنی
سے شکم سیر ضرور ہوگئے۔ امریکہ کی حالت مزید ابتر ہوگئی۔

(۹) 1982:1982 میں کوکبی مقتدرہ نے ساری دنیا میں Recession لادیا۔

(۱۰) 1984:1984 میں دنیا کی مالی تاریخ میں ایک عجوبہ وقوع پزیر ہوا۔ آج تک
یہ بات معمہ ہے کہ 1984 میں امریکہ کی معشیت اچانک اور بلا سبب
بہتری (Recovery) کی طرف آگئی ہر چند کہ ڈالر کی قیمت میں اضافہ ہورہا تھا۔

(۱۱) 1984: پھر دیکھتے دیکھتے اچانک دوسرا عجوبہ وقوع پزیر ہونے لگا۔ امریکہ کی
معشیت اچانک پھر دھسنے لگی جس کا ساری دنیا پر اثر پڑنے لگا۔

(۱۲) 1985: ڈالر کی قیمت مسلسل گرنے لگی اور روکنے کی تدبیر کے باوجود اس کا

گرنا جاری رہا۔ ڈالر کی قیمت ہر تدبیر کے باوجود گرتی چلی گئی۔ یہاں تک
کہ 1988 آگیا۔ ادھر تب تک سوویت یونین کا انہدام آخری مرحلہ تک پہنچ چکا
تھا اور ادھر امریکی زمین انہدام کے لئے پوری طرح تیار ہوچکی تھی۔

(۱۳) 1987:1987 میں ساری دنیا میں مالی بحران پیدا ہوگیا۔ ادھر ڈالر کی قیمت
تھی کہ مسلسل گھٹ رہی تھی۔

(۱۴) 1960:2004 سے ڈالر مسلسل کمزور ہوتا جارہا ہے۔ ڈالر کی قیمت مسلسل
گرتی جارہی ہے۔ چنانچہ دسمبر 2004 آتے آتے اس کی صورت ابتر ہوچکی ہے۔

جریدہ اکانومسٹ:

Economist: Special Report: The Future of the Dollar; The Passing of the Buck December 4, 2004)

لکھتا ہے:

"This Combinations of events has led some economists to ponder the once unthinkable: might the dollar lose its Reserve Currency Status?"

ترجمہ: حوادث کے مجموعہ نے بعض ماہرین معاشیات کو ایک ایسی بات کے
سوچنے پر مجبور کر دیا ہے جس کا کبھی تصور کرنا بھی محال تھا: کیا
ڈالر (Reserve Currency Status) کھو چکا ہے؟۔

اس صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے وہ مزید لکھتا ہے:

"Where the dollar has failed is as a store of value. Since 1960 the dollar has fallen by around

two-thirds against the Euro (using Germany's Currency as a proxy before 1999) and the Yen...... Never before has the guardian of the world's main reserve currency been its biggest debtor. And a debtor may be tempted to use devaluation to reduce its external deficit-hardly a desirable property for reserve currency."

ترجمہ: ڈالر جہاں ناکام ہوگیا ہے وہ ہے بحیثیت مخزن قدر۔ 1960 سے ڈالر مسلسل گر رہا ہے۔ اس کی گراوٹ یورو (Euro) اور ین (Yen) کے مقابلے میں ہے ـــــــــ اس سے پہلے کبھی بھی عالمی قدر کے مخزن کا نگراں خود سب سے بڑا مقروض نہیں تھا۔

گویا تاریخ کا مسلسل جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ کوبی مقتدرہ نے 1960 سے لے کر اب تک امریکہ کی اقتصادیات کو پوری طرح کھوکھلا کر دیا ہے۔ (مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں):

(1) OECD's Economic Outlook, 2004.

(2) The Economist: January 1, 2005: "In Search of Golden Egg" & "Further to Fall".

(۳) غیر شمار کردہ معیشت: (Unaccounted-Budgeted-Economy)

امریکہ بنیادی طور پر دو طرح کی معیشت پر ایستادہ رہا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کی معیشت کا بجٹ ظاہر اور زیر شمار ہوتا ہے جب کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ: شاکلہ کی

معیشت لامعلوم اور مخفی اور ہر طرح کی شماریات سے پرے ہوتی ہے۔ 1960 کے بعد ریاستہائے متحدہ امریکہ: شاکلہ کی لامعلوم اور مخفی معیشت امریکہ سے غائب ہونے لگی جس نے پورے ملک میں لا معلوم، ناقابلِ گرفت اور ناقابلِ فہم عدم استحکام پیدا کر دیا ہے۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(Chris Sanders & Catherine Austin Fitts: The Black Budget of The United States: The Engine of a "Negative Return Economy", World Affairs, Vol. 8, No. 2).

(۴) کوبی مقتدرہ کے ذریعہ ریاستہائے متحدہ امریکہ پر تازہ ترین حملہ جو دراصل 1960 میں MNC's کی نئی فوج کے میدان میں لانے کے بعد اس نوعیت کا دوسرا سب سے بڑا حملہ ہے ایک نئے طریقہ سے کیا گیا ہے جسے موجودہ عہد کی اصطلاح میں (Off-Shore-Outsourcing) کہا جاتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ (Off-Shore-Outsourcing) کا حملہ امریکہ کے لئے Coup-de-Grace ثابت ہوگا۔ اب ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ امریکہ زیادہ دیر تک مزاحمت نہیں کر سکتا۔ ان تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

Daniel W. Drezner: The Outsourcing Bogeyman" in Foreign Affairs May/June, 2004.

(۲۴) علمی و تکنیکی انحطاط / انہدام)

(Scientific & Technological Disruption)

(۱) 25 مئی 1961ء کو صدر کینیڈی کے خطاب "Urgent National Need"

سے بھڑ کر امریکہ کے خلاف کوبی مقتدرہ کی وہ خوف ناک جنگ شروع ہوگئی جس کا مقصد کوبی مقتدرہ کے ذریعہ جلد از جلد ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کو علمی اور تکنیکی طور پر ڈھا کر اور منہدم کر کے کھنڈر میں تبدیل کر دینا تھا۔ چنانچہ چار مرحلوں میں علمی و تکنیکی انحطاط یا انہدام (Disruption) کا منصوبہ پورا کیا جانے لگا۔ یہ چار طریقے درج ذیل ہیں:

(۱) امریکہ میں واقع اعلیٰ ترین کوبی علمی و تکنیکی اداروں کو ختم کر دینا اور ان کے تعاون سے امریکی اداروں کو محروم کر دینا۔

(۲) کوبی مقتدرہ کے ذریعہ امریکی کانگریس کے دونوں ایوانوں پر دباؤ ڈال کر امریکی اعلیٰ ترین علمی و تکنیکی اداروں کو مالی تنگی میں مبتلا کر دینا اور ان کے لئے قلیل مالی بجٹ کی منظوری دینا۔

(۳) کوبی مقتدرہ کے معاشی اور صنعتی اداروں کے ذریعہ خالص امریکی اعلیٰ ترین تکنیکی تحقیقی اداروں کو ملنے والے تعاون کو ختم کر دینا۔

(۴) ان سب رکاوٹوں کے باوجود جاری رکھے جانے والے کاموں کو تخریبی اور دیگر ذرائع سے سبوتاژ کرنا۔

(۲) ریاستہائے متحدہ امریکہ میں 1961 کے مابعد اعلیٰ ترین علمی و تکنیکی انحطاط یا انہدام درج ذیل ہیں:

(۱) جیٹ پروپلسن لیبورٹری (Jet Propulsion Laboratory) کا انحطاط اور انہدام۔

(۲) کیلیفورنیا انسٹیٹیوٹ آف ٹکنالوجی (Caltech) کا انحطاط اور انہدام۔

(۳) ناسا (NASA) کا انحطاط اور انہدام۔

ان اداروں کے انحطاط اور انہدام کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Clayton R. Koppes: JPL And The American Space Programme: Yale University Press: New Haven, 1982.

(2) Carl Sagan: Pale Blue Dot: A vision of the Human Future in Space, Random House Inc., 1994.

(3) Victor K. McElheny: Watson and DNA: Making A Scientific Revolution: Perseus Publication, New York, 2003.

(۴) گزشتہ چالیس سالوں کے دوران امریکہ کے تقریباً تمام اعلیٰ ترین علمی اور تکنیکی ادارے منہدم کر دیئے گئے ہیں۔ وہاں تکنیکی انحطاط کا آخری دور شروع ہو چکا ہے۔ کوبی مقتدرہ کے بعض شعبے امریکہ کو شدید ذہنی تناؤ میں مبتلا کرنے اور رکھنے کے لئے پرائیوٹ مہم جوئی کر رہے ہیں۔ مثلاً گزشتہ ایک سال میں خلا میں جانے کی پرائیوٹ کوشش۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Carl Franklin: Why Innovation Fails: Spiro Press, London, 2003.

(2) Banking on Technology: The Economist Technology Quarterly, The Economist 6th September, 2003.

(۴) کوبکی مقتدرہ کے ذریعہ گزشتہ چالیس سالوں میں امریکہ کے علمی اور تکنیکی انحطاط اور انہدام کا کام اتنا آگے بڑھ چکا ہے اور امریکہ اس قدر پس ماندہ بنا دیا گیا ہے کہ کوبکی مقتدرہ اب دوسرے مرحلے میں ان امور کو امریکی عوام کی نظروں میں معاشرتی اور عوامی مسئلہ بنا کر پوری امریکی قوم کو ذہنی تشنج میں مبتلا کر دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کا حالیہ مظاہرہ 2004 میں اس وقت ہوا جب امریکہ میں انتخابات ہونے جارہے تھے۔ عالمی طور پر شہرت یافتہ اور فی الواقع کوبکی مقتدرہ کے دو علمی ستون ـــــ دو اعلیٰ ترین سائنس جریدوں ـــــ

(۱) نیچر (Nature) ـــــ اور

(۲) سائنس (Science) ـــــ

نے بالترتیب 15 اور 20 سوالات کے ذریعہ امریکی صدارت کے حالیہ امیدواروں کے توسط سے امریکی عوام کو اس علمی اور تکنیکی انہدام کے تناظر میں ہیجان اور تشنج میں مبتلا کرنے کی کوشش کی۔

یہی کام ایک اور شہرت یافتہ پریشر گروپ (Pressure Group) ـــــ یونین آف کن سرنڈ سائنٹسٹس (Union of Concerned Scientists) مسلسل کرتا آرہا ہے۔

(۲۵) تنفیذی اور انتظامی انحطاط/انہدام

(Administrative & Bureaucratic Disruption)

(۱) کوبکی مقتدرہ کے ذریعہ دنیا کو بالواسطہ اور بلاواسطہ پوری شدت سے باور کرایا جارہا ہے کہ امریکہ اب ایک پس ماندہ ملک ہو چکا ہے۔ وہاں تنفیذی اور انتظامی

انحطاط اپنے عروج پر ہیں اور اب امریکہ اس حوالے سے قابلِ اعتماد نہیں رہا۔ 1963 سے کوبکی مقتدرہ کے ذریعہ امریکہ کو تنفیذی اور انتظامی طور پر منہدم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ عمل نہ صرف اندرونی اور حقیقی طور پر ہو رہا ہے بلکہ اب اس کا خوب خوب پروپیگنڈہ کیا جانے لگا ہے۔ امریکی تاریخ میں درج ذیل بحران اسی کی علامت ہیں:

(۱) واٹر گیٹ اسکینڈل **(Watergate Scandal)**

(۲) ٹاور کمیشن معاملہ **(Tower Commission Affair)**

(۲) ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے جس صدر نے کوبکی مقتدرہ کی تنفیذی اور انتظامی انہدام کو روکنے یا انہدام کی مزاحمت کرنے کی کوشش کی اس کے خلاف کوبکی مقتدرہ نے زبردست مہم جوئی کی تاکہ اس کے دور میں تنفیذی اور انتظامی انحطاط کو زیادہ سے زیادہ ابھار کر پیش کیا جائے۔ چنانچہ ریگن، جارج۔ ایچ۔ ڈبلیو بش، کلنٹن اور جارج ڈبلیو بش اس اعتبار سے سرفہرست ہیں۔ حالیہ دنوں میں شائع ہونے والے مندرجہ ذیل چند مطبوعات کا جو شخص بھی دقیق مطالعہ کرے گا وہ اس نکتہ کو بخوبی پا جائے گا:

(1) The Complete Investigation: The 9/11 Report: The National Commission on Terrorist Attacks Upon the United States: Saint Martin's Press, August 2004.

(2) Richard A. Clarke: Against All Enemies: Simon & Schuster, New York, 2004.

(3) Seymour M. Hersh: Chain of Command: The Road From 9/11 To Abu Graib: Harper Collins Publishers, New York, 2004.

(۳) کوبکی مقتدرہ اس نکتے کو واضح کرنے کے لئے کچھ دوسرے ذرائع بھی استعمال کرتا رہا ہے جنہیں خفیہ بالواسطہ ذرائع کہا جاسکتا ہے۔حالیہ دنوں میں استعمال کئے گئے ان بالواسطہ ذرائع میں دو قابلِ ذکر ہیں:

(۱) جنگ عراق سے قبل اسرائیل کی IDF کے ذریعہ امریکی فوجوں کو تربیت دینے کی تشہیر کرنا۔

اس کے ذریعہ دراصل دنیا کو اور بالخصوص امریکی عوام کو نفسیاتی طور پر باور کرایا جارہا ہے کہ امریکی فوج اب اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے دوسرے درجہ کی فوج بن کر رہ گئی ہے اور اسے اسرائیلی IDF تربیت دیتے ہیں۔

(۲) حالیہ عراق مہم کے دوران متعدد موقعوں پر برطانوی فوجوں کا ان علاقوں کا کمانڈ اپنے ہاتھوں میں لے لینا جہاں امریکی فوجیں بظاہر ناکام ہوگئیں یا انھیں سخت مزاحمت کا سامنا ہوا:

یہ عمل بھی مذکور عمل کی طرح ہی امریکی فوجوں کو دوسرے درجہ کی فوج ثابت کرنے کی ایک بالواسطہ کوشش ہے۔

(۳) کوبکی مقتدرہ کے ذریعہ دنیا میں اس بات کی تشہیر کی جاتی کہ سراغ رسانی کے حوالے سے امریکہ اب ایک پس ماندہ ملک بن کر رہ گیا ہے:

چنانچہ گزشتہ کئی سالوں سے اس بات کو زیادہ سے زیادہ ابھارنے کی کوشش کی

جاری ہے کہ امریکہ سراغ رسانی کے حوالے سے پس ماندہ اور ناکام ہے۔

(۴) آپریشن کے منصوبوں کو زیر تعمیل لانے میں پس ماندگی:

کوبکی مقتدرہ کے ذریعہ اس بات کو زیادہ سے زیادہ ابھارا جارہا ہے کہ امریکہ کسی مہم (Expedition or Operation) پر اپنی تنفیذی اور انتظامی عدم صلاحیت یا زوال صلاحیت کی وجہ سے عمل کرنے اور اسے کامیاب کرنے کی قوت و صلاحیت سے محروم ہو چکا ہے۔

(1) Peter G. Peterson: Running On Empty: How the Democratic And Republican Parties Are Bankrupting Our Future And What Americans Can Do About It: Farrar, Straus, and Giroux, 2004.

(2) Eliot A. Cohen: History And the Hyperpower: Foreign Affairs: July/August, 2004.

(۲۶) سیاسی انحطاط/انہدام (Political Disruption):

کوبکی مقتدرہ کے سامنے زیادہ مزاحمت کرنے والے ادوار میں جیسا کہ صدر جارج ایچ ڈبلیو بش سے جارج ڈبلیو بش تک واضح طور پر دیکھا گیا کہ اس بات کو باور کرانے کی کوشش کی جاری ہے کہ امریکہ اب کسی تیسری دنیا کے ملک کی طرح سیاسی انحطاط کا شکار ہو چکا ہے مثلاً اب وہاں انتخابی دھاندلیاں ہوتی ہیں۔اور ان انتخابی دھاندلیوں سے توقعات، امیدوں اور اندازوں سے یکسر مختلف نتائج سامنے آنے لگے ہیں۔چنانچہ حالیہ انتخابات کے موقع پر بھی

اوراس سے زیادہ گزشتہ انتخاب (2000) کے موقع پر ایسا کیا گیا۔ حالیہ انتخابات کے نتائج آنے کے بعد تو یہاں تک باور کرایا جانے لگا کہ ملک دو ٹکڑوں میں عمودی (Vertically) طور پر منقسم ہو چکا ہے اور یہ کہ ایسا ہونا ایک خطرناک بات ہے اور ایک قومی مفاہمت (National Reconciliation) کی اشد ضرورت ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:

(1) Timothy Garten Ash: American Blues: The Guardian November 19, 2004.

یہودی۔عیسائی اختلاف

(۱) کوبکی مقتدرہ کے اہداف کی تکمیل کے حوالے سے ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ عدم موافقت، نافرمانی، اور سرتابی کی غیر معمولی مثال بنتا جارہا ہے۔ اور کوبکی مقتدرہ کے غصہ کا مورد۔ عین ممکن ہے کہ اس کا تعلق آنے والے دنوں میں کوبکی مقتدرہ کے امریکہ: نیم شاکلہ کے حوالے سے زیادہ وسیع الاطراف اور انہدام کرانے کے ارادے سے ہو۔

(۲) کوبکی مقتدرہ سے عدم موافقت کی یہ موجودہ روش 1989! سے شروع ہوتی معلوم ہوتی ہے۔ اس عاجز کے تجزیہ کے مطابق اس کے کم از کم درج ذیل دو اسباب ہو سکتے ہیں:

(۱) ویٹکن عنصر (Vatican Factor): ویٹیکن عنصر سے مراد ساری دنیا اور بالخصوص امریکہ کے حوالے سے پوپ جان پال دوم (-1978) کی تاریخی تفکیر، تدبیر اور اس کی تعمیل ہے۔

(۲) بُش عنصر (Bush Factor): بُش عنصر سے مراد بنیادی طور پر جارج ہر برٹ والکر بُش (پیدائش 12 June, 1924) کی تاریخی مدبرانہ تدبیر اور اس کی تعمیل ہے۔

(۳) وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کوبکی مقتدرہ سے ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کی پالیسیاں درج ذیل عنوانات کے تحت زیادہ مختلف اور بسا اوقات متصادم ہوتی جارہی ہیں:

(۱)	چینی پالیسی	Chinese Policy

Central Asia Policy	وسطی ایشیا پالیسی	(۲)
Middle East Policy	مشرق وسطی پالیسی	(۳)
Space Policy	خلائی پالیسی	(۴)
Economic/Financial Policy	معاشی/مالی پالیسی	(۵)
Anti-Terrorism Policy	دہشت گردی مخالف پالیسی	(۶)

(۴) کوبی مقتدرہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے مابین اندرونی Fault-Line اوراس کے حقیقی تناؤ کے سمجھنے میں اس عاجز کے نزدیک بہت سے موانع ہیں: مثلاً عالم اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف امریکہ کی گزشتہ 15 سالوں میں کی گئی کارروائیوں کا "مطلق جائزہ"۔

چنانچہ گزشتہ 15 سالوں میں امریکی کارروائیاں کا مطلق جائزہ عام طور اس نتیجہ تک پہنچاتا ہے کہ امریکہ نے عالم اسلام اور امت مسلمہ کو تباہ و برباد کرنے کی دانستہ کوشش کی۔ لیکن حالیہ دنوں میں یقیناً کچھ باتیں ایسی کھل کر سامنے آئی ہیں جو دیگر طریقوں سے بھی حقیقی صورتِ حال کو سمجھنے کی ضرورت کا شدت سے احساس دلاتی ہیں۔ مثلاً کسی ایسے جائزہ کو چار کسوٹیوں پر پرکھ کر۔ یہ چار کسوٹیاں درج ذیل ہیں:

(۱) عالم اسلام اور امتِ مسلمہ کے خلاف کوبی مقتدرہ نے ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کو کس ہدف تک جانے کے لئے مجبور کیا؟

(۲) کیا اس ہدف تک جانے کے لئے ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے پاس قوت، صلاحیت اور مواقع تھے؟

(۳) کیا کوبی مقتدرہ کے ذریعہ متعین کردہ اس ہدف تک ریاستہائے متحدہ

امریکہ: نیم شاکلہ گیا؟ اصل متعینہ ہدف اور پورا کردہ ہدف کا درمیانی فاصلہ کتنا باقی رہا؟

(۴) اصلی ہدف تک نہ پہنچنے کے اصلی اسباب و علل کیا تھے؟

(۵) اس حوالے سے جب واقعات و حوادث پر غور کیا جاتا ہے تو درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

(۱) کوبی مقتدرہ نے عالم اسلام اور ربتِ مسلمہ کے خلاف جو اہداف رکھے وہ نہایت بڑے، خطرناک، تباہ کن اور متعین تھے۔

(۲) ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے پاس وہ ساری قوت اور صلاحیت تھی جس سے وہ متعین اہداف پورے ہو سکتے تھے۔ خواہ امریکہ کے ذریعہ ایسا کرنے سے امتِ مسلمہ پر روئے ارض پر قیامتِ صغریٰ برپا ہو جاتی اور امت ناقابلِ بیان جانی اور مالی صدمات سے دوچار ہو جاتی۔

(۳) ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کوبی مقتدرہ کے نزدیک مایوس کرنے کی حد تک متعین اہداف کو پورا کرنے میں ناکام ہوا۔ یعنی جو کچھ پورا کیا گیا وہ اصل ہدف سے بہت کم تھا اور کوبی مقتدرہ کو سخت مایوس کرنے والا تھا۔

(۴) ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے نزدیک اصل ہدف سے بہت کم پورا کرنے کے متعدد اسباب تھے لیکن جو بات سب سے زیادہ چونکانے والی سامنے آتی ہے وہ ہے: ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے اعلیٰ ترین ذمہ دار کی اصل ہدف تک جانے کے حوالے سے جھجک، عدم آمادگی اور نیم دلانہ کوشش جسے کوبی مقتدرہ نے امریکہ کی صریح ناکامی اور نااہلیت قرار دیا حتی کہ بعض اوقات سازش

اور سانٹھ گانٹھ کی حد تک مجرمانہ عمل۔حالیہ دنوں میں سامنے آنے والی چند ڈاکومینٹری فلمیں اور کتابیں اس پر غور وفکر کی دعوت دیتی ہیں: مثلاً

(1) BBC: World Service: Documentary on the 10th Anniversary of Gulf War-I.

(2) Bob Woodward: Bush At War: Simon & Schuster, New York, 2002.

(3) Bob Woodward: Plan of Attack: Simon & Schuster, New York, 2004.

(4) The Complete Investigation: The 9/11 Report: The National Commission on Terrorist Attacks Upon the United States: Saint Martin's Press, August 2004.

(5) Richard A. Clarke: Against All Enemies: Simon & Schuster, New York, 2004.

(6) Seymour M. Hersh: Chain of Command: Harper Collins Publishers, New York, 2004.

(7) Craig Unger: House of Bush, House of Saud: The Secret Relationship Between the World's Two Most Powerful Dynasties: Scribner, 2004.

(8) Steve Coll: Ghost Wars: The Secret History of

the CIA, Afghanistan, and Ben Laden. From the Soviet Invasion to September 10, 2001: Penguin Press; 2004.

(9) Bernard Lewis: What Went Wrong? Oxford University Press, 2002.

(10) Bernard Lewis: The Crisis of Islam: The Modern Library, New York, 2003.

(11) Samuel P. Huntington: Who Are We? America's Great Debate: Penguin Books, 2004.

(12) Stefan Halper & Jonathan Clarke: America Alone: The New Conservatives and the Global Order: Cambridge University Press, 2004.

(13) George Soros: The Bubble of American Supremacy: Correcting the Misuse of American Power: Pheonix, United Kingdom, 2004.

(۵) کوبکی مقتدرہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے مابین دوری اور کشاکش بڑھتی جارہی ہے جس کے درج ذیل اسباب معلوم ہوتے ہیں:

(ا) خلائی پروگرام کا آغاز: جارج ڈبلیو بش نے 4 جنوری 2004 میں نئے خلائی پروگرام کا آغاز کردیا ہے۔

اندرون کی کشمکش کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Martian Health Threat: Science: Dec, 2004.

(2) Seth Shostak: Checking Martian Health Threat: The Guardian, December 8, 2004.

(3) B.I. Koerner: NASA's Germbuster: Wired, December 12, 2004, P.229.

(۲) انتخابات میں کامیابی: جارج ڈبلیو بش نے نومبر 2004 کے انتخابات میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔

(۳) امریکی یک طرفگی: جارج ڈبلیو۔ ایچ۔ بش (پیدائش 12 June, 1924) نے پہلی بار جنگ خلیج اول (1991) کا 100 گھنٹوں میں خاتمہ کرکے علانیہ طور پر اور اپنے پہلے دور صدارت (2000-2004) کے ابتدائی سات مہینوں میں جارج ڈبلیو بش (پیدائش 6 July, 1946) نے عراق پر حملہ کرنے سے گریز کرکے ــــ اس پالیسی کا اتباع کرتے ہوئے ــــ امریکی یک طرفگی (Unilateralism) کا مظاہرہ کیا۔ یہ بات کوکبی مقتدرہ کو دراصل براہِ راست چیلنج دینے کے مترادف تسلیم کی گئی۔ دنیا کی غالب طاقتوں کی جانب سے یک طرفگی (Unilateralism) کوئی نئی شئے ہے اور نہ معیوب۔ غالب طاقتوں کی یک طرفگی (Unilateralism) ہو یا ہمہ طرفگی (Multilateralism) دونوں بہرصورت موقع کی مناسبت سے استعمال ہونے والے ہتھیار ہیں۔ کمزور اقوام ہمیشہ نقصان (Receiving End) میں رہے ہیں۔ جہاں تک کوکبی مقتدرہ کا سوال ہے اس نے تو ان دونوں اصولوں کو باضابطہ قانون کی شکل دے دی ہے جس کی سب سے اچھی مثال سلامتی کاونسل ہے۔ کوئی قرارداد کثرتِ رائے سے یا

اتفاق رائے سے پاس ہو جائے تو ہمہ طرفگی (Multilateralism) ہے۔ ورنہ بڑے سے بڑے ظلم کے خلاف کارروائی کی بات تو دور رہی محض مذمتی قرارداد بھی ویٹو کے ذریعہ روک دی جائے یہ یک طرفگی (Unilateralism) ہے اور یہ دونوں ازروئے قانون درست قرار دیئے گئے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج کوکبی مقتدرہ کو امریکی یک طرفگی بری کیوں لگ رہی ہے؟

دراصل اس کی کنہ یک طرفگی (Unilateralism) میں نہیں بلکہ (Totalitarianism) میں پوشیدہ ہے۔ یہ وہ شے ہے جس سے کوکبی مقتدرہ کو ہمیشہ خوف رہا ہے۔

تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Hannah Arendt: The Totalitarianism: Harcourt, Brace & World, New York, 1968.

اب پہلی بار کوکبی مقتدرہ کو امریکی یک طرفگی (Unilateralism) میں عیسائی ٹوٹلی ٹیریزم (Christian Totalitarianism) کا زہر پھیلتا محسوس ہو رہا ہے۔

مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:

(1) Bob Woodward: Plan of Attack: Simon & Schuster, New York, 2004, Page No. 9.

(2) Felipe Fernandez-Armesto: Millennium: Black Swan, 1996, Page No. 695-710.

(3) Timothy Garton Ash: American Blues: The

Guardian, November 19, 2004.

(۶) کوبکی مقتدرہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے مابین روز بروز بڑھتی کشاکش کا اظہار اس فیصلہ سے بھی ہوتا ہے جو 25 اکتوبر 2004 کو لیا گیا۔ 25 اکتوبر 2004 میں بالآخر کوبکی مقتدرہ نے اپنے چلے آرہے مرکز اصلی یعنی ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ اور نئے مرکز اصلی یعنی چین اور نئے یوروپ کے مابین پہلا اسٹریٹجک تقسیم یا الگاؤ (Strategic Division or Seperation) کا باضابطہ فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ امریکہ کے زیر انتظام گلوبل پوزیشننگ سسٹم (Global Positioning System(GPS)) کے متوازی نیا گلوبل پوزیشننگ سسٹم گیلیلیو (Galileo) قائم کردیا گیا ہے اور چین اور نئے یوروپ کو اس میں باہم مدغم (Club) کردیا گیا ہے۔

(۷) طویل مدتی منصوبہ بندی کی چوتھی شق کے تحت یہودیت۔عیسائیت معرکہ آرائی کو اسلام۔عیسائیت معرکہ آرائی میں بدلنے کے حوالے سے کوبکی مقتدرہ کے ذریعہ درج ذیل ٹھوس اقدامات ہوئے۔ یہ بات جداگانہ ہے کہ ان میں بعض پوری طرح ناکام ہوگئے اور بعض جزوی طور پر کامیاب ہوسکے:

(۱) سوویت یونین۔افغانستان جنگ برائے عیسائیت۔اسلام معرکہ آرائی۔

(۲) امریکہ۔امتِ مسلمہ جنگ برائے عیسائیت۔اسلام معرکہ آرائی جس کے تحت:

(۱) جنگ خلیج اوّل 1990-91

(۲) 9/11 ورلڈ ٹریڈ سینٹر (WTC)، پنٹاگن اور وہائٹ ہاؤس پر مبینہ حملہ

(۳) امریکہ۔افغانستان جنگ (-2001)

(۴) امریکہ۔عراق جنگ (-2003)

(۳) بظاہر مسلمان ترک باشندہ محمد علی آغا (Mehmat Ali Agea) کے ذریعہ پوپ جان پال II پر 13 مئی 1981 کو ناکام قاتلانہ حملہ کرانا ـــــ۔

(۴) بابری مسجد کا 6 دسمبر 1992 کو انہدام ـــــ برائے ہندومت ـــــ اسلام معرکہ آرائی۔

دجّالی کمانڈ

(۱) کوکبی مقتدرہ روئے ارض پر اور ماوراء ارض میں جس قوت قاہرہ کا حامل ہو چکا ہے اس کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ یہی قوت قاہرہ اور اس کے تحت حاصل کردہ یا وضع کردہ اسلحے، مورچے اور سہولیات (Facilities) جو زمین اور زمین کے باہر خلاء بسیط میں پھیلے ہوئے ہیں آئندہ دجالی کمانڈ اینڈ کنٹرول (Dajjalian Command & Control) کی شکل اختیار کرلیں گے۔ ظاہر ہے یہ قوت قاہرہ محض انسانوں سے لڑنے کے لئے حاصل نہیں کی گئی ہے بلکہ تمام مطیع رب مخلوقات بالخصوص اہلِ ایمان، ملائکہ بلکہ خود اللہ رب العالمین سے لڑنے کے لئے وضع کی گئی ہے اس لئے ان کی صورت اور طاقت کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ تاہم ذیل میں اس کمانڈ اینڈ کنٹرول کی ظاہر ہونے والی ممکنہ صورت سے متعلق چند باتیں درج کی جاتی ہیں:

(۲) یہ بات باخبر لوگوں کو معلوم ہے کہ کوکبی مقتدرہ کے لئے سب سے زیادہ فکر مند کرنے والی چیز توانائی کا منبع (Energy Source) رہی ہے۔ ان کی ہمیشہ سے یہ خواہش اور کوشش رہی کہ ان کو کوئی ایسا توانائی کا منبع ہاتھ آجائے جو اس زمین سے اور اس کی ضرورت سے انہیں بے نیاز کردے۔

گزشتہ چالیس سالوں میں ظاہر ہونے والے بعض قرائن سے ایسا لگتا ہے کہ انہیں توانائی کا کوئی ایسا منبع ہاتھ آگیا ہے خواہ ابھی اسے پوری طرح قابلِ عمل بنانے اور زیرِ استعمال لانے

میں انہیں کچھ وقت لگے گا۔ کوکبی مقتدرہ اسے توانائی کا نیا منبع (New Energy Source) کا نام دیتا ہے۔

(۳) کوکبی مقتدرہ کا دجالی کمانڈ اور کنٹرول (Dajjalian Command & Control) درج ذیل شعبوں پر مشتمل ہوگا جسے وہ قائم کرچکے ہیں:

(۱)	ارضی کمانڈ اور کنٹرول	Territorial Command & Control
(۲)	بحری کمانڈ اور کنٹرول	Naval Command & Control
(۳)	فضائی کمانڈ اور کنٹرول	Aerial Command & Control
(۴)	زیرارضی کمانڈ اور کنٹرول	Sub-Terranean Command & Control
(۵)	زیربحری کمانڈ اور کنٹرول	Sea-Bed Command & Control
(۶)	خلائی کمانڈ اور کنٹرول	Space Command & Control
(۷)	قمری کمانڈ اور کنٹرول	Lunar Command & Control
(۸)	بین سیارگانی کمانڈ اور کنٹرول	Inter-Planetary Command & Control
(۹)	بین ستارگانی کمانڈ اور کنٹرول	Inter-Stellar Command & Control
(۱۰)	بین کہکشانی کمانڈ اور کنٹرول	Inter-Galactic Command & Control

(۴) کوکبی مقتدرہ کے ذریعہ قائم کردہ قمری، بین سیارگانی، بین ستارگانی اور بین کہکشانی کمانڈ اور کنٹرول (Lunar, Inter-Planetary, Inter-Steller and Inter-Galactic Command & Control) کے تحت تین امور کا ذکر ضروری ہے۔ یہ تین امور دراصل قائم کردہ تین پروجیکٹ ہیں: ساہا، یتی اور فوکل۔

(۵) ساہا پروجیکٹ (SAHA Project):

کوبی مقتدرہ کے ذریعہ ساہا پروجیکٹ دراصل قمری کمانڈ اینڈ کنٹرول کا دوسرا نام ہے۔
اس پروجیکٹ پر کوبی مقتدرہ کا کام بہت آگے جاچکا ہے۔

(۶) سیتی پروجیکٹ (SETI Project):

کوبی مقتدرہ کے ذریعہ چلایا جانے والا سیتی پروجیکٹ دراصل بین ستارگانی کمانڈ اور کنٹرول کا دوسرا نام ہے۔اس کمانڈ اور کنٹرول کے تعلق سے کوبی مقتدرہ کا کام بہت آگے جاچکا ہے۔

(۷) فوکل پروجیکٹ (FOCAL Project):

کوبی مقتدرہ کے ذریعہ چلایا جانے والا فوکل پروجیکٹ دراصل بین کہکشانی کمانڈ او رکنٹرول کا دوسرا نام ہے۔اس کمانڈ اور کنٹرول کے تعلق سے کوبی مقتدرہ نے ٹھوس اور عملی اقدامات کو بہت آگے بڑھالیا ہے۔

(۸) دجال اکبر کی آمد اور ملائکہ کے حملے کی صورت میں کوبی مقتدرہ کی تیاری:

جہاں ایک جانب کوبی مقتدرہ دجال اکبر کے لئے گوش برآواز اور نگاہیں فرش راہ کئے ہوئے ہے وہیں دوسری جانب وہ 1945 عیسوی سے واضح طور پر ملائکہ کے ذریعہ اپنے اوپر ہونے والے حملے کا شدید خطرہ محسوس کررہا ہے۔

کوبی مقتدرہ ان حوالوں سے بے حد حساس اور ہوشیار ہے۔اس تعلق سے کوبی مقتدرہ کے پاس دو بالکل مختلف پروگرام زیر تعمیل معلوم ہوتے ہیں:

(۱) دجال اکبر کو کس طرح:

(الف) قید سے آزاد کرالیا جائے؟

(ب) کس طرح اسے ملائکہ کی زد سے محفوظ رکھ کر زمین پر لایا جائے؟

(ج) خود آزاد ہو کر زمین پر آنے کی صورت میں اس کا کس طرح استقبال کیا جائے اور اس کے مشن میں شرکت کرنے کی اہلیت پیدا کی جائے؟

(۲) کسی مطیع رب العالمین غیر انسانی مخلوق/مخلوقات/ملائکہ کی جانب سے کوبی مقتدرہ پر ہونے والے حملوں کا کس طرح کامیابی سے مقابلہ کیا جائے؟

(۹) چنانچہ کوبی مقتدرہ نے حالیہ دنوں میں ان دونوں مقاصد تک کامیابی سے پہنچنے کے لئے ایک اعلیٰ ترین سات رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے جو اعلیٰ ترین مشاورتی کمیٹی کی طرح کام کرے گی اور پوری روئے زمین پر پھیلے کوبی مقتدرہ کے لاکھوں ماہرین کے مابین رابطہ (Liason) کا کام کرے گی۔اس کمیٹی کے ارکان درج ذیل ہیں:

(۱) جان گلینؔ (John Glenn): یہ پہلے امریکی شخص ہیں جنھوں نے خلاء میں زمین کا چکر لگایا۔

(۲) فرینک ڈریک (Frank Drake): ڈریک سائنسداں ہیں۔ ڈریک اکویشن (Drake Equation) کے خالق اور سیتی SETI پروجیکٹ کے روح رواں ہیں۔

(۳) ہال پُٹ ہُوف (Hal Puthoff): پٹ ہوف پاور پلانٹ انجینر اور سائنسداں ہیں۔صفر۔نقطہ قوت (Zero-Point Energy) یعنی کسی طبعی قانون (Physical Law) کی خلاف ورزی کئے بغیر کوانٹم خلاء (Quantum Vaccum) سے لامحدود توانائی حاصل کرنے کے ماہر ہیں۔

کوبی مقتدرہ کے نزدیک پٹ ہوف اس علم کے ماہر ہیں جس سے ملائکہ اپنے

کاموں کو کرنے کے لئے توانائی حاصل کرتے ہیں۔

(۴) شیلا ای ونڈ نال (Sheilla E. Windnall): ونڈ نال ایک خاتون ہیں ۔کوبی مقتدرہ کے نزدیک ونڈ نال ملائکہ کے ذریعہ استعمال کئے جانے والے ہتھیاروں کے علم کی ماہر ہیں۔

(۵) ننگ لی (NingLi): لی بھی ایک خاتون ہیں۔ وہ پروپلشن سسٹم (Propulsion System) کی ماہر ہیں۔انہوں نے اس نظریہ (تھیوری) کو دریافت کیا ہے جس کے تحت انسانوں کے ذریعہ روزانہ استعمال کردہ الیکٹرومیگنیٹک فورس (Electromagnetic Force) کا کشش ثقل (Gravity) کو زیر استعمال لانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کوبی مقتدرہ کے نزدیک لی ملائکہ کے ذریعہ استعمال کی جانے والی توانائی کے علم کی ماہر ہیں۔

(۶) کے ایرک ڈرکسلر (K. Eric Drexler): ڈرکسلر اسٹرکچرل سسٹم (Structural System) کے ماہر ہیں۔ وہ نانوٹکنالوجی (Nanotechnology) اور اسمارٹ مواد (Smart Material) کے علم کے ماہر ہیں۔کوبی مقتدرہ کے نزدیک ملائکہ جس ٹکنالوجی اور مواد سے بنائے گئے ہیں ڈرکسلر اس علم کے ماہر ہیں۔

(۷) جین گڈ ال (Jane Goodall): یہ ایک خاتون ہیں۔ یہ ابلاغ و ترسیل کی ماہر اور پرائمیٹولوجسٹ (Primatologist) ہیں وہ روئے ارض پر پائے جانے والے جانوروں۔ چرندوں، پرندوں، درندوں، مچھلیوں حتی کے حشرات

الارض سے بات چیت کرنے اوران کو پیغام دینے اوران سے پیغام لینے کی ماہر ہیں۔

(۱۰) سن 2003 کے وسط سے کوبی مقتدرہ نے امتِ مسلمہ کے خلاف کائنےٹک ہتھیاروں (Kinetic Weapons) کا استعمال کرتے ہوئے جس قوت قاہرہ اور ضربتِ دامرہ کا مظاہرہ کرنے کا آغاز کیا ہے وہ بے حد خطرناک اور خوفناک مضمرات وعواقب کا حامل ہے۔کوبی مقتدرہ کے ذریعہ اس قوت قاہرہ اور ضربت دامرہ کا مبینہ اظہار درج ذیل مواقع پر ہوا:

(۱) 26 دسمبر 2003: ایران کے مقام بام (Bam) میں آیا زلزلہ مبینہ طور پر کائنےٹک اسلحہ سے لایا گیا زلزلہ تھا جس میں امت کے تقریباً پچاس ہزار افراد کی ہلاکت ہوئی اور پورا شہر تباہ وبرباد ہوگیا۔

(۲) 6 فروری 2004: انڈونیشیا کے پاپوا (Papua) صوبہ میں کائنےٹک ہتھیاروں سے یکے بعد دیگرے متعدد بار لائے گئے زلزلوں سے غیر معمولی تباہی آئی جس میں بالخصوص شہر نبیرے (Nabire) تباہ ہوگیا۔

(۳) 7 فروری 2004: انڈونیشیا کے مغربی پاپوا (West Papua) صوبہ میں 7.1 درجہ پیمانے کے لائے گئے زلزلہ سے غیر معمولی نقصان ہوا اور جس نے پورے صوبے میں شدید تباہی مچادی۔

(۴) 18 فروری 2004: ایران میں تہران سے 650 کیلومیٹر مشرق میں نیشاپور کے اسٹیشن پر کھڑی ٹرین پر مبینہ طور پر کائنےٹک اسلحوں سے کئے گئے حملوں سے ہوئی تباہی جس میں تقریباً 20 کیلومیٹر تک ٹرین دوڑتی رہی ہے اور اس میں

دھماکے ہوتے رہے جس سے کثیر جانی اور مالی نقصانات ہوئے۔

(۵) 24 فروری 2004: مراکش کے مغربی ساحل کے قریب مبینہ طور پر کائنے ٹک اسلحوں سے لائے گئے زلزلہ سے ہونے والی تباہی جس میں امت کے ہزاروں افراد کی ہلاکت ہوئی اور کثیر مالی نقصانات ہوئے۔

(۶) 22 اپریل 2004: اس بات کا قوی امکان ہے کہ شمالی کوریا میں ریونگ چون (Ryongchon) میں ہونے والا ٹرین کا دھماکہ بھی مبینہ طور پر کائنے ٹک اسلحہ سے کیا گیا حملہ تھا۔

(۷) 24 جون 2004: اس بات کا قوی امکان ہے کہ جنوب مشرقی ایران میں زاہدان کے قریب کھڑے ٹینکروں اور دیگر گاڑیوں میں ہونے والا دھماکہ بھی کوکی مقتدرہ کے ذریعہ کائنے ٹک اسلحہ سے کیا گیا حملہ تھا جس میں شدید جانی نقصانات ہوئے۔

(۸) 26 دسمبر 2004: انڈونیشیا کے آچے (Aceh) صوبہ کے ساحل پر مبینہ طور پر کائنے ٹک اسلحے سے کیا گیا حملہ جس کے نتیجے میں پہلے 8.9 درجے کا زلزلہ آیا اور پھر سمندری لہریں (Tsunami) اٹھیں جس نے پورے بحر ہند کے سواحل پر عظیم جانی اور مالی تباہی مچادی۔ صرف انڈونیشیا کے صدفی صد مسلم آبادی کے علاقہ آچے (Aceh) میں دو لاکھ اموات ہوئیں اور پورا صوبہ تباہ و برباد ہوگیا۔ 26 دسمبر 2003 میں بام اور 26 دسمبر 2004 میں آچے میں آئے زلزلے قدرتی اتفاقات نہیں بلکہ کوکی کارروائی تھے۔

تدبیر و توجیہ۔ اوّل

منصبی ذمہ داری

(۱) امتِ مسلمہ کی موجودہ صورتِ حال اور اس کے سامنے پیدا ہو جانے والے خطرات کے حوالے سے ان تفصیلات کے تناظر میں درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) امت کی قیادت ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ـــــ نے میثاقِ مُحمّدی کو یکسر بھلا دیا، جس کے تحت ان کا فرض منصبی تھا اور ان کے تبع میں پوری امتِ مسلمہ کا کہ وہ دین کو قائم رکھتے، اس کی حفاظت کرتے، دین اللہ اور امتِ مسلمہ پر عارض ہونے والی ابلیسی۔دجالی قوت اور ان کی سازشوں کی مراقبت کرتے، ان کو آمادۂ فساد ہونے سے روکنے کے لئے استعداد کی ذمہ داری پوری کرتے اور ان مفاسد کے خلاف جہاد کرتے۔ لیکن تاریخ کا جائزہ اور آج پیدا ہونے والی صورت حال شاہد ہے کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس 'میثاق محمدی' کو یکسر پس پشت ڈال دیا اور دین کو مذہب بنا کر خود عملاً ابلیس اور دجال کے آلۂ کار ہو گئے یا کم از کم ان کے راستے میں مزاحم بننے کی جگہ انہیں راہ دے دی۔

(۲) بہر حال امت کی قیادت کو ان شاء اللہ اس کی جواب دہی عند اللہ کرنی ہے اور وہ علیم و خبیر سب کچھ دیکھ رہا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

(۳) اب 'میثاقِ مُحمّدی' کی ذمہ داری بہر حال نبی امی کے حوالے سے ''امیین'' یعنی عامۃ المسلمین پر باقی ہے۔ اور انھیں اس تعلق سے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔

(۴) "میثاقِ محمدیؐ" کی ذمہ داریوں کا احساس کرنا اوران کی سرانجام دہی امت کے کسی طبقے کے لئے مخصوص نہیں۔ یہ ذمہ داری بحیثیت امت ہر فرد پر عاید ہوتی ہے، لہٰذا امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی کما حقہ ادائیگی کے لئے کمر بستہ ہو جائے اور کوشاں ہو اور اسی ذمہ داری کی ادائیگی میں اپنی جان کھپادے۔

(۵) خلافتِ راشدہ کے بعد جب اس امت کو اس کی اصل راہ سے ہٹایا گیا تو اس میں ایسی قدریں داخل کی گئیں جنہوں نے بالآخر پوری امت کو مفلوج اور معطل محض بنا کر رکھ دیا۔ ان مفاسد میں سب سے خطرناک جرثومہ وہ تھا جس نے امت کے مزاج (Ethos) میں "کام چلاؤ پن" (Ad-hocism) پیدا کردیا۔ "کام چلاؤ پن" (Ad-hocism) کی بیماری کے درج ذیل علامتیں ہیں جو خلافت راشدہ کے بعد پوری مسلم تاریخ کا حصہ رہی ہیں:

(۱) امت کی قیادت ــــــ حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرے کا خصوصی طور پر غفلت، خوش فہمی، خود ساختہ تصوراتی احساس عظمت اور خود ستودہ تنہائی کے چار بلیز کمبل اوڑھ کر سو جانا۔

(۲) قیادت ــــــ حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ــــــ کا عامۃ المسلمین کو کلی طور پر اپنی قیادت پر بھروسہ کرنے کی تاکید کرنا بلکہ اس کے لئے بزور مجبور کرنا اور اپنی قیادت کے علم، فہم، شعور، معلومات، حرکیت، قوت، صلاحیت اور عظمت کا احساس لئے ہوئے کاروبارِ حیات اور فرائضِ منصبی کو ان کے حوالہ کر کے مطمئن ہو کر نچنت رہنے پر مجبور کرنا۔

(۳) سر "پراچانک" مصیبت کے آجانے پر قیادت ــــــ حکمرانوں، علماء، مشائخ،

دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ــــــ کا عامۃ المسلمین کو مطعون کرنا اور مصیبتوں کے آنے کا سبب بتلانا،

(۴) سر "پراچانک" آئی مصیبت کو ٹالنے کے لئے الٹے سیدھے "جیبی" اور "وقتی" ادھ کچے اقدامات کرنا جس کی روح میں درج ذیل ترجیحات ہوں:

(۱) قیادت ــــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ــــــ کے ذریعہ سب سے پہلے اپنے مفادات کی حفاظت کرنا اور اس کام کو ہی امت کی حفاظت قرار دینا۔

(۲) قیادت کے ذریعہ پہلی ترجیح کی تکمیل کے بعد قیادت کے معاون طبقات یا افراد کے مفادات کی حفاظت کرنا۔

(۳) قیادت کے ذریعہ ماقبل کی دو ترجیحوں کی تکمیل کے بعد عامۃ المسلمین کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا اور اس اصول پر عمل کرنا کہ "پانی اپنی سطح خود قائم کر لیتا ہے۔

(۴) قیادت کا دین اللہ کی حفاظت کرنے اور "میثاقِ محمدیؐ" کی حامل امت محمدیہ کے مفادات کی حفاظت کرنے سے کلی طور پر آنکھیں موند لینا۔

(۵) مصیبت کے ٹل جانے یا گزر جانے کے بعد قیادت ــــــ حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ــــــ کا حسب سابق ــــــ غفلت، خوش فہمی، خود ساختہ تصوراتی احساس عظمت اور خود ستودہ تنہائی کی چادر اوڑھ کر سو جانا۔ اور اسی طرح حسب سابق عامۃ المسلمین کو کلی طور پر اپنی قیادت پر بھروسہ کرنے کی تاکید کرنا بلکہ مجبور کرنا اور قیادت کے علم، فہم، شعور، معلومات، حرکیت،

قوت، صلاحیت اور عظمت کا احساس لئے ہوئے کاروبارِ حیات اور فرائض منصبی کو ان کے حوالہ کر کے مطمئن ہو کر نچنت رہنے پر مجبور کرنا۔

(۶) یہی سب کچھ تیرہ سو سالوں سے ہوتا چلا آرہا تھا لہٰذا امت کو کسی نہ کسی دن اس مقام پر پہنچنا ہی تھا جہاں مہلت کار اور فرصت کار کی سڑک ختم ہو جاتی۔ آج وہی گھڑی آ گئی ہے۔ لیکن یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ''مہلت کار'' اور ''فرصت کار'' کی سڑک ختم ضرور ہو گئی ہے لیکن صرف قیادت ـــــ حکمرانوں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیانِ معاشرہ ـــــ کے لئے۔ ''میثاقِ محمدی'' کی حامل امتِ محمدیہ اور بالخصوص عامۃ المسلمین کے لئے قطعاً نہیں۔ نبی رحمت ﷺ کے امتی ـــــ یہ امی ـــــ فیس لینے والے ڈاکٹر نہیں بلکہ تیماردار ہیں۔ ان کی زندگی میں ایسی کوئی گھڑی آنے والی نہیں کہ وہ مریض کے سرہانے سے اٹھ جائیں۔

(۷) ''میثاقِ محمدی'' کی حامل امت کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ تیرہ سو سالوں سے چلے آرہے Ad-hocism کے اس تکلیف دہ ڈرامے کا خاتمہ کر دیں۔

(۸) ''میثاقِ محمدی'' کی حامل امت کے لئے ضروری ہے کہ وہ پوری سنجیدگی کے ساتھ درج ذیل چیزوں کی طرف متوجہ ہوں:

(۱) منصوبہ بندی

(۲) تدبیر سازی

(۳) صلاحیت سازی ـــــ اور

(۴) تعمیل

منصوبہ بندی، تدبیر سازی اور تعمیل

(۱) ''میثاقِ محمدی'' کی حامل امت مسلمہ کے ہر فرد کے لئے (ظاہر ہے اس میں قیادت ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان بھی لازماً شامل ہے) اور بالخصوص عامۃ المسلمین کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ مصابراتی سطح پر فی الفور منصوبہ بندی، تدبیر سازی اور تعمیل پر کام کا آغاز کر دے۔

(۲) مصابراتی سطح سے مراد بیک وقت تین سطحیں ہیں:

(۱) امتی سطح

(۲) احزابی سطح

(۳) انفرادی سطح

(۳) امت مسلمہ کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ درج ذیل امور کے تعلق سے اقدامات کرے:

(۱) منصوبہ بندی: منصوبہ بندی سے مراد ہے ''میثاقِ محمدی'' کے مطابق عالم انسانیت بلکہ کائنات کی اس آخری امت کے فرائض منصبی کو سامنے رکھ کر منصوبہ بندی کرنا۔

(۲) تدبیر سازی: تدبیر سازی سے مراد ''میثاقِ محمدی'' کے مطابق عالم انسانیت بلکہ کائنات کی اس آخری امت کے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے تیار کردہ

منصوبہ کی تکمیل کے لئے حالات وکوائف کو سامنے رکھ کر اسے روبہ عمل لانے کے لئے تدبیر سازی کرنا۔

(۳) صلاحیت سازی: صلاحیت سازی سے مراد ہے "میثاقِ محمدی" کے مطابق عالم انسانیت بلکہ کائنات کی اس آخری امت کے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے تیار کردہ منصوبہ اور تدبیر کی تکمیل کے لئے مطلوب فردی اور غیر فردی صلاحیت سازی کرنا۔

(۴) تکمیل: تکمیل سے مراد ہے "میثاقِ محمدی" کے مطابق عالم انسانیت بلکہ کائنات کی اس آخری امت کے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے تیار کردہ منصوبہ، تدبیر اور صلاحیت کو بروئے کار لاکر مقاصد تک پہنچنا۔

(۴) امتِ مسلمہ کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ درج ذیل نکات پر اقدامات کرے:

(۱) (۱) طویل المدت منصوبہ بندی
(۲) طویل المدت منصوبہ کے لئے تدبیر سازی
(۳) طویل المدت منصوبہ اور تدبیر کے لئے صلاحیت سازی
(۴) طویل المدت منصوبہ، تدبیر اور صلاحیت کے ساتھ تکمیل

(۲) (۱) وسط مدتی منصوبہ بندی
(۲) وسط مدتی منصوبہ کے لئے تدبیر سازی
(۳) وسط مدتی منصوبہ اور تدبیر کے لئے صلاحیت سازی
(۴) وسط مدتی منصوبہ، تدبیر اور صلاحیت کے ساتھ تکمیل

(۳) (۱) قلیل مدتی منصوبہ بندی

(۲) قلیل مدتی منصوبہ کے لئے تدبیر سازی
(۳) قلیل مدتی منصوبہ اور تدبیر کے لئے صلاحیت سازی
(۴) قلیل مدتی منصوبہ، تدبیر اور صلاحیت کے ساتھ تکمیل

(۴) (۱) فوری منصوبہ بندی
(۲) فوری منصوبہ کے لئے تدبیر سازی
(۳) فوری منصوبہ اور تدبیر کے لئے صلاحیت سازی
(۴) فوری منصوبہ، تدبیر اور صلاحیت کے ساتھ تکمیل

(۵) (۱) حادثاتی منصوبہ بندی
(۲) حادثاتی منصوبہ کے لئے تدبیر سازی
(۳) حادثاتی منصوبہ اور تدبیر کے لئے صلاحیت سازی
(۴) حادثاتی منصوبہ، تدبیر اور صلاحیت کے ساتھ تکمیل

(۶) (۱) کامیابی کی صورت میں طویل مدتی، وسط مدتی، قلیل مدتی، منصوبہ بندی
(۲) ان کے مطابق تدبیر سازی
(۳) ان منصوبوں اور تدبیروں کے مطابق صلاحیت سازی
(۴) ان منصوبوں، تدبیروں اور صلاحیتوں کے ساتھ تکمیل

(۷) (۱) جزوی کامیابی کی صورت میں طویل مدتی، وسط مدتی، قلیل مدتی اور فوری منصوبہ بندی
(۲) ان کے مطابق تدبیر سازی
(۳) ان منصوبوں اور تدبیروں کے مطابق صلاحیت سازی

(۴) ان منصوبوں، تدبیروں اور صلاحیتوں کے ساتھ تعمیل

(۸) (۱) کلی ناکامی کی صورت میں طویل مدتی، وسط مدتی، قلیل مدتی، اور فوری منصوبہ بندی

(۲) ان کے مطابق تدبیر سازی

(۳) ان منصوبوں اور تدبیروں کے مطابق صلاحیت سازی

(۴) ان منصوبوں، تدبیروں اور صلاحیتوں کے ساتھ تعمیل

(۹) (۱) جزوی ناکامی کی صورت میں طویل مدتی، وسط مدتی، قلیل مدتی اور فوری منصوبہ بندی

(۲) ان کے مطابق تدبیر سازی

(۳) ان منصوبوں اور تدبیروں کے مطابق صلاحیت سازی

(۴) ان منصوبوں، تدبیروں اور صلاحیتوں کے ساتھ تعمیل

(۱۰) (۱) غیر واضح ہیجانی حالت کی منصوبہ بندی

(۲) ان کے مطابق تدبیر سازی

(۳) ان منصوبوں اور تدبیروں کے مطابق صلاحیت سازی

(۴) ان منصوبوں، تدبیروں اور صلاحیت کے ساتھ تعمیل

(۵) حقیقت واقعہ یہ ہے کہ آج امت مسلمہ بالآخر اس مقام پر آگئی ہے جس کی نزاکت کی تاریخ میں نظیر نہیں مل سکتی۔ آج بھی امت کی "قیادت" ایک اہم رول ادا کرسکتی ہے۔ بلا شبہ ایسا کرنا "تلافی مافات" اور "کفارے" کی ایک صورت ہوگا۔

عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے طفیل آخرت میں ان کے ساتھ رحم کا معاملہ

کرے۔ (ہود ۹۶ تا ۱۰۲) اور (لتتبعن سنن الذين من كان قبلكم: الحديث)

(۶) اس "تلافی مافات" کی اچھی اور نیک صورتوں کی کوئی حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو جتنی توفیق دے۔ واللہ ولی التوفیق۔ یہ عاجز اسی کی دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سبھوں کو زیادہ سے زیادہ خیر کی توفیق دے دیں۔ لیکن ـــــ حکمراں، علماء، مشائخ، دانش وران اور اعیان معاشرہ کم از کم اتنا تو کریں کہ وہ عامۃ المسلمین کو مصابراتی سطح پر اقدامات کرنے سے نہ روکیں۔ کم از کم وہ اس کا تو لحاظ کریں کہ کوئی مقتدرہ نے سرکاری، غیر سرکاری اور مصابراتی سطح پر مذکورہ منصوبوں، تدبیروں، صلاحیتوں اور تعمیل کے لئے کیا کیا صورتیں جاری کر رکھیں ہیں۔

(۷) تلافی مافات کی دستیاب نادر صورت:

امت مسلمہ محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے کہ اس نے ہمیشہ نازک موقعوں پر اس امت کو اپنی خصوصی نصرت سے نوازا ہے۔ اس نازک موقعہ پر بھی اس نے امت کی قیادت کے لئے تلافی مافات کی ایک نادر صورت یا نفق پیدا کردی ہے۔ کاش قیادت او رعامۃ المسلمین اپنی اپنی جگہ اس صورت سے بھرپور استفادہ کرسکیں۔ یہ نادر صورت ہے وہ فضا جو اس وقت ساری دنیا میں قائم ہے اور جس کے تین درج ذیل ستون ہیں:

(۱) تجمہر (Democratisation)

(۲) لبرلائزیشن (Liberalisation)

(۳) گلوبلائزیشن (Globalisation)

یہ صورت حال تا دیر قائم رہنے والی نہیں۔ بہر حال یہ وقت امت کی دانش مندی اور مجتہدانہ بصیرت کے امتحان کا ہے کہ وہ کس طرح ان تین بھول بھلیوں میں گم ہونے کی بجائے

ان سے استفادہ کرتے ہوئے تلافی مافات کی صورت نکالتی ہے۔ فی الوقت ان تین چیزوں سے معمور فضاء میں قیادت اور عامۃ المسلمین درج ذیل طریقوں سے استفادہ کر سکتے ہیں:

(۱) قیادت مذکورہ منصوبوں، تدبیروں اور تعمیلات کی بھرپور تکمیل اپنی سطح سے کرتے ہوئے عامۃ المسلمین کو بھی پورا موقعہ فراہم کرے تاکہ وہ بھی مصابراتی سطح سے انہیں پورا کریں۔

(۲) قیادت اور عامۃ المسلمین ایسا کرتے ہوئے ایک دوسرے سے رقیبانہ کی بجائے تکمیلی یا کم از کم مجاورانہ رویہ رکھیں۔

جہاں تک منصوبہ سازی، تدبیر سازی، صلاحیت سازی اور تعمیل کا تعلق ہے اسے درج ذیل شکلوں میں انجام دیا جا سکتا ہے:

(۱) امتی (Ummatic)

(۲) سرکاری قومی (National Governmental)

(۳) غیر سرکاری رضا کارانہ (Non-Governmental Voluntary)

(۴) تاجرانہ (Commercial)

تدبیر و توجیہ۔ سوم

مشکلات و موانع

(۱) یہ عاجز اس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ امت کی حقیقی صورت حال کیا ہے اور مذکورہ منصوبوں، تدبیروں اور صلاحیتوں کے حصول اور انہیں بروئے کار لا کر تعمیل کو انجام دینا کتنا مشکل ہے۔ یہ صورتِ حال عملاً ناممکن اور محال اور اصولاً ناممکن اور محال کی سرحد کو چھوتی ہوئی ہے۔ لیکن اس عاجز کا احساس ہے کہ ایسی صورت حال میں بھی مشکلات اور موانع کا درست، حقیقی اور متعین ادراک بجائے خود ایک یافت ہوتا ہے جس سے اکثر اوقات نئی راہیں کھلتی ہیں۔ آنحضورﷺ نے ایسی ہی راہوں کا ذکر "فرج" اور "نفق" کے ذریعہ فرمایا ہے۔ چنانچہ امتِ مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ مشکلات اور موانع کو زیر بحث لائیں تاکہ ان کا درست، حقیقی اور متعین ادراک حاصل ہو۔ ایسا کرنا نئی راہوں کے کھلنے کا باعث ہو جاتا ہے۔

(۲) جہاں تک مذکورہ منصوبہ بندی، تدبیر سازی، صلاحیت سازی اور تعمیل کا تعلق ہے تو اس عاجز کے نزدیک ان کی سرانجام دہی میں اہم مشکلات و موانع درج ذیل ہیں:

(۱) صدیوں پرانی مؤقتیت یا عبوریت (Ad-hocism):

خلافتِ راشدہ کے بعد امتِ مسلمہ ایک عظیم سازش کے تحت ایسے افکار، نظام اور عمل میں جکڑ دی گئی جس کا لازمی نتیجہ مؤقتیت یا عبوریت کی شکل میں ظاہر ہوا۔

اب یہی مؤقتیت نہ صرف امت بلکہ قرآن، سنت اور اسلام ــــــ دین اللہ ــــــ

کامزاج (Ethos) قرار پائی ہے۔ جب کہ حقیقت بالکل الٹی ہے۔ اسلام ——
دین اللہ —— قرآن، سنت رسول اللہ ﷺ اور، اصحاب رسول ﷺ کی پوری
حیات میں اس مؤقتیت یا عبوریت کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اصلی
اسلام، قرآن، سنت اور امتِ مسلمہ کا حقیقی مزاج اس مؤقتیت کے پہاڑ کے نیچے
کہیں دب کر سسک رہا ہے لیکن ان کی آہیں بھی سنائی نہیں دے رہی ہیں۔ جب
تک اس پہاڑ کو گویا ڈائنامائٹ سے اڑا کر ہٹایا نہیں جائے گا اسلام کا حقیقی مزاج
سامنے نہیں آسکے گا۔

(۲) مطلوبہ قوت۔ حقیقی قوت۔ عارضہ
(Potentiality-Actuality Syndrome)

صدیوں تک مؤقتیت یا عبوریت (Ad-hocism) کی فضا اور ماحول میں رہنے
کے سبب امت کی حیویت تقریباً ختم ہو چکی ہے اور امت فی الواقع ''محتضر'' ہو چکی
ہے۔ اس صورتِ حال میں اس کے اندر مطلوبہ قوت۔ حقیقی قوت
عارضہ (Potentiality-Actuality Syndrome) پیدا ہو گیا ہے۔
یہ وہ صورتِ حال ہے جب کسی قوم کو بقا کا مسئلہ درپیش ہو اور بقا کو یقینی بنانے کے
لئے مطلوبہ کم سے کم قوت و وسائل اور دستیاب حقیقی وسائل میں ناقابل یقین اور
بین قطبین دوری یا فصل واقع ہو جائے۔

(۳) علماء۔ مشائخ۔ مذہبی اقدار۔ عارضہ (Ulama-Mashaikh- Religious
Values Syndrome) اسلام۔ دین اللہ۔ اور امتِ مسلمہ محمدیہ کی بقاء اور بحالی کی راہ کی
سب سے بڑی مشکل علماء۔ مشائخ۔ مذہبی اقدار عارضہ ہے۔ تاریخ رسالت و نبوت میں نبی

اور رسول کے آنے کی گھڑی وہی رہی ہے جب:

(۱) حاملِ کتاب و سنت قوم پر پوری طرح علماء۔ مشائخ۔ مذہبی اقدار عارضہ کا غلبہ
ہو جائے —— یا

(۲) مجھی قوم کے ملاء پوری طرح علماء۔ مشائخ۔ مذہبی اقدار عارضہ کے تابع ہو
جائیں۔

(۳) علماء۔ مشائخ۔ مذہبی اقدار عارضہ زندگی کے ہر شعبے سے دین اللہ کو پوری
طرح بے دخل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

آج امتِ مسلمہ پوری طرح علماء۔ مشائخ۔ مذہبی اقدار عارضہ کی گرفت میں آچکی
ہے۔ لیکن ہم نبی آخر الزماں ﷺ کی امت اور آخری امت ہیں اس لئے یہ زمانہ
دراصل حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے آنے کا ہی زمانہ ہو سکتا ہے۔
حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی آمد دراصل علماء۔ مشائخ۔ مذہبی اقدار
کے خاتمہ کا اعلان ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

(۴) مذہبی علوم۔ مذہبی اقدار عارضہ (Religious Sciences- Religious
Values Syndrome) امتِ مسلمہ میں سب سے زیادہ مظلوم طبقات علماء اور مشائخ کے
ہیں۔

اسی طرح ظلم کا سب سے بڑا میدان مذہبی علوم اور مذہبی اقدار کا میدان ہے۔ علماء اور
مشائخ سب سے زیادہ مظلوم اس طرح ہیں کہ مذہبی علوم کے نام سے صدیوں سے انہیں جو کچھ
پڑھایا گیا اور مذہبی اقدار کے نام سے انہیں جو کچھ سکھایا گیا اس کا اسلامی علوم اور اسلامی اقدار
سے دور دور کا کوئی واسطہ نہیں۔ ان بے چاروں نے پوری دیانت داری اور خلوص کے ساتھ ان

مذہبی علوم کو اسلامی علوم کے نام سے نہ صرف یہ کہ پڑھا بلکہ اس کی ترویج، صیانت اور حفاظت میں اپنی زندگی کھپادی۔ اسی طرح ان بے چاروں نے پوری دیانت داری اور خلوص کے ساتھ ان مذہبی قدروں کو اسلامی اقدار کے نام سے نہ صرف سیکھا بلکہ اس کی ترویج، صیانت اور حفاظت میں اپنا سب کچھ قربان کردیا۔

لیکن ان کی یہی دیانت داری یا ان کا یہی خلوص دراصل انہیں سب سے زیادہ مظلوم ہوتے ہوئے سب سے بڑا ظالم بھی بنا گیا۔ چنانچہ اسلامی علوم او راسلامی اقدار کی ترویج، حفاظت اور صیانت کے نام پر انہوں نے نسلاً بعد نسلٍ ان مذہبی علوم اور مذہبی اقدار کو منتقل کرکے اور مسلم معاشرے کو ان کے تابع رکھ کر امتِ مسلمہ اور دین اللہ کی ہر قوت کا خاتمہ کردیا۔

نبوت ورسالت کی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ علماء ومشائخ نے اسلامی علوم اور اسلامی اقدار سے مذہبی علوم اور مذہبی اقدار کی طرف منتقل ہو جانے کے بعد مراجعت کی ہو۔ (الاعراف ۴۱۔۳۵)

(۵) طبقاتی عارضہ (Class Syndrome)

عہدِ حاضر میں امتِ مسلمہ کی بحالی میں واقع مشکلات وموانع میں ایک عظیم مشکل اور مانع طبقاتی عارضہ (Class Syndrome) ہے اس عارضہ نے امت کو پہلے دوحصوں میں پھر سینکڑوں حصوں میں منقسم کرکے تتر بتر کررکھا ہے۔ اور سنگین سے سنگین حالات میں بھی یہ امت اپنی ساری طاقت کو نہ یکجا کرپاتی ہے اور نہ بروئے کار لاپاتی ہے۔ طبقاتی عارضہ کی پہلی تقسیم ہے:

(۱) افقی Horizontal ____ اور ____

(۲) عمودی Vertical

پھر پوری امت انہیں دو تقاسیم میں سینکڑوں ٹکڑوں میں بٹ کر رہ گئی ہے یعنی ہر طبقے اور اس کے ذیلی طبقے میں پائی جانے والی افقی اور عمودی تقاسیم۔ پھر ان میں ہر طبقہ اصل طبقاتی عارضہ (Class Syndome) کے تحت بیمار اور لاغر ہوکر جاں کنی کی حالت کو پہنچ گیا ہے۔

امت میں موجود طبقاتی عارضہ (Class Syndome) کی تین بڑی صورتیں ہیں:

(۱) حکمراں ____ عامۃ المسلمین تقسیم یا خلیج

(۲) علماء ومشائخ ____ عامۃ المسلمین تقسیم یا خلیج

(۳) مذہبی علوم ____ عصری علوم تقسیم یا خلیج

(۱) حکمراں........عامۃ المسلمین تقسیم یا خلیج:

خلافتِ راشدہ کے بعد حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے عہد کو چھوڑ کر یہ تقسیم زیادہ راسخ اور یہ خلیج زیادہ وسیع ہوتی جارہی ہے۔ آج حکمرانوں اور عامۃ المسلمین کے مابین واقع خلیج بالکل آخری صورت اختیار کرچکی ہے۔ یعنی گویا ایک ڈبے کے دو جانب دو بالکل مخالف سمت میں لگے دو انجن جو اپنی اپنی سمت آگے بڑھنے اور ڈبے کو لے جانے کے لئے زور آزمائی کررہے ہوں۔

حکمران بھی انسان ہوتے ہیں۔ ان کے اندر بھی وہ ساری خوبیاں اور خامیاں پائی جاتی ہیں جو انسان کا خاصہ ہے۔ چنانچہ تاریخ میں حکمرانوں کی متعدد قسمیں پائی جاتی رہی ہیں مثلاً

(۱) نیک حکمراں

(۲) نیک مگر بزدل/ کمزور حکمراں

(۳) خودغرض حکمراں (خود کفیل مسلم مگر خودغرض حکمراں)

(۴) برے حکمراں (خود کفیل مسلم مگر ظالم حکمراں)

(۵) نہایت برے حکمراں (کمزور، بزدل، خودغرض، شیطانی قوتوں کے عمیل ظالم حکمراں)

دجالِ اکبر کی آمد کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ امتِ مسلمہ میں حکمرانوں کی صورتِ حال چوتھے درجے سے پانچویں درجے کی طرف چلی جائے۔

ابھی چند ہفتوں قبل شائع ہونے والی ٹامی فرینکس (Tommy Franks) کی کتاب امیریکن سولجر (American Soldier) اگرچہ ایک سنسر کردہ کتاب ہے لیکن اس کے باوجود اس میں مندرجہ معلومات امتِ مسلمہ کے موجودہ حکمرانوں کی خوبیوں/خامیوں اور ان کی حقیقی صورتِ حال کو پوری طرح اجاگر کرتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(General Tommy Franks: American Soldier: Reagon Books, 2004)

تدبیر و توجیہ۔ چہارم

اہداف و مقاصد

(۱) اس باب میں تدبیر و توجیہ کے حوالے سے کچھ باتیں "فتنۂ دجالِ اکبر: خطرات و تدابیر" اور دجالِ اکبر: تفکیر، تدبیر اور تعمیل: جلد اول" میں عرض کردی گئی ہیں۔ مزید چند امور ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۲) عالمِ عیسائیت سے بالعموم مفاہمت، باہم افہام و تفہیم اور غیر معاندانہ تعلق یا کم از کم غیر مشکوک تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

(۳) رومن کیتھولک کلیسیا یعنی ویٹیکن (Vatican) سے اعلیٰ ترین سطح سے مقامی سطح تک امت کے مفاہمانہ اور خوش گوار روابط کی ابتداء کی جانی چاہیے۔

(۴) رومن کیتھولک کلیسیا کی طرح اور اسی درجے پر دیگر آرتھوڈوکس کلیسیا مثلاً:

(۱)	یونانی آرتھوڈوکس کلیسیا	(Greek-Orthodox Church
(۲)	شامی آرتھوڈوکس کلیسیا	Syrian Orthodox Church
(۳)	روسی آرتھوڈوکس کلیسیا	Russian Orthodox Church
(۴)	قبطی آرتھوڈوکس کلیسیا	Coptic Orthodox Church
(۵)	ارمنی کلیسیا	Armenian Church

سے بھی مفاہمانہ اور خوش گوار روابط کی ابتداء کی جانی چاہیے۔

(۵) یہ روابط نہایت پروقار، عالمانہ اور مفاہمانہ ہونے چاہئیں۔ اس عاجز کا اندازہ ہے

کہ اس تعلق سے سب سے بڑی مشکل خود امتِ مسلمہ محمدیہ کے یہاں داخلی طور پر پیش آئے گی۔ اور وہ مشکل ہے درج ذیل امور کے تعلق سے امت کے علمی اور تجرباتی معیار کا ناقابلِ بیان حد تک پست ہونا:

(۱) امت کے پاس اسلام ——— دین اللہ ——— کا کوئی قابلِ لحاظ علمی وفکری سرمایہ موجود نہیں۔ سارا کا سارا سرمایہ ——— اسلام ——— مذہب کا ہے۔

(۲) امت کے پاس قرآن ——— الہدیٰ ——— جو پوری کائنات کے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے ——— پر مشتمل کوئی علمی وفکری سرمایہ موجود نہیں۔

(۳) امت کے پاس سنت رسول اللہ ﷺ ——— جو پوری انسانیت کے لئے بھیجی گئی تھی ——— پر مشتمل کوئی علمی وفکری سرمایہ موجود نہیں۔

(۴) امت کے پاس ان تمام مذاہب سے متعلق حقیقی اور براہ راست علم نہیں۔ امت اس تعلق سے اتنی تہی دامن ہے جس کا شاید اسے خود کوئی اندازہ نہیں۔ اگر اس کی تہی دامنی کو یوں ملخص کیا جائے تو نادرست نہ ہوگا۔ پچھلے تیرہ سو سالوں میں امت کا سب سے زیادہ تعامل عیسائیت سے ہوا۔ اس کے باوجود:

(۱) پوری دنیا میں امت کے پاس ایسی کوئی لائبریری پائی نہیں جاتی جہاں عیسائیت کے منابع، مصادر اور مراجع کا قابلِ لحاظ ذخیرہ دستیاب ہو۔

(۲) پوری دنیا میں امت کے پاس ایسے دس دانش ور مشکل سے دستیاب ہوں گے جو عیسائیت کا علم براہِ راست اس کے منابع، مصادر اور مراجع سے رکھتے ہوں۔

(۳) پوری دنیا میں امت کے پاس ایسے دس "علماء" مشکل سے دستیاب ہوں گے جو عیسائیت کا علم براہِ راست اس کے منابع، مصادر اور مراجع سے رکھتے ہوں۔

دیگر مذاہب کے تعلق سے صورتِ حال کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے۔

(۶) عیسائی دنیا کے مذہبی تخصصات کے علاوہ عیسائی ملکوں سے بھی پروقار مفاہمانہ تعلقات استوار کیے جانے چاہئیں۔

(۷) ہندوستان کے تمام مذاہب سے بالخصوص سناتن دھرم سے پروقار مفاہمانہ تعلقات استوار کئے جانے چاہئیں۔

(۸) ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ اور امتِ مسلمہ کے مابین تعلقات اور تعامل کے تعلق سے انقلابی فیصلے اور اقدامات کی فوری ضرورت ناگزیر محسوس ہوتی ہے۔ ان فیصلوں اور اقدامات کو درج ذیل نکات میں ملخص کیا جاسکتا ہے:

(۱) ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کو درپیش انہدام سے بچایا جائے۔

(۲) ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کو انہدام سے بچانے کی اولین صورت یہ ہو سکتی ہے کہ:

(۱) ریاستہائے متحدہ امریکہ اور امتِ مسلمہ کے مابین تصادم سے گریز کیا جائے۔

(۲) جہاں جہاں تصادم ہو رہے ہیں وہاں سے پروقار مفاہمانہ الگاؤ کی صورت نکالی جائے۔

(۳) جہاں ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ نادیدہ قوتوں کے ذریعہ بری طرح الجھا دیا گیا ہو وہاں سے اسے باہر آنے (Extrication) میں مدد دی جائے۔

(۴) یہ سارے اقدامات فی الفور ہوں۔

(۹) یہ ایک حقیقت ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کو کبھی مقتدرہ کے سامنے نہایت کمزور ہے۔ لیکن اگر دوسرے زاویہ سے دیکھا جائے تو یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ فی

الوقت امتِ مسلمہ محمدیہ کے مقاصد کے حصول کے لئے کوبکی مقتدرہ کے سامنے لائی جا سکنے والی وہ روئے ارض پر سب سے بڑی قوت ہے۔اس تناظر میں ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ امتِ مسلمہ کے لئے سب سے بڑا Deterrent ہوسکتا ہے۔

(۱۰) کوبکی مقتدرہ کی قوت، اس کے ارادے اور اس کے اقدامات کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ امت کے پاس ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کے Deterrent ہونے سے استفادہ کی مدت دس سالوں سے زیادہ نہیں۔اس عاجز کے نزدیک یہ صورتِ حال دس سال بھی برقرار رہ جائے تو بسا غنیمت ہوگی۔لہٰذا ان دس سالوں میں امت کو چاہئے کہ وہ اپنی ساری توانائی بروئے کار لا کر خالص امتی Deterrent حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

(۱۱) اس دوران امت کوبکی مقتدرہ سے کلی تصادم (Total Showdown) سے اجتناب کرتے ہوئے ہمہ دم خود کو اس کے لئے تیار کرے۔

(۱۲) مذکورہ مقاصد کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ امتِ مسلمہ کی موجودہ قیادت میں درج ذیل مسائل ہیں:

(۱) موجودہ قیادت میں موجود یا ان کے مابین موثر ایسے افراد کی بے حد کمی ہے جو مثلاً ریاستہائے متحدہ امریکہ: شاکلہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ: نیم شاکلہ کی باہم گتھی ہوئی رگوں اور نسوں (Veins and Sinews) کو الگ الگ پہچان سکیں یا ایک ہی مخرج سے نکلی ہوئی بظاہر یکساں نظر آنے والی تجاویز کو اس کے DNA کی بنیاد پر الگ الگ کر سکیں اور ان کے مابین توازن رکھتے ہوئے خذ ما صفا ودع ما کدر کا فیصلہ کر سکیں۔

(۲) موجودہ قیادت میں ایسے افراد کی بے حد کمی ہے جو مذکورہ نزاکتوں کا لحاظ کرتے ہوئے تدبیر سازی کر سکیں۔

(۳) اسی طرح موجودہ قیادت میں ایسے افراد کی بے حد کمی ہے جو مذکورہ امور کی احسن تعمیل کر سکیں۔

(۱۳) ایسی نازک صورتِ حال میں جہاں ایک جانب قیادت کو دیانتدارانہ طور پر اس خوش فہمی سے نکل آنا چاہئے کہ وہ کما حقہ پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہی ہے وہیں دوسری جانب امتِ مسلمہ کو بھی اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہئے کہ اس کی قیادت کے اعمال اس کے لئے "میثاقِ محمدی" کے تعلق سے فرض کفایہ کی حیثیت سے قبول کر لئے جائیں گے اور ان سے باز پرس نہیں ہوگی۔

تدبیر وتوجیہ۔ پنجم

مصابراتی پیش قدمی

(۱) امتِ مسلمہ محمدیہ بالخصوص عامۃ المسلمین 'میثاقِ محمدی' کے تحت اپنی ذمہ داریوں سے صرف نظر نہیں کر سکتے لہذا پیش قدمی کے بطور انھیں 'انسانی جانوں' کی حفاظت اور ان کی تکلیفوں اور مصائب کو کم کرنے کے لئے باضابطہ فیصلے کرنے چاہئیں۔

(۲) یہ پیش قدمی مصابراتی سطح پر (Non-Governmental) ٹاسک فورس (Task Force) کے قیام سے فی الفور کی جاسکتی ہے۔ ممکن ہو تو اس سلسلے میں متعلقہ حکومتوں سے باہم تعاون بھی کیا جانا چاہئے۔

(۳) عامۃ المسلمین تاریخی طور پر ہمیشہ 'انسانی جانوں' کی حفاظت اور ان کی تکلیفوں اور مصائب کو کم کرنے میں خدمات انجام دیتے رہے ہیں لیکن اس حوالے سے ان کے یہاں بعض بنیادی خامیاں پائی جاتی رہی ہیں۔ آئندہ ان خامیوں کے ساتھ کوئی فرد یا گروہ 'انسانی جانوں' کی حفاظت اور ان کی تکلیفوں اور مصائب کو کم کرنے میں قابل ذکر خدمت انجام نہیں دے سکتا۔ مذکورہ بنیادی خامیاں درج ذیل ہیں:

(۱) جیبی: امت میں انحطاط کے ساتھ ساتھ ہر کام جیبی ذاتی اور خانہ زاد سطح پر کئے جانے لگے۔

جس امت میں قرآن وسنت موجود ہو اس میں سینکڑوں سالوں سے بڑے بڑے اور عظیم الشان کام تک جیبی سطح پر ہونے لگیں تو انسانی تاریخ میں اس سے بڑے

انحطاط کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے قطع نظر اس کے کہ ایسے کام کرنے والے مخلص ہوں یا غیر مخلص۔

(۲) غیر منظم: امت میں انحطاط کے ساتھ ساتھ ہر کام غیر منظم (داخلی سطح پر Micro-Level) طور پر ہونے کا رواج ہوگیا۔

(۳) غیر فنی: امت میں انحطاط کے ساتھ ساتھ ہر کام غیر فنی اور غیر ماہرانہ طور پر کرنے کا رواج ہوگیا۔

(۴) مؤقتی: امت میں انحطاط کے ساتھ ساتھ ہر کام مؤقتی اور عارضی طور پر کرنے کا رواج ہوگیا۔

(۵) عدم انتقالی: امت میں انحطاط کے ساتھ ساتھ ہر کام معلومات، مہارت اور تجربہ کی سطح پر یک نفری/ یک گروہی/ یک عہدی بن کر رہ گیا۔ ایسی کوئی صورت یا طریقۂ کار وضع کیا نہیں جاسکا یا ایسا طریقۂ کار برقرار نہ رہا کہ متعلقہ خدمات کی معلومات، مہارت اور تجربہ ایک نفر سے دوسرے نفر کو/ ایک گروہ سے دوسرے گروہ کو/ ایک نسل سے دوسری نسل کو/ ایک عہد سے آئندہ کے عہد کو منتقل کیا جاسکے۔

(۴) آئندہ 'انسانی جانوں' کی حفاظت اور ان کی تکلیفوں اور مصائب کو کم کرنے کی خدمت ______ جیبی، غیر منظم، غیر فنی، مؤقتی اور عدم انتقالی خصوصیات رکھ کر ادا کرنا ہی ناممکن اور محال ہوگا۔

(۵) 'انسانی جانوں' کی حفاظت اور ان کی تکلیفوں اور مصائب کو کم کرنے کے حوالے سے پانچ اقسام کے ٹاسک فورس بنائے جاسکتے ہیں۔ جن کے کام اور خدمات متعین ہونے چاہئیں۔ یہ پانچ اقسام اور ان کی ذیلی خصوصیات (Specialization) درج ذیل ہیں:

(۱) طبی (Medical):

(الف) روایتی برائے زمانہ امن (Conventional-Peace-time)

(ب) فاجعاتی۔ قحط، سیلاب، زلزلہ، حادثہ (Disaster-Famine, Flood, Accident)

(ج) شورش زدہ، حالات کے لئے مثلاً فسادات، شورش (Riots-Disturbances)

(د) روایتی برائے جنگ (Conventional-War-Time)

(ہ) غیر روایتی برائے جنگ (Non-Conventional-War-Time)

(۱) کیمیاوی (Chemical)

(۲) جراثیمی (Bacteriological)

(۳) جوہری (Nuclear)

(۴) حیاتیاتی (Biological)

(۵) طبیعیاتی مثلاً برقی (Physical-Electrical)

(۶) جسمانی (Physiological)

(و) نفسیاتی برائے تسلیہ (Psychological-Trauma Management)

(۲) امدادی و تحفظی (Salvage & Rescue) :

(۱) ایسی مہارت سے لیس گروہ جو:

(۱) سیلاب، قحط، زلزلہ، حادثات، فسادات، کیمیاوی، جراثیمی، جوہری، حیاتیاتی

حادثات، اور زمانہ جنگ کے کیمیاوی، جوہری، جراثیمی، حیاتیاتی، طبعیاتی ضربات سے مجروح لوگوں کی جان بچائے اور انہیں نکال سکے۔

(۲) جو کیمیاوی، جوہری، جراثیمی، حیاتیاتی، طبیعیاتی آلودگی سے پر نعشوں کی تدفین کر سکے۔

(۳) کیمیاوی، جوہری، جراثیمی، حیاتیاتی، طبیعیاتی طور پر آلودہ اناج، نباتات، زمین، اشیاء، پانی، دودھ، مویشیوں اور پھل وغیرہ کے تعلق سے عام لوگوں کو مشورہ اور مدد دے سکے۔

(۳) ترسیلی (Logistical):

ایسی مہارت سے لیس گروہ جو:

(۱) بری (On Land)

(۲) نہری (Across Rivers)

(۳) بحری (In Sea & Ocean)

(۴) فضائی (In Air) اور

(۵) خلائی (In Space) ______

طور پر 'انسانی جانوں' کی حفاظت اور ان کی تکلیفوں اور مصائب کو کم کرنے کے لئے ضروری ترسیلی مدد (Required Logistic Help) پہنچا سکے۔

(۵) ابلاغی (Communicational):

ایسی مہارت سے لیس گروہ جو:

(۱) مصیبتوں میں گرفتار،

(۲) محصور،

(۳) لاپتہ،

(۴) بچھڑے،اور

(۵) منتشر

افراد کو ابلاغی طور پر:

(۱) حادثاتی علاقوں (Disaster Areas)

(۲) شورش زدہ علاقوں (Disturbed Areas)

(۳) جنگی علاقوں (War Zones)

______ میں مربوط کرسکیں۔

(۶) مصابراتی طور پر ایسے ٹاسک فورس پانچ پہلوؤں سے لازماً خود کفیل ہوں۔ یہ پانچ ابعاد درج ذیل ہیں:

(۱) افرادی قوت (Personnel)

(۲) خصوصی آلہ جات (Special Equipments)

(۳) خصوصی مہارت (Specific Expertise)

(۴) مطلوبہ مالیات (Required Finance)

(۵) تخصص (Specialisation)

امت اس کا لازمی اہتمام کرے کہ مذکورہ پانچوں پہلوؤں کا حصول خالصتاً امتی سطح کے وسائل کو بروئے کار لاکر ہو۔

(۷) مصابراتی طور پر ایسے 'ٹاسک فورس' کم از کم دس افراد پر مشتمل ہوسکتے ہیں۔

(۸) مصابراتی طور پر 'ٹاسک فورس' درج ذیل سطحوں پر غیر سرکاری (Non-Governmental) اور رضا کارانہ (Voluntary) ہوں۔

(۱) مقامی (Local)

(۲) ضلعی (District)

(۳) صوبہ جاتی (Provincial)

(۴) ملکی (National)

(۵) منطقہ جاتی (Regional)

(۶) بین الاقوامی (International)

(۷) ارضی (Global)

(۹) ایسے 'ٹاسک فورس' مقامی سطح سے لے کر ارضی سطح تک ممکن حد تک باہم معاونت (Co-ordination) اور ارتباط (Net-Working) بھی کرسکتے ہیں۔

(۱۰) مقامی سطح پر ایسے چھوٹے چھوٹے 'مصابراتی ٹاسک فورس' قائم کرکے امت کو بلا تفریق مذہب وملت 'انسانی جانوں' کی حفاظت اور ان کی تکلیفوں اور مصائب کو کم کرنے کے لئے فی الفور اقدامات کرنے چاہیے۔

(۱۱) یہ بات پوری طرح واضح رہنی چاہئے کہ 'ٹاسک فورس' کی اصل خوبی ان کا حجم اور ان کے وسائل نہیں بلکہ درج ذیل امور ہیں:

(۱) مثالی نظم (Excellent Organisation)

(۲) سرعت (Swiftness)

(۳) حرکیت (Mobility)

(۴) مہارت (Expertise)

(۵) تخصص (Specialisation)

چنانچہ ان خصائص سے بھرپور طور پر لیس ایک چھوٹا گروہ مذکورہ خوبیوں سے عاری بڑے گروہ سے ہزار گنا بہتر ہے۔

(۱۲) تخصص (Specialisation) کے حوالے سے درج ذیل امور قابلِ توجہ ہیں:

(۱) مصابراتی سطح پر صرف ایک کام میں تخصص پر مشتمل چھوٹا گروہ بہتر ہے اس بات سے کہ چار چیزوں میں ادھوری مہارت کے ساتھ بڑا گروہ ہو۔

(۲) مصابراتی سطح پر Micro تخصص بہتر ہے Macro صلاحیت اور تخصص سے

(۳) مقامی طور پر ایک بڑے 'ٹاسک فورس' سے بہتر ہے کہ چند افراد پر مشتمل چھوٹے چھوٹے سو گروہ ہوں جو الگ الگ سو چھوٹے چھوٹے (Micro) امور میں تخصص کے حامل ہوں۔ مثلاً زلزلہ میں ہر طرح کے کام کرنے سے بہتر ہے کہ کوئی گروہ چھوٹا ہو مگر صرف اس میں تخصص رکھتا ہو کہ وہ ملبے میں دبے صرف زندہ لوگوں کو نکالے۔

(۴) ایک بڑے 'ٹاسک فورس' سے بہتر ہے کہ سو نادر امور میں سو الگ الگ چھوٹے گروہ تخصص کے حامل ہوں۔ مثلاً ایسی جینیاتی طور پر تبدیل شدہ (Genetically Modified Cow or Sheep) گائے یا بھیڑ کو قابو میں کرنا جسے معاندانہ طور پر معاشرے میں چھوڑ دیا گیا ہو یا جو حادثاتی طور پر فطری گایوں یا بھیڑوں میں مل گئی ہو۔ یا جینیاتی طور پر تبدیلی شدہ پھل بیج یا فصل جو فطری پھلوں، بیجوں یا فصلوں میں مل گئی ہو یا ملادی گئی ہو۔ یا سنتھیٹک نانو پار

ٹیکلس (Synthetic Nano Particles) پر مشتمل اشیاء جو معاشرے میں فساد پیدا کرنے کے لئے ڈال دیئے گئے ہوں چنانچہ ایسے اشیاء سے معاشرے کو بچانے میں تخصص۔

(۱۳) ایک عام اندازہ کے مطابق امت کو آئندہ دس سالوں میں فی کس کم از کم دس افراد پر مشتمل تقریباً پانچ لاکھ ٹاسک فورس کی ضرورت درپیش ہوگی جن میں کم از کم ایک لاکھ ایسے ٹاسک فورس ہوں جن کا تخصص نادر امور میں ہو۔ ان میں وہ مطلوبہ تعداد شامل نہیں جو صرف زچگی (Maternity) اور نگرانیٔ نوزائیدگان (Child-Care) سے متعلق ہے۔